عُلومِ اسلامیہ

www.KitaboSunnat.com

برائے طلبہ و طالبات

بی ایس سی انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، بی ٹیک پاس

مؤلفین

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

شعبہ علوم اسلامیہ انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور

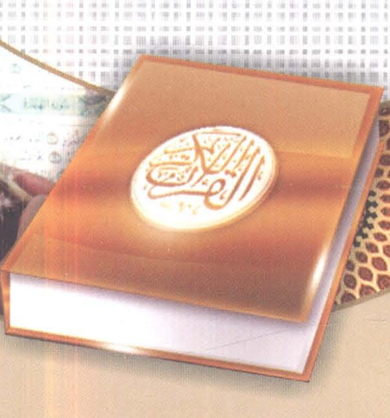

مکتبہ افکار اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عُلومِ اسلامیہ

برائے طلبہ و طالبات

بی ایس سی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی بی ٹیک پاس

www.KitaboSunnat.com

مؤلفین
پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن
شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

مکتبہ افکار اسلامیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب .... عُلومِ اسلامیہ

مؤلفین .... پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

اشاعت .... دسمبر 2011ء

ناشر .... مکتبہ افکار اسلامیہ

قیمت ....

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042-37244973

بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ پاکستان فون:041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

اسلام دینِ حق ہے۔ اس کے عقائد سچے اور خالص ہیں، اس کی عبادات سادہ اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں اور اس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں جن کی سیرتِ مطہرہ بنی نوع انسان کے لیے اسوۂ حسنہ ہے، آپ سب سے عظیم انسان ہیں جس کا اعتراف بعض انصاف پسند غیر مسلموں نے بھی کیا ہے۔ انگریز مصنف مائیکل ہارٹ تاریخ انسانی کے سو بڑے آدمیوں کی فہرست مرتب کرنے بیٹھا تو اس کو سرِ فہرست رکھنے کے لیے پیغمبرِ اسلام کی ذاتِ ستودہ صفات کے سوا کسی اور ہستی کا نام نظر نہ آیا۔

اسلام اپنی انسانیت نواز خوبیوں کے باعث روزِ اوّل سے مسلسل پھیلتا آ رہا ہے۔ آج دنیا بھر میں ایک ارب چالیس کروڑ کے لگ بھگ انسان اسلام کے حلقہ بگوش ہیں اور اس زمانے میں دیارِ مغرب میں اسلام کے فروغ کی رفتار بوجوہ تیز تر ہو گئی ہے اور امریکہ اور یورپ میں قبولِ اسلام کی شرح میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

سلسلہ انبیاء کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں اور اسلام آخری اور حتمی دین ہے جو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے جامع اور عالمگیر منبع ہدایت ہے۔ اسی فکری و عملی دعوت کو جامعہ کے طلباء تک پہنچانے میں شعبہ علومِ اسلامیہ گزشتہ نصف صدی سے نہایت اخلاص سے مصروفِ عمل ہے۔ ہم اس کی بہتری اور ترقی کے لئے کوشاں اور دعا گو ہیں۔ ہم اپنے عزیز طلبہ و طالبات سے بھی دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب 'علومِ اسلامیہ' (برائے سال اول) انجینیرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے طلباء کے لئے مرتب کی گئی ہے۔ تاہم دیگر اہلِ اسلام کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ مفید ثابت ہو گا۔ لہٰذا خود اس سے استفادہ کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں (جزاکم اللہ خیراً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری اس جامعہ اور اس سے ملحقہ اداروں میں فنی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ اور مطالعہ پاکستان (سال اول اور سال دوم) میں بطور لازمی مضمون پڑھایا جا رہا ہے۔ تعلیم اسلامیات و مطالعہ پاکستان سے جذبۂ اسلامی اور جذبۂ حب الوطنی بیدار ہوتا ہے۔ اس کے ہمارے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس مضمون کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے طلباء اچھے انجینئر کے ساتھ ساتھ اچھے اور باکردار مسلمان بھی بنیں۔

آخر میں "من لم یشکر النّاس لم یشکر اللہ" کے تحت ہم اپنے شعبہ کے ان اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جن کے حسنِ توجہ اور تعاونِ خاص سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

قارئین کرام کو اگر کہیں تشنگی یا غلطی محسوس ہو تو ہمیں آگاہ کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے سینوں کو فہم قرآن و حدیث کے لئے کھول دے۔ واللہ الموفق

مؤلفین
پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مقدمہ	3
	حصّہ اول: القرآن الحکیم	9
☆	فضائل قرآن	10
	☆ قرآن مجید کے محاسن	12
☆	قرآن کریم کی جمع وتدوین	16
☆	سورۃ المائدۃ	20
	☆ تفسیر سورۃ المائدۃ	24
	☆ احرام	26
	☆ حج	27
	☆ حلال وحرام کی حکمت	28
	☆ دین کامل	30
	☆ شرائط شکار	32
	☆ وضو کی فضیلت اور طریقہ	34
	☆ طہارت کے آداب	35
	☆ تیمّم کا طریقہ	36
	☆ غسل کا طریقہ	36
	☆ اللہ کی نعمت کا مکمل ہونا	37
☆	اہل کتاب کے عقائد/اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کی نوعیت	40
	۱) بنی اسرائیل سے عہد	40
	۲) یحرفون الکلم عن مواضعه	40
	۳) یہود کا عقیدہ اور اس کی تردید	41

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴) عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث اور اس کی تردید 42
۵) اہل کتاب سے تعلقات 44
☆ سورۃ الفرقان 46
☆ عبادالرحمٰن کی خصوصیات 47
☆ سورۃ الحجرات 53
☆ تفسیر سورۃ الحجرات 56

حصہ دوم : الحدیث 68

☆ حدیث کی اہمیت وضرورت 69
☆ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اربعین 72
حدیث نمبر۱ حسنِ نیت 73
حدیث نمبر۲ اسلام وایمان، احسان اور قیامت کے بارے میں سوالات 76
حدیث نمبر۳ ارکانِ اسلام 84
حدیث نمبر۴ تخلیق انسانی کے مراحل اور مسئلہ تقدیر 91
حدیث نمبر۵ رد بدعات 96
حدیث نمبر۶ حلال وحرام اور مشتبہ اشیاء 101
حدیث نمبر۷ خیر خواہی اور خلوص 105
حدیث نمبر۸ شرعی احکام ظاہر کے مطابق لاگو ہوتے ہیں 110
حدیث نمبر۹ حتی الامکان اطاعتِ رسول ﷺ 113
حدیث نمبر۱۰ رزقِ حلال کی اہمیت 119
حدیث نمبر۱۱ شبہات سے اجتناب کی ترغیب 122
حدیث نمبر۱۲ غیر متعلق سے اجتناب 126
حدیث نمبر۱۳ اخوتِ اسلامی کا تقاضا 129
حدیث نمبر۱۴ قتلِ مسلم کی حرمت اور جواز وضرورتِ قتل کی بعض صورتیں 133
حدیث نمبر۱۵ مومن سے ایمان کے تین مطالبات 140
حدیث نمبر۱۶ طیش کی ممانعت 146
حدیث نمبر۱۷ ہر کام میں احسن طریقہ 151

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۱۸ تقویٰ، گناہ کا کفارہ اور اخلاقِ حسنہ 156

حدیث نمبر ۱۹ اللہ کے در کے سوالی 164

حدیث نمبر ۲۰ شرم وحیا کی اہمیت وفضیلت 175

حدیث نمبر ۲۱ ایمان پر استقامت 179

حصہ سوم: عقائدِ اسلام 184

☆ توحید 185

- کلمۂ توحید 185

- لا الہ الا اللہ کا مفہوم 186

- وہ اول واحد ہے 187

- توحید کی اہمیت 188

- انبیاء کی دعوت 188

- کلمۂ توحید کی فضیلت میں دو عظیم احادیث 190

- توحید کی اقسام 191

☆ رسالت 196

- مختصر حالات سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ 197

- رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کے فضائل 200

- احسانِ عظیم 200

- اللہ کے ذکر کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا ذکر 201

- انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد 202

- معجزۂ معراج 202

- رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات 203

☆ یوم آخرت پر ایمان 206

- قربِ قیامت 206

- قیامت کی نشانیاں 206

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ہر ایک کو اپنی فکر دامن گیر ہوگی 208
- زمین کی گواہی 212
- نبی کریم ﷺ کا حوض 212
- میزان 213
- پل صراط 213
- نبی کریم ﷺ کی شفاعت 214

حصہ چہارم: سیرت النبی ﷺ 216

☆ نبوت 217
☆ مسلمانوں کا وطن چھوڑنا 218
☆ سنہ ۵ نبوت 218
☆ سنہ ۶ نبوت 218
☆ سنہ ۷ نبوت 218
☆ سنہ ۱۰ نبوت 218
☆ سنہ ۱۱ نبوت 219
☆ سنہ ۱۲ نبوت 219
☆ سنہ ۱۳ نبوت 219

حصہ پنجم: اسلام اور جدید سائنس 220

☆ قرآن حکیم اور سائنس 221
☆ مسلمانوں کی سائنسی تاریخ کا مختصر تعارف 228

حصہ ششم: اخلاقیات 234

☆ قرآنی آیات 235
☆ احادیث مبارکہ 237

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ اول

القرآن الحکیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائلِ قرآن مجید

قرآن مجید ایک نظر میں

پہلی وحی: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ سورۃ العلق، ۶۱۰ء آیت ۱تا۵

آخری وحی: وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ (۲/البقرۃ:۲۸۱) یا

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ:۳)

تعداد کلمات	۸۶۴۳۰
تعداد حروف	۳۲۳۷۶۰
قرآن کی کل مدت نزول	تقریباً ۲۲ سال ۵ ماہ
پارے	۳۰
منزلیں	۷
سورتیں	۱۱۴
مکی سورتیں	۸۶
مدنی سورتیں	۲۸
رکوع	۵۴۰
آیات	۶۶۶۶
کاتبانِ وحی	۴۰ صحابہؓ

www.KitaboSunnat.com

۷ منازل کی تقسیم

۱	سورۃ الفاتحۃ	تا	سورۃ النساء
۲	سورۃ المائدۃ	تا	سورۃ التوبۃ
۳	سورۃ یونس	تا	سورۃ النحل
۴	سورۃ بنی اسرائیل	تا	سورۃ الفرقان
۵	سورۃ الشعراء	تا	سورۃ یٰس
۶	سورۃ والصّٰفّٰت	تا	سورۃ الحجرات
۷	سورۃ قٓ	تا	سورۃ الناس

اقسام آیات

آیاتِ وعدہ	۱۰۰۰
آیاتِ وعید	۱۰۰۰
آیاتِ نہی	۱۰۰۰
آیاتِ امر	۱۰۰۰
آیاتِ مثال	۱۰۰۰
آیاتِ قصص	۱۰۰۰
آیاتِ تحلیل	۲۵۰
آیاتِ تحریم	۲۵۰
آیاتِ تسبیح	۱۰۰
آیاتِ متفرقہ	۶۶
کل آیات	۶۶۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل حرکات (اِعرابْ)

۱)	فتحات	(زبر)	َ	۵۳۲۲۳
۲)	کسرات	(زیر)	ِ	۳۹۵۸۲
۳)	ضمات	(پیش)	ُ	۸۸۰۴
۴)	مدّات	(~)		۱۷۷۱
۵)	تشدید	(شدّ)	ّ	۱۲۷۴
۶)	نقاط	(نقطے)	٭٭	۱۰۵۶۸۴

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بہت ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (قرآن) نازل کیا تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے'' (الفرقان:۱)

وہ پاک ذات کہ جس نے جن وانس کی رشد وہدایت کے لئے قرآن مجید جیسی عظیم کتاب نازل فرمائی جو علوم وفنون کا سمندر ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو قیامت تک علم کے پیاسوں کو سیراب کرتا رہے گا اور علم وحکمت کا ایسا خزانہ ہے کہ جس کے جواہر کبھی ختم نہ ہوں گے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں یکتا ہے اسی طرح اس کے کلام کا اسلوب بھی یگانہ ہے۔ قرآن کے ادب وبلاغت کا اصل کمال یہ ہے کہ کلام کرنے والا خود رب قدوس ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب یا صحیفہ قرآن کی برابری نہیں کرسکتا۔ سوا چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کی جاذبیت اور اثر آفرینی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی قیامت تک ہوگی۔

جس طرح آپ ﷺ قیامت تک کے لئے مثالی شخصیت بن کر آئے اسی طرح آپ پر نازل ہونے والی یہ کتاب بھی ہدایت اور جامع فلاح وسعادت کا آخری صحیفہ بن کر آئی ہے۔

نزولِ قرآن

قرآن حکیم کی قطعی نصوص سے قرآن کا نزول شب قدر میں ثابت ہے: ''اِنَّآ اَنزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ'' (القدر) ''یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا''۔ ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنزِلَ فِیهِ الْقُرْاٰنُ'' (۲/البقرۃ:۱۸۵) ''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا''۔

قرآن مجید کو لوح محفوظ سے لیلۃ القدر میں آسمان دنیا کے بیت العزۃ پر لایا گیا اور پھر تھوڑا تھوڑا کرکے حسب ضرورت نبی اکرم ﷺ کی قلب اطہر پر اتارا گیا۔

کلامِ الٰہی

یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے کلام اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں، اس جیسی کلام بنانا انسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اہلیت واستطاعت سے باہر ہے۔ فرمان الٰہی ہے ''ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ'' (۲/البقرۃ:۲) اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں''۔ اور اگر کسی کو شک ہے تو اسے قرآن مجید کی طرف سے کھلا چیلنج ہے کہ: ''وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ کُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ'' (۲/البقرۃ:۲۳) ''ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنالاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلالو'' اور پھر یہ بھی واضح کردیا کہ: ''قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا'' (بنی اسرائیل/ ۸۸) ''کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے۔ گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

بے شک قرآن کے مخالفین اس کی مثال لانے سے قاصر ہیں۔ قرآن کا یہ دعویٰ آج بھی قائم ہے۔ بلغائے عرب وعجم کی زبانیں اس کے مقابلے میں گنگ ہیں۔ وہ لوگ جو زبان کے اصل مالک اور محاورہ عرب کے طبعی ماہر سمجھے جاتے تھے اس کے مقابلہ میں عاجز درماندہ رہے۔

قرآن مجید کے محاسن

اسلام لانے کے بعد لبیدؓ سے سیدنا عمر فاروقؓ نے چند اشعار سنانے کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا: ''جب اللہ نے مجھے البقرۃ اور آل عمران سکھادیں تو مجھے شعر کہنا زیب نہیں دیتا (استیعاب لابن عبدالبر حالاتِ لبید) قرآن پاک بہت سی صفات کا حامل ہے۔ جن میں چند بیان کی جاتی ہیں: وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ (ق:۱) ''بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے''۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ (الواقعہ:۷۷) ''کہ بے شک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے''، وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ (یٰس:۲) ''قسم ہے قرآن باحکمت کی''، وَاِنَّهٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ (حمٓ السجدۃ:۴۱) ''یہ بڑی باوقعت کتاب ہے''۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (النساء:۱۷۴) ''لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آپہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتارا ہے''۔

هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرۃ:۲) ''پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے''، ''وَهٰذَا کِتٰبٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْـزَلْـنٰـهُ مُبٰـرَكٌ ‘‘(الانعام:۹۲)’’اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے‘‘۔ ’’یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْـكُـمْ مَّوْعِـظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّـدُوْرِ وَ هُـدًى وَّ رَحْـمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ‘(یونس:۵۷)’’اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے‘‘۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے گھر والے ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ اللہ والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’قرآن والے کہ وہ اللہ والے اور خواص ہیں‘‘۔ (نسائی، ابن ماجہ، احمد، حاکم)

سیدنا عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اس کتاب کے ذریعے سے بعض قوموں کو رفعت و بلندی عطا فرما دیتے ہیں اور اس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے بعض قوموں کو نیچے گرا دیتے ہیں‘‘۔ (مسلم)

سیدنا ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’قرآن کی تلاوت کرنے والوں کے لئے زمین پر نور ہے اور آسمان پر ذخیرہ‘‘ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ’’ جو لوگ جب کبھی خانہ خدا میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور اس کے درس و تدریس میں مشغول ہوں تو ان پر اللہ کی طرف سے اطمینان و سکون نازل ہوتا ہے اور رحمت الٰہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں کرتے ہیں۔ (مسلم، ابوداؤد)

سیدنا عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے‘‘ (بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداود، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: صرف دو آدمیوں پر رشک ہوسکتا ہے ایک تو وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے وہ راتوں کو بھی اس کو پڑھتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہے وہ رات اور دن محتاجوں پر خیرات کرتا رہتا ہے۔ (بخاری، ترمذی، نسائی)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: صاحبِ قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے مقامات طے کرتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں تو آخری آیت پر پہنچے"۔(ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، احمد، دابن حبان فی صحیحہ)۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن میں مشغول ہونے کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور کلام اللہ کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ خود اللہ کو تمام مخلوق پر"۔(ترمذی)

قوت تاثیر: قرآن مجید میں سب سے بڑھ کر تاثیر پائی جاتی ہے، جیسا کہ رب کائنات نے فرمایا: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ (الحشر:۲۱) "اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف الٰہی سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا"۔ جنوں کی ایک جماعت قرآن حکیم کی چند آیات سننے کے بعد واپس اپنی قوم کی طرف پلٹتی ہے اور اپنی قوم سے کہتی ہے کہ: قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الاحقاف:۳۰) "کہنے لگے: ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

سیدنا فاروقؓ کو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام، مسلمانوں اور نبی اکرم ﷺ سے سخت نفرت تھی۔ لیکن سیدنا عمرؓ کا دل ایک سورت کی چند آیات سن کر موم ہو گیا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کفر سے نفرت ہو گئی اور کفر کو عمرؓ سے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ بن مظعون، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت ارقم بن ارقم جیسے صحابہ کرامؓ اسی کلام کو سن کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور تو اور دیکھیے کہ خود حاصل کلام ربانی کا کیا حال تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ذرا قرآن تو مجھ کو سناؤ"۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ: بھلا آپ کو سناؤں آپ پر تو قرآن اترا ہے"! آپ نے فرمایا: نہیں سناؤ۔" میں نے سورۃ النساء شروع کی، جب اس آیت پر پہنچا "فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا (النساء:۴۱)'' آپ نے فرمایا: ''بس کر، بس کر، میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے''۔ (بخاری)

قرآن مجید کا طرز بیان سادہ، آسان اور غیر مانوس بندشوں سے پاک ہے، اس کے مضامین ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے سب لوگوں کو قرآن حکیم میں اپنے اپنے مخصوص علوم کے لیے وسیع میدان ملے گا۔

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (القمر:۱۷)'' اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟'' قرآن پاک کا حق یہ ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے، اس میں غور و فکر کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ ارشادِ الٰہی ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا (محمد:۲۴)'' کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی جمع وتدوین

قرآن مجید کو حفظ اور تحریر کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے دور میں محفوظ کیا گیا۔ سب سے پہلے حافظ قرآن آپ ﷺ خود تھے۔ جبریل علیہ السلام جب کلام اللہ کا القاء آپ ﷺ کے قلب مبارک پر کرتے تھے تو اس کے ساتھ ہی وہ وہاں محفوظ ہو جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی کثرت تلاوت کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تلاوت سنا بھی کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا پیچھے تذکرہ ہوا ہے۔ صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے قرآن سننا بھی ثابت ہے۔

ترتیب قرآن کے سلسلے میں یہ بات بھی ناظرین کو معلوم ہو جانی چاہیے کہ یہ ترتیب بعد کے لوگوں کی دی ہوئی نہیں ہے، بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تحت نبی ﷺ ہی نے قرآن کو اس طرح مرتب فرمایا تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تو آپ اُسی وقت اپنے کاتبوں میں سے کسی کو بلاتے اور اس کو ٹھیک ٹھیک قلمبند کرانے کے بعد ہدایت فرما دیتے کہ یہ سورۃ فلاں سورۃ کے بعد اور فلاں سورۃ سے پہلے رکھی جائے۔ اسی طرح اگر قرآن کا کوئی ایسا حصہ نازل ہوتا جس کو مستقل سورۃ بنانا پیشِ نظر نہ ہوتا، تو آپ ہدایت فرما دیتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں مقام پر درج کیا جائے۔ پھر اسی ترتیب سے آپ خود بھی نماز میں اور دوسرے مواقع پر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے اور اسی ترتیب کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کو یاد کرتے تھے۔ لہٰذا یہ ایک ثابت شدہ تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا نزول جس روز مکمل ہوا اسی روز اس کی ترتیب بھی مکمل ہوگئی، جو اس کا نازل کرنے والا تھا وہی اس کا مرتب کرنے والا بھی تھا۔ جس کے قلب پر وہ نازل کیا گیا اُسی کے ہاتھوں اسے مرتب بھی کرا دیا گیا۔ کسی دوسرے کی مجال نہ تھی کہ اس میں مداخلت کرتا۔

چونکہ نماز ابتدا ہی سے مسلمانوں پر فرض تھی اور تلاوت قرآن کو نماز کا ایک ضروری جزو قرار دیا گیا تھا اس لیے نزولِ قرآن کے ساتھ ہی مسلمانوں میں حفظ قرآن کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جیسے جیسے قرآن اترتا گیا مسلمان اس کو یاد بھی کرتے چلے گئے۔ اس طرح قرآن کی حفاظت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انحصار صرف کھجور کے ان پتوں، ہڈی اور جھلی کے ان ٹکڑوں ہی پر نہ تھا جن پر نبی اپنے کاتبوں سے اس کو قلمبند کرایا کرتے تھے، بلکہ وہ اترتے ہی بیسیوں، پھر سینکڑوں، پھر ہزاروں، پھر لاکھوں دلوں پر نقش ہو جاتا تھا اور کسی شیطان کے لیے اس کا امکان ہی نہ تھا کہ اس میں ایک لفظ کا بھی ردّ و بدل کر سکے۔

نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب عرب میں اِرتداد کا طوفان اُٹھا اور اس کے فرو کرنے کے لیے صحابہ کرام کو سخت خونریز لڑائیاں لڑنی پڑیں، تو ان معرکوں میں ایسے صحابہ کی ایک کثیر تعداد شہید ہو گئی جن کو پورا قرآن حفظ تھا۔ اس سے حضرت عمرؓ کو خیال پیدا ہوا کہ قرآن کی حفاظت کے معاملے میں صرف ایک ہی ذریعے پر اعتماد کر لینا مناسب نہیں ہے، بلکہ الواحِ قلب کے ساتھ ساتھ صفحاتِ قرطاس پر بھی اس کو محفوظ کرنے کا انتظام کر لینا چاہیے۔ چنانچہ اس کام کی ضرورت انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے واضح کی اور انہوں نے کچھ تامل کے بعد ان سے اتفاق کر کے حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کو، جو نبی ﷺ کے کاتب (سیکرٹیری) رہ چکے تھے، اس خدمت پر مامور فرمایا۔ قاعدہ یہ مقرر کیا گیا کہ ایک طرف تو وہ تمام لکھے ہوئے اجزا فراہم کر لیے جائیں جو نبی ﷺ نے چھوڑے ہیں، دوسری طرف صحابہ کرامؓ میں سے بھی جس جس کے پاس قرآن یا اس کا کوئی حصہ لکھا ہوا ملے، وہ ان سے لے لیا جائے، اور پھر حفاظ قرآن سے بھی مدد لی جائے، اور ان تینوں ذرائع کی متفقہ شہادت پر، کامل صحت کا اطمینان کرنے کے بعد، قرآن کا ایک ایک لفظ مصحف میں ثبت کیا جائے۔ اس تجویز کے مطابق قرآن مجید کا ایک مستند نسخہ تیار کر کے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رکھوا دیا گیا۔ اور لوگوں کو عام اجازت دے دی گئی کہ جو چاہے اس کی نقل کرے اور جو چاہے اس سے مقابلہ کر کے اپنے نسخے کی تصحیح کر لے۔

عرب میں مختلف علاقوں اور قبیلوں کی بولیوں میں ویسے ہی فرق پائے جاتے تھے جیسے ہمارے ملک میں شہر شہر کی بولی اور ضلع ضلع کی بولی میں فرق ہے، حالانکہ زبان سب کی وہی ایک اردو یا پنجابی وغیرہ ہے۔ قرآن مجید اگرچہ نازل اس زبان میں ہوا تھا جو مکہ میں قریش کے لوگ بولتے تھے، لیکن ابتداء میں اس امر کی اجازت دے دی گئی تھی کہ دوسرے علاقوں اور قبیلوں کے لوگ اپنے اپنے لہجے اور محاورے کے مطابق اسے پڑھ لیا کریں، کیونکہ اس طرح معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، صرف عبارت ان کے لیے ملائم ہو جاتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب اسلام پھیلا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب کے لوگوں نے اپنے ریگستان سے نکل کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو فتح کر لیا، اور دوسری قوموں کے لوگ بھی دائرہ اسلام میں آنے لگے، اور بڑے پیمانے پر عرب وعجم کے اختلاط سے عربی زبان متاثر ہونے لگی، تو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر اب بھی دوسرے لہجوں اور محاوروں کے مطابق قرآن پڑھنے کی اجازت باقی رہی تو اس سے طرح طرح کے فتنے کھڑے ہو جائیں گے۔ مثلاً یہ کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کو غیر مانوس طریقے پر کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہوئے سنے گا اور یہ سمجھ کر اس سے لڑ پڑے گا کہ وہ دانستہ کلام الٰہی میں تحریف کر رہا ہے۔ یا یہ کہ یہ لفظی اختلافات رفتہ رفتہ واقعی تحریفات کا دروازہ کھول دیں گے۔ یا یہ کہ عرب وعجم کے اختلاط سے جن لوگوں کی زبان بگڑے گی وہ اپنی بگڑی ہوئی زبان کے مطابق قرآن میں تصرف کر کے اس کے حسن کلام کو بگاڑ دیں گے۔ ان وجوہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے یہ طے کیا کہ تمام ممالکِ اسلامیہ میں صرف اُس معیاری نسخہ قرآن کی نقلیں شائع کی جائیں جو حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا، اور باقی تمام دوسرے لہجوں اور محاوروں پر لکھے ہوئے مصاحف کی اشاعت ممنوع قرار دے دی جائے۔

آج جو قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے، یہ ٹھیک ٹھیک اُسی مصحف صدیقی کے مطابق ہے جس کی نقلیں حضرت عثمانؓ نے سرکاری اہتمام سے تمام دیار و امصار میں بھجوائی تھیں (تفہیم القرآن۔ مقدمہ، ص ۲۸-۳۰)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب ''خطبات بہاولپور'' میں لکھتے ہیں: ''خود کمیشن کے صدر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی حافظ تھے۔ اس لیے انہوں نے جو کچھ لکھا اس یقین کے ساتھ لکھا کہ یہ ان کے ذہن میں بھی اسی طرح محفوظ ہے............ جب لوگ نسخہ لا کر پیش کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں حکم دیتے کہ قسم کھا کر بتاؤ کہ یہ نسخہ جو تم پیش کر رہے ہو، وہی ہے جس کی تصحیح رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوئی ہے۔ وہ قسم کھا کر یقین دلاتے تو پھر اس سے استفادہ کیا جاتا۔ جب پورا قرآن مجید لکھا جا چکا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے شروع سے آخر تک پڑھا۔ اس میں مجھے ایک آیت کم نظر آئی یہ آیت میرے حافظے میں تو موجود تھی مگر کسی تحریری نسخے میں موجود نہ تھی (یاد رہے کہ حافظوں میں یہ آیت موجود تھی) پھر انصار کے گھروں میں گیا۔ بالآخر ایک شخص کے پاس ایک تحریری نسخہ ملا۔ وہ نسخہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھا ہوا تھا لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت تھی کہ جب تک دو تحریری نسخے نہ ملیں (یہ بھی کمال احتیاط تھا) اس وقت تک اسے قرآن کے طور پر قبول نہ کیا جائے اب تک تحریری صورت میں ایک شخص کے پاس یہ آیت ملی تھی۔ یہاں پر مشیت خداوندی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اتفاق سے یہ حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ کسی کام سے خوش ہوکر کہا تھا کہ آج سے تمہاری شہادت دو شہادتوں کے مساوی سمجھی جائے گی۔ غرض یہ قدرت کی طرف سے پیشگی انتظام تھا"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورة المائدة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۬ۗ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا
يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (1)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا
الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ
وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا
عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (2) حُرِّمَتْ
عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ
وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا
ذُبِحَ عَلَي النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ
دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ
اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (3)
يَسْـَٔـلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ
الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (4) اَلْيَوْمَ
اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠
وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى
الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ
وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ
تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ
مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ
نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ
الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ
بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ
اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے چار پائے جانور (جو چرنے والے ہیں) حلال کر دیئے گئے ہیں بجز اُن کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ مگر احرام (حج) میں شکار کو حلال نہ جاننا۔ اللہ جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے (۱)۔ مومنو! اللہ کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ اُن جانوروں کی (جو اللہ کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ اُن لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہوں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار ہوں اور جب احرام اتار دو تو (پھر اختیار ہے کہ) شکار کرو اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت والی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اُن پر زیادتی کرنے لگو۔ اور (دیکھو) نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔(۲) تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سؤر کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ تیروں سے قسمت معلوم کرو۔ یہ سب گناہ (کے کام) ہیں- آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو اُن سے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرتے رہو۔ (اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۳) تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں (اُن سے) کہہ دو کہ سب پاکیزہ چیزیں تم کو حلال ہیں اور وہ (شکار) بھی حلال ہے جو تمہارے لئے اُن شکاری جانوروں نے پکڑا ہو جن کو تم نے سدھا رکھا ہو اور جس (طریق) سے اللہ نے تمہیں (شکار کرنا) سکھایا ہے (اس طریق سے) تم نے اُن کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اُس کو کھا لیا کرو (اور شکاری جانوروں کے چھوڑتے وقت) اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے (۴) آج تمہارے لیے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں۔ اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کو حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی (حلال ہیں) جب کہ اُن کا مہر دے دو۔ اور اُن سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی۔ اور جو شخص ایمان کا منکر ہوا اُس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا (۵) مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھو لیا کرو) اور اگر نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) پاک ہو جایا کرو۔ اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اُس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمم) کر لو اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو (۶) اور اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کو یاد کرو اور اُس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سن لیا اور قبول کیا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے (۷) اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۸) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اُن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۹) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں (۱۰) اے ایمان والو! اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے اُس کو یاد کرو جب ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں تو اُس نے اُن کے ہاتھ روک دیئے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے (۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۃ المائدہ

سورت کا نام: آیات نمبر ۱۱۲، ۱۱۴ سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول: ۶، ۷ ھجری

مضامین کا خلاصہ: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں معاونت، یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا رد، عدل و انصاف، حدود و تعزیرات کا بیان، حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سورۃ المائدہ حرام و حلال کے باب میں آخری سورۃ ہے ......(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۱۱)

تفہیم القرآن میں ہے کہ یہ سورۃ حسبِ ذیل تین بڑے بڑے مضامین پر مشتمل ہے:

(۱) مسلمانوں کی مذہبی، تمدنی اور سیاسی زندگی کے متعلق مزید احکام و ہدایات۔ اس سلسلہ میں سفرِ حج کے آداب مقرر کیے گئے، شعائر اللہ کے احترام اور زائرین کعبہ سے عدم تعرض کا حکم دیا گیا، کھانے پینے کی چیزوں میں حرام و حلال کے قطعی حدود قائم کیے گئے اور دورِ جاہلیت کی خود ساختہ بندشوں کو توڑ دیا گیا، اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی، وضو اور غسل اور تیمم کے قاعدے مقرر کیے گئے، بغاوت، فساد اور سرقہ کی سزائیں معین کی گئیں، شراب اور جوئے قطعی حرام کر دیا گیا، قسم توڑنے کا کفارہ مقرر کیا گیا، اور قانون شہادت میں مزید چند دفعات کا اضافہ کیا۔

(۲) مسلمانوں کو نصیحت۔ اب چونکہ مسلمان ایک حکمران گروہ بن چکے تھے، ان کے ہاتھ میں طاقت تھی، جس کا نشہ قوموں کے لیے اکثر گمراہی کا سبب بنتا رہا ہے، مظلومی کا دور خاتمہ پر تھا اور اس سے زیادہ سخت آزمائش کے دور میں وہ قدم رکھ رہے تھے، اس لیے ان کو خطاب کرتے ہوئے بار بار نصیحت کی گئی کہ عدل پر قائم رہیں، اپنے پیش رو اہل کتاب کی روش سے بچیں، اللہ کی اطاعت و فرماں برداری اور اس کے احکام کی پیروی کا جو عہد انہوں نے کیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح اس کو توڑ کا اس انجام سے دوچار نہ ہوں جس سے وہ دوچار ہوئے۔ اپنے جملہ معاملات کے فیصلوں میں کتاب الٰہی کے پابند رہیں، اور منافقت کی روش سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتناب کریں۔

(۳) یہودیوں اور عیسائیوں کو نصیحت۔ یہودیوں کا زور اب ٹوٹ چکا تھا اور شمالی عرب کی تقریباً تمام یہودی بستیاں مسلمانوں کے زیرِ نگین آ گئی تھیں۔ اس موقع پر ان کو ایک بار پھر ان کے غلط رویہ پر متنبہ کیا گیا ہے اور انہیں راہِ راست پر آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ نیز چونکہ صلح حُدَیبیہ کی وجہ سے عرب اور متصل ممالک کی قوموں میں اسلام کی دعوت پھیلانے کا موقع نکل آیا تھا اس لیے عیسائیوں کو بھی تفصیل کے ساتھ خطاب کر کے ان کے عقائد کی غلطیاں بتائی گئی ہیں اور انہیں نبی عربی پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ ہمسایہ ممالک میں سے جو قومیں بُت پرست اور مجوسی تھیں ان کو براہِ راست خطاب نہیں کیا گیا، کیونکہ اُن کی ہدایت کے لیے وہ خطبات کافی تھے جو اُن کے ہم مسلک مشرکین عرب کو خطاب کرتے ہوئے مکّہ میں نازل ہو چکے تھے۔ (ج ا ص ۴۳۶)

تفسیر آیت نمبر ا: اہل ایمان کو معاہدات کے پورا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ تم تمام قسم کے عہد، میثاق اور وعدے پورے کیا کرو۔ اس سورت میں حلال وحرام کے احکامات بیان کرنے سے پیشتر معاہدات کو پورا کرنے کی تاکید کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ کتاب (یہود) کو ان کے بار بار عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا...... (المائدہ: ۱۳) اس لئے تمہید کے طور پر مومنین کو معاہدات کی پاسداری کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حرام وحلال چیزوں کے جو احکام عہد کے طور پر قرآن مجید میں ہیں انہی احکام کو ''عقود'' کی تفسیر قرار دیا گیا (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳)

اور فرمایا: اور جب (آپ) عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں (البقرۃ: ۱۷۷)

آنحضرتؐ کا فرمان ہے: لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ (احمد)

''جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جو عہد کا پابند نہیں اس کا کوئی دین نہیں''۔

اور آپؐ نے فرمایا: ''قیامت کے دن عہد شکنی کرنے والے کی نشانی یہ ہوگی اس کی پیٹھ پر غداری کا جھنڈا ہوگا (بخاری) واضح رہے کہ عہد کو پورا نہ کرنا نفاق کی بھی علامت ہے اس بارے میں متعدد صحیح احادیث ہیں:

قرآن حکیم نے آپؐ کی حیات طیبہ کو اہل ایمان کے لئے کامل نمونہ قرار دیا ہے اور آپؐ عہد کی پابندی کے معاملے میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپؐ کے ایفائے عہد کو دشمن بھی تسلیم کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ قیصرِ روم نے ابوسفیانؓ سے پوچھا تھا کہ "فَھَلْ یَغْدِرُ" تو ابوسفیان نے جواب دیا "لَا" وہ عہد شکنی نہیں کرتے، تو قیصرِ روم نے جواب دیا "اللہ کے رسول بدعہدی نہیں کرتے"۔

قرآن مجید نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا ہے یہ معاہدے کی پاسداری کا نتیجہ تھا کہ اسلام بلادِ عرب میں پھیل گیا اور "فتح مکہ" جیسی عظیم لذت عطا ہوئی۔

بھیمة الانعام: بھیمة میں تمام چوپائے جانور آ جاتے ہیں۔ "انعام" میں چار قسم کے جانور اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ مراد لئے جاتے ہیں اور یہی چار جوڑے "قربانی" کے جانور بھی ہیں۔ اس طرح وہ جانور جو نباتاتی غذاؤں پر پرورش پاتے ہوں اور دنیا کے جس خطے میں پائے جاتے ہوں (مثلاً نیل گائے، ہرن وغیرہ) حلال ہیں۔ دیگر جانور جو گوشت خور ہیں (یعنی درندے) وہ سب حرام ہیں۔

حضرت ثعلبہؓ فرماتے ہیں: آپؐ نے ہمیں ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے اور ہر شکاری پرندے کو جو پنجوں سے شکار کرتا ہے حرام قرار دیا (بخاری و مسلم، الصید)

احرام: احرام مخصوص لباس ہے جو حج وعمرہ کرنے والے مسلمان میقات سے باندھتے ہیں۔ مردوں کے لئے دو چادریں اور عورتوں کے لئے مخصوص قسم کا لباس جس میں چہرہ نقاب کے ساتھ ڈھانپنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ احرام کی حالت میں بہت سی وہ چیزیں ممنوع ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں حلال ہیں۔ مثلاً حجامت بنوانا، خوشبو کا استعمال، زیب و زینت، قضائے شہوات اور کسی خشکی کے حلال جانور کا شکار کرنا اور کسی کو شکار میں مدد دینا وغیرہ۔ ہاں اگر غیر محرم، شکار کا گوشت محرم کو تحفہ میں دے تو اس کا استعمال جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے یہ شکار محرم کے لئے نہ کیا گیا ہو۔

حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ کے احکامات کی اطاعت دل و جان سے کرے، نیز اُس کے تمام احکامات حکمت پر مبنی ہیں۔

آیت نمبر۲: شعائر، شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی "نشانی" کے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "جو شخص شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ (فعل) دلوں کی پرہیز گاری میں سے ہے (الحج: ۳۲)۔ حرمت والے مہینے چار ہیں، رجب، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم۔ ان مہینوں میں مسلمانوں کی طرف سے لڑائی کی ابتداء کرنا جائز نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں بارہ ہیں (یعنی) اُس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اللہ کی کتاب میں (سال) کے بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی دین (کا) سیدھا راستہ ہے تو ان (مہینوں) میں (قتال ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو۔ جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے'' (التوبہ:۳۶)

ھدی قربانی کے وہ جانور جن کو حاجی منیٰ میں قربان کرتے ہیں اور ''قلائد'' وہ پٹے جوان جانوروں کے گلے میں پہچان کے لئے ڈالے جاتے تھے'' امین البیت الحرام'' سے مراد حجاج کرام ہیں جو اخلاص نیت سے بیت اللہ الحرام کا قصد کرتے ہیں۔ اصل مقصد اللہ کی رضامندی کا حصول ہے نیز حجاج اپنے ساتھ تجارت کا سامان بھی رکھ سکتے ہیں۔ حالت احرام میں شکار سے منع کیا گیا تھا اب حلال ہوتے (احرام کھل جانے) کے بعد ممانعت ختم ہوگئی۔ صلح حدیبیہ کے بعد کچھ مشرکین مدینہ کے راستے سے عمرہ و حج کی نیت سے مکہ جاتے تھے تو صحابہؓ نے آپؐ سے اجازت چاہی کہ جس طرح مشرکین مکہ نے ہمیں حدیبیہ کے مقام پر روک لیا تھا اور عمرہ نہیں کرنے دیا گیا ہم بھی ان مشرکین کو مکہ جانے سے روک دیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۳-۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے ایمان والو! مشرک پلید ہیں تو اس برس کے بعد کعبۃ اللہ کے پاس نہ جانے پائیں'' (التوبہ:۲۸) اس آیت سے المائدۃ کی آیت کا حکم منسوخ ہوگیا۔

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں بلا امتیاز دین و مذہب اور رنگ و نسل تعاون کرو۔

آپؐ کا ارشاد ہے: اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْمًا '' صحابہؓ کے سوال پر آپؐ نے وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا: مظلوم کی مدد تو واضح ہے اور ظالم کی مدد یہ ہے کہ اُسے ظلم نہ کرنے دو۔ (بخاری:۲۴۴۴) آیت کے آخری ٹکڑے کی روح یہی ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں ظلم ہو اُسے روک دیں، یہی ہمارا منصب ہے۔ یہی تقویٰ ہے ورنہ یہ کہ اللہ جب سزا دیتا ہے تو سخت سزا دیتا ہے۔

حج: اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرنا، بیت اللہ کے سامنے دہائی دینا، میں نے اپنے اوپر ظلم کر لیا ہے مجھے معاف کردو اور یہی فریاد ''عرفات کے میدان میں'' سارا دن ہوتی رہتی ہے۔ تو وہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی کوئی انا نہیں ہوتی ایک ہی طرح کے لباس میں سب ملبوس ہیں سب سے پہلی پکار احرام باندھنے کے بعد یہ ہوتی ہے اور جاری رہتی ہے:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (بخاری:۱۵۴۹، مسلم:۱۱۸۴)

''میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوا ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک حمد بھی تیری، نعمت بھی تیری، اور ملک بھی تیرا، تیرا کوئی شریک نہیں''۔

آیت نمبر ۳: فرمایا: تم پر حرام کر دیا گیا ہے، مردار (سوائے مچھلی اور ٹڈی کے) بہتا ہوا خون (سوائے تلی اور جگر کے) اور سور کا گوشت (اور اس کے تمام اجزا) اور جو چیز اللہ کے علاوہ غیر اللہ کے نام (عملاً اور اعتقاداً) کر دی گئی ہو۔ اور وہ جانور جسے گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو اور جو چوٹ کھا کر اور جو بلندی (وغیرہ) سے گر کر، جو سینگ لگنے سے مر گیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اس میں سے کسی جانور میں جان باقی ہے تو ذبح کر لو اور وہ حلال ہوگا (اگرچہ آج کل عیسائی سور کو حرام نہیں سمجھتے مگر پہلی شریعتوں میں سور قطعی حرام ہے) (استثناء، باب ۱۴)

حلال و حرام کی حکمت: حلت و حرمت کے قانون میں شریعت نے صرف اس بات کو ملحوظ نہیں رکھا کہ حرام چیزوں کے طبی لحاظ سے جسم انسانی پر کیا مفید یا مضر اثرات پڑتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو سب سے پہلے سنکھیا اور دوسرے زہروں کا نام لیا جاتا، بلکہ زیادہ تر اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ان حرام اشیاء کے انسان کے اخلاق پر کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور طہارت اور پاکیزگی سے ان کا کس قدر تعلق ہے، نیز ایسی تمام چیزیں بھی حرام قرار دی گئیں جنہیں نیت کی گندگی اور عقیدہ کی خباثت حلال سے حرام بنا دیتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ جو چیز اللہ نے حرام کی ہے اس کی حکمت بہر حال انسان کی سمجھ میں آ جائے (تفسیر القرآن ج ۱ ص ۴۷۹)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے: ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' (بخاری و مسلم) اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ (مسلم ج ۲ ص ۳۱۷)

مطلب یہ ہے کہ شریعت کے تمام امور کا دارومدار آدمی کی نیت اور دلی ارادہ پر ہے۔ لہٰذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جو شخص حلال و حرام کے احکامات کو تسلیم نہیں کرتا وہ عملاً اسلام کا باغی ہے۔

"وَمَا اُحِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ" جمہور مفسرین نے آیت کے یہ معنی کیے ہیں: "جب کوئی جانور ذبح کیا جائے تو اُس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے"۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: اگرچہ جانور ذبح کرتے وقت عادتاً "بسم اللہ واللہ اکبر" زبان سے کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ مردار اور حرام ہوگا (مگر اُس جانور کو غیر اللہ کی خاطر ذبح کیا گیا ہو) (تفسیر عزیزی، ج۱ص۲۱۰)۔

"وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ: نُصُب اُن آستانوں کو کہتے ہیں جہاں غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس لئے فرمایا: ایسی جگہوں پر ذبح کیے گئے جانور حرام ہیں۔ مشرکین مکہ جانوروں کو ذبح کرنے سے اُن کو اپنے بتوں کے نام نامزد کرتے تھے نیز یہ کہ ذبح کرتے وقت بتوں کا نام پکارتے تھے۔

فال نکالنا: اسلام میں لاٹری وغیرہ جیسے تمام کام حرام ہیں۔ لاٹری میں پیسے (رقوم) سب لوگوں کی جمع شدہ کچھ مخصوص لوگ لے کر اپنی جیبوں میں ڈال لیتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ البتہ قرعہ اندازی جس میں فریقین کے برابر کے حقوق ہوں جائز ہے مثلاً

۱) قربانی کی گائے میں سات برابر کے حصے ہیں، کس کو کون سا حصہ دینا ہے قرعہ اندازی کریں اگر تمام حصے برابر نہیں ہیں تو قرعہ اندازی جائز نہیں ہوگی۔

۲) داخلے میں ایک مرحلہ آ جاتا ہے کہ آخری سیٹ پر چند طالب علم میرٹ میں برابر آ جاتے ہیں، لہٰذا قرعہ اندازی سے داخلے کے لئے فیصلہ کیا جائے گا۔ یہی عین انصاف ہے۔

پانسوں کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ مشرکین عرب میں یہ دستور تھا کہ بتوں کے سامنے مختلف اقسام کے تحریر شدہ تیر رکھے ہوئے تھے۔ بتوں کے ہاں حاضری دیتے، مدد مانگنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ بت کی جیب میں رکھے ہوئے تیروں میں ایک تیر نکالتے اور پڑھتے کہ کیا لکھا ہے؟ یہ کہ کام ہوگا یا نہیں وغیرہ۔

نجومی کے پاس جا کر قسمت کا حال معلوم کرنا، علم اعداد، علم جفر اور رمل وغیرہ کفر اور فسق ہیں۔ فتح کے دن آنحضرتؐ نے کعبۃ اللہ کے اندر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی تصویریں دیکھیں جن کے ہاتھوں میں یہی پانسے تھمائے ہوئے تھے، ان کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا: اللہ ان مشرکوں کو ہلاک کرے جنہوں نے یہ تصویریں بنائی ہیں، ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے تو کبھی پانسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ میں نہیں لیے تھے۔ (بخاری، ج ص ۶۱۴)

''آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہوگئے ہیں''۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: جزیرہ عرب میں شیطان کے بہکانے سے بت پرستی پھیلی ہوئی تھی وہ ختم ہوگئی یہ کہ شیطان ناامید ہوگیا ہے لیکن مسلمانوں کی آپس کی لڑائیوں کے لئے شیطان کے بہکاوے کا اثر باقی ہے (مسلم ج ۲ ص ۳۷۶)

آیت کے اس حصے میں آپس کی لڑائیوں سے پیشین گوئی کے طور پر ڈرایا گیا ہے کہ تم لوگ اللہ سے نڈر نہ ہو جانا، اس طرح اسلام میں ضعف آ جائے گا۔ مشرکین کو قبل از فتح مکہ یہ امید تھی کہ اسلام کمزور ہو کر ختم ہو جائے گا۔ اب فتح مکہ کے بعد ان کی یہ امیدیں دم توڑ گئیں، اس لئے فرمایا کہ تم مشرکین سے مت ڈرنا اور صرف مجھ ہی سے ڈرنا۔ اگر خرابی ہوگی تو صرف اس بات پر ہوگی تم اللہ کے علاوہ اوروں سے ڈرنے لگے ہو۔ تو جب بھی تمہارا نقصان ہوگا تو تمہاری داخلی کمزوریوں کے سبب ہوگا۔ مولانا ظفر علی خان نے کیا خوب کہا۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے
کوئی کافر میری تذلیل نہ کر سکتا تھا
مرحمت کی ہے یہ سوغات مسلماں نے مجھے

دین کامل:

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت یوم عرفہ حجۃ الوداع (جمعۃ المبارک) کو نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ سورۃ بقرۃ کی آیت: يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا (بخاری ج ۲ ص ۶۶۳، بخاری بحوالہ الاتقان، ج ا ص ۲۶) آخری آیت اُتری، جس کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت ابوھریرۃؓ کی روایت میں ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک کی شریعتوں کو ایک خوشنما مکان سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ اس مکان میں ایک آخری اینٹ کی کسر تھی وہ آخری اینٹ میں ہوں کہ میرے آنے کے بعد وہ محل پورا ہوگیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ میں ''خاتم النبیین'' ہوں (بخاری، ج ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸)

بعض یہودیوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ قرآن میں ایک ایسی آیت اتری ہے کہ اگر ہم لوگوں پر اترتی تو ہم اس دن عید مناتے تو آپؓ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ اللہ کا شکر ہے اُس دن ''دوعیدیں'' جمع تھیں حجۃ الوداع عرفہ اور یوم الجمعۃ (بخاری ج ۲ ص ۶۶۲)

مطلب یہ کہ پہلی شریعتوں کی تکمیل شریعت محمدیؐ سے ہوئی اور شریعت محمدیؐ کی تکمیل قرآن مجید کے نزول کے ختم پر ہوئی (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۱۱)

دین مکمل ہوگیا، حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا کردیا: ''اِنَّا فَتَحْنَا'' میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعے مسلمانوں سے یہ فرمایا کہ اسلام کے غالب اور کامل ہونے کا زمانہ جلد ہی آنے والا ہے کوئی مخالفِ اسلام اپنی مزاحمت کے ذریعے اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے پورے ہونے کی نعمت یاد دلائی ہے۔ اسلام کے بعد کوئی اور شریعت قیامت تک نہیں ہے اور قیامت تک یہی دین قائم رہے گا اور نہ ہی اس میں کچھ ردّ و بدل ہو سکے گا۔ کیونکہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور اسلام آخری شریعت ہے۔ اس لئے فرمایا کہ آخری زمانے تک اللہ کو دین اسلام ہی پسند ہے۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: روز قیامت اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اُسّی (80) امت محمدیہؐ کی ہوں گی'' (جامع ترمذی، ج ۲ ص ۷۷)

فرمایا: جن چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر آیت کے اول ٹکڑے میں ہوا ہے وہ چیزیں ایسے شخص کے لئے حلال ہیں جو بھوک سے لاچار ہو جائے اور حلال چیزوں میں سے حتی المقدار کوشش کے باوجود اسے کچھ حلال نہ مل سکے تو پھر حرام کردہ اشیاء میں سے کھا سکتا ہے۔

''مَخْمَصَة'' کے معنی شدید بھوک اور مُتَجَانِفُ کے معنی کسی جانب مائل ہونے والا شخص لہٰذا شریعت محمدیؐ میں لاچار اور بے بس آدمی کے لئے یہ حکم ہے۔

مسند امام احمد میں ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مُضْطَرُ ''بے بس اور لاچار'' وہ شخص جس کو ایک دن (صبح و شام) کا کھانا میسر نہ آئے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ ج ۲ ص ۱۴، ابن جریر ج ۶ ص ۵۶)

آیت نمبر۴: طیبات (پاکیزہ) سے معنی ذبح کئے ہوئے حلال جانور مراد ہیں اور یہ لفظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے معنی میں بہت وسعت کا حامل ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں کے حصول کا ذریعہ اور استعمال کا طریقہ کار نہایت پاکیزہ ہونا لازم ہے۔ ''جوارح'' کے معنی شکاری جانور، مکلبین کے معنی سدھائے ہوئے جانور (یعنی کتے وغیرہ) مما علمکم اللہ سے مراد وہ عقل ہے جو اللہ نے شکاری جانور کے سکھانے کے لئے انسان کو دی ہے: واذکروا اسم اللہ علیہ شکاری جانور کے شکار پر چھوڑتے وقت ''بسم اللہ'' پڑھ کر اُسے چھوڑنا، پھر فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابُ، حساب کے وقت سے مسلمان شکاریوں کو ڈرایا کہ اس وقت تم ہمارے سامنے ہو گے، لہٰذا ہماری ان شرائط کی پابندی کرو۔ اگر بے احتیاطی کرو گے تو اس دن کا حساب یاد رکھو اور ڈرو۔

حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: شکار، گھر، کھیتی اور مویشی کی حفاظت کے لئے کتے کا پالنا جائز ہے (بخاری ج ۱ ص ۳۱۲) آیت میں صرف شکار کے لئے کتے کا پالنا جائز ہے مگر حدیث شریف میں دو اور ضرورتوں کے لئے کتے کو پالنے کی اجازت دی گئی ہے۔ کتوں کو شوق کے لئے پالنا جائز نہیں ہے۔

شرائط شکار: شکار کے لئے سدھایا ہوا کتا جب شکار پر چھوڑا جائے تو وہ جائے اور روکا جائے تو رک جائے اور مالک کی اجازت کے بغیر شکار کا گوشت نہ کھائے، شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ کر اسے چھوڑا جائے۔ کتے کا پکڑا ہوا اگر زندہ ہاتھ آ جائے تو ذبح کرنا ضروری ہے اور اگر زندہ حالت میں ہاتھ نہ آئے اور اس میں سے کتے نے کچھ نہیں کھایا تو بغیر ذبح کئے حلال ہے۔ ہاں اگر اس میں سے کتے نے کھا لیا تو سدھایا ہوا جانور نہ رہا۔ لہٰذا شکار حرام ہو گا۔ سدھائے ہوئے کتے کا شکار کو پکڑنا ذبح کے قائمقام ہے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر سدھائے ہوئے کتے کے شکار میں دوسرا اجنبی کتا شامل ہو گیا اور شکار ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو وہ شکار مردار ہے خواہ اس میں سے کتے نے کھایا ہو یا نہ کھایا ہو۔ اور درندوں میں سے چیتا وغیرہ اور پرندوں میں سے باز وغیرہ کے شکار کا بھی یہی حکم ہے (بخاری ج ۲ ص ۸۲۴)۔ جب کہ ان کے زخم سے خون نکل کر بہہ جائے۔ بعض علماء کے نزدیک بندوق وغیرہ کے شکار کا بھی یہی حکم ہے، (واللہ اعلم بالصواب)

آیت نمبر ۵: ذبیحہ اہل کتاب حلال و جائز انہی شرائط کے ساتھ ہے جو اسلام میں جائز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اہل کتاب کے دسترخوان پر حلال وطیب کھانا مسلمان کھا سکتے ہیں اگر ان کے دسترخوان پر حرام اشیاء چنی گئی ہوں تو کھانا تو درکناران کے برتن کا استعمال بھی حرام ہے۔

مُحْصَنٰتُ سے مراد آزاد عورتیں (مسلمان اور اہل کتاب) اور یہ کہ اکثر سلف کے نزدیک اہل کتاب کی لونڈیوں سے مسلمان مرد کا نکاح جائز نہیں۔ نکاح میں شریعت کا پاس ولحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے فرمایا: ان کے مہر ادا کرو، عورتوں سے کھلم کھلا بدکاری یا در پردہ آشنائی کا تعلق نہ رکھا جائے اور نہ کوئی ایسی غیر شرعی حرکت کی جائے جس سے نکاح کا تقدس پامال ہو جائے۔ فرمایا: اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح شریعت محمدی میں انہیں شرائط کے ساتھ جو مسلمان عورتوں کے لئے ہیں، حلال وجائز ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا: کہ اہل کتاب کو ''یوم حساب'' کا فکر ضرور کرنا چاہیے۔ اپنی ضد کے سبب منسوخ شدہ شریعتوں پر عمل کر رہے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اُن کو چھوڑ کر اسلام کے تابع ہو جائیں۔ فرمایا: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران:۸۵) ''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہوگا تو اُس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا''۔

جب ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کا پیغام سن لیا تو پھر اس کی مخالفت سے ان کے لئے دنیا وآخرت کا خسارہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اہل کتاب میں سے میرا حال سن کر میری نبوت کو نہ مانے گا وہ دوزخ کے عذاب سے نجات نہیں پاسکتا (مسلم:۱/۸۶)

آیت نمبر ۶: یہاں سورۃ المائدۃ کی آیت ۶ میں فرمایا:

''جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو وضو کرو یعنی جس کا وضو نہیں اس پر وضو فرض ہے۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا وضو نہ ہو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کرلے (بخاری، ج۱، ص ۲۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک وضو سے چند مزید نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں مگر ہر نماز کے لئے وضو کرنا مستحب یعنی باعث ثواب ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک وضو سے چند نمازیں پڑھائیں (مسلم، ج۱ص ۱۳۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز کے لئے طہارت سے مراد وضو کرنا ہے لیکن جنبی (ناپاک) آدمی کے لئے نماز سے پہلے غسل فرض ہے۔ اس آیت میں فرمایا کہ مریض، مسافر، قضائے حاجت سے فارغ ہونے والا، یا جنبی ہو، پانی میسر نہ آئے تو وہ تیمم کرسکتا ہے۔

وضو کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے جب کہ ان کے وضو کے نشانات کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے (بخاری ۱۳۶ ص ۱۳۸)

وضو کا طریقہ: اس آیت میں جن اعضاء کے دھونے کا ذکر آیا ہے۔ اُن کو دھونا فرض ہے، وہ یہ ہیں (۱) اپنے چہرہ کو دھونا (۲) اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا (کہنیاں اس میں شامل ہیں) (۳) اپنے سر کا مسح کرنا اور (۴) اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا (ٹخنے ان میں شامل ہیں)۔

ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے پانی کا برتن منگوایا۔ پھر پہلے اپنی ہتھیلیوں پر تین بار پانی ڈال کر انہیں دھویا پھر داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا، پھر کلی کی، پھر ناک جھاڑی، پھر تین بار اپنا منہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئے، پھر ایک ہی بار سر کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھوئے پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ اس کے دل میں کوئی دنیوی خیال نہ ہو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔ (بخاری، کتاب الوضوء، حدیث نمبر ۱۵۹)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے وضو کیا اور اپنے قدم پر ناخن بھر جگہ (خشک) چھوڑ دی۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو اسے فرمایا: "واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو"۔ چنانچہ وہ شخص واپس ہوا۔ پھر (وضو کرکے) نماز پڑھی (مسلم، کتاب الطہارۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں اس حال میں پایا کہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے اور اپنے پاؤں پر مسح کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ بلند آواز سے پکارا: وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ یعنی ان "خشک ایڑیوں کے لیے بربادی ہے"۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ "وضو مکمل کرو" (بخاری، کتاب الوضوء، ج:۱، ص:۵۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو دیکھا کہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ ہاتھ میں مسواک لیے ہوئے مسواک کر رہے تھے۔ آپ اع اع کی آواز نکال رہے تھے۔
(بخاری کتاب الوضوء۔ باب السواک حدیث نمبر ۲۴۴، ص ۱۶۹)

عروہ بن مغیرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سفر (غزوہ تبوک) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا (آپ ﷺ وضو کر رہے تھے) میں جھکا کہ آپ ﷺ کے موزے اتار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "رہنے دو" میں نے انہیں باوضو پہنا ہے"۔ پھر ان پر مسح کیا۔
(بخاری۔ کتاب الوضوء، حدیث نمبر ۲۰۶، ص ۱۵۸)۔

وضو کرنے کے بعد موزے/موٹی تہہ دار جرابیں پہننے کے بعد حضر میں ایک دن اور سفر میں تین دن تک مسح کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی عضو زخمی ہے جسے دھونے سے بیماری وغیرہ کا خطرہ ہے تو اس پر پٹی باندھ کر مسح کیا جا سکتا ہے۔

طہارت کے آداب: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو کہتے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ "اے اللہ میں بھوتوں اور بھتنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں (بخاری: کتاب الوضوء، حدیث نمبر ۱۴۲، ص ۱۴۱)

ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی قضائے حاجت یعنی پاخانہ کرنے کے لیے آئے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرے نہ پیٹھ (بخاری: کتاب الوضوء، حدیث نمبر ۱۴۴، ص ۱۴۲)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مدینہ کے کسی باغ پر سے گزرے وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا۔ پھر فرمایا: ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہری ٹہنی منگوائی۔ اس کے دو ٹکڑے کر کے ہر قبر پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا "یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟" فرمایا: جب تک یہ سوکھیں نہیں شاید ان کے عذاب میں کچھ کمی ہو"۔ (بخاری، کتاب الوضوء، حدیث نمبر ۲۱۶، ص ۱۶۱)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں نہائے" (بخاری: کتاب الوضوء، حدیث نمبر ۲۳۹،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص۲۶)

تیمّم کا طریقہ: حضرت عمرانؓ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو ایک شخص کو علیحدہ بیٹھے دیکھ کر فرمایا: تجھے نماز سے کس چیز نے روکا؟ تو اس نے عرض کی میں ناپاک ہوں اور پانی موجود نہیں...... پھر آپ ﷺ نے اسے مٹی سے تیمّم کرنے کا حکم دیا (بخاری، کتاب التیمم، حدیث ۳۴۴)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ غزوہ بنی المصطلق میں نماز کا وقت ہو گیا۔ وہاں پانی نہ تھا اور کچھ صحابہؓ باوضو نہ تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی یہ آیت نازل فرمائے (بخاری، کتاب التیمم، حدیث نمبر ۳۳۴، ص ۱۸۸)

حضرت عمار بن یاسر کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں ان کو نہانے کی ضرورت پڑ گئی تو انہوں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی تھی جب آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تیرے لئے اتنا ہی کافی تھا، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان میں پھونک ماری پھر اُس سے منہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔ (بخاری، کتاب التیمم، حدیث نمبر ۳۳۸، ص ۱۹۰)

غسل کا طریقہ: حضرت عمر بن خطابؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی حالتِ جنابت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" جب تم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں ہو تو وہ وضو کر لے اور سو جائے (بخاری، حدیث نمبر ۲۸۷، ص ۱۷۸) دوسری روایت میں ہے کہ پہلے وہ شرمگاہ کی طہارت کرے، پھر نماز کا سا وضو کرے اور سو جائے۔ یاد رہے کہ اس وضو سے وہ نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ اس کے لئے غسل فرض ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب آپ ﷺ غسل جنابت کرنا چاہتے تو (برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر نماز کی طرح وضو کرتے، پھر اپنی انگلیوں میں پانی ڈال کر بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے، پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہاتے (بخاری، کتاب الغسل، حدیث نمبر ۲۴۸، ص ۱۷۱)۔

خلاصہ یہ ہے کہ:

۱) نماز کے لئے پاکیزگی فرض ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) وضو فرض ہے۔
۳) جنبی آدمی کے لئے غسل فرض ہے۔
۴) پانی نہ مل رہا ہو تو تیمّم کی رخصت سے فائدہ حاصل کریں۔
۵) بیمار ہو، وضو کرنے سے، غسل کرنے سے بیماری کے بڑھنے یا جان کا خطرہ ہو تو تیمّم کی رخصت ہے۔
٦) پانی نہ ملے تو وہ تیمّم غسل اور وضو دونوں کا قائمقام ہوگا۔

اللہ کی نعمت کا مکمل ہونا: طہارت کے احکامات کی حکمت یہ بھی ہے کہ روح کی پاکیزگی کے ساتھ نفس کی پاکیزگی بھی لازمی اور ضروری ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: **الطھور شطر الایمان** "(مسلم، کتاب الطہارۃ) پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ یعنی حسی اور معنوی صفائی اور شرعی طور پر ایسا فعل جس سے گندگی ختم ہوتی ہے اور خالص ثواب میسر آتا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دل، دماغ اور بدن کی طہارت نصف ایمان کے برابر ہیں جیسا کہ فرمایا: وضو نصف ایمان ہے۔ جب کہ روحانی طہارت سے مراد معصیت سے اجتناب اور گناہوں کا ترک کرنا ہے۔ پس تمام نعمت ذریعہ شکر الٰہی ہے۔

آیت نمبر ۷: اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور احسانات کے یاد کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس عہد کو یاد کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہم سے کیا تھا۔ یہ عہد، اسلام کی بیعت ہے جو قبول اسلام کے وقت کی گئی کہ ہر حال میں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہیں گے اور معاصی و منکرات سے بچتے رہیں گے (تفصیل کے لئے دیکھئے، بخاری، ج۲ ص ۱۰۶۹، باب کیف یبایع الامام الناس، مسلم ج۲ص ۱۲۵، باب وجوب طاعۃ الامر فی غیر معصیۃ)

اہل ایمان کو چاہیے کہ عہد شکنی کی نوبت نہ آنے پائے اور اللہ سے ڈرتے رہیں۔ مخالف یا موافق شہادت (گواہی) کے معاملے میں انصاف کا طریقہ برتنا چاہیے جیسا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے برتاؤ کرتا ہے۔ کیونکہ انصاف کا طریقہ تقویٰ کے قریب تر ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام لانے کے بعد اسلام سے پہلے کا کوئی جھگڑا ظاہر نہ کرنا اور سب مسلمان ایک دل ہو کر میل جول سے رہیں"۔ (مسلم ج ا ص ۳۹۷)

آیت نمبر ۸: عدل و انصاف اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں: فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ سورۃ النساء میں فرمایا: وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ''اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو (آیت ۵۸) اور سورۃ النساء میں ہی فرمایا: ''اے اہل ایمان انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے۔ پس یہ کہ تم خواہش نفسی کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا، اگر تم پیچدار گواہی دو گے یا پھر (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو جان لو! اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے (النساء: ۱۳۵)

آیت نمبر ۹: اللہ کا وعدہ نہایت ہی پختہ اور سچا ہے کہ ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بخشتا ہے اور بڑا اجر و ثواب عطا کرتا ہے۔

آیت نمبر ۱۰: اور کافروں منکروں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ڈالے جائیں گے۔

آیت نمبر ۱۱: پہلا احسان تو یہ ہے کہ اسلام کی بدولت قبائلی عصبیتوں کا خاتمہ ہوا۔ دوسرا احسان یہ ہے کہ حدیبیہ کے مقام پر ''معاہدہ صلح'' ہوا اور اسے قرآن نے فتح مبین قرار دیا۔ اگرچہ مفسرین نے اس آیت کے شان نزول کے چند واقعات بیان کئے ہیں لیکن غورث بن حارث کا قصہ جسے حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے عبدالرزاق نے اس آیت کا شان نزول قرار دیا ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ کی تلوار درخت ساتھ لٹکی ہوئی تھی، چنانچہ غورث نے چپکے سے آپ ﷺ کی تلوار اُٹھالی اور آپ ﷺ کو جگا کر کہا آج کون میری تلوار سے آپ کو بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا اللہ مجھ کو بچا سکتا ہے۔ حضرت جبریلؑ نے اُس کے سینے پر زور سے ہاتھ مارا، تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی، آپ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور اس سے پوچھا کہ اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے کہا مجھے بچانے والا کوئی نہیں، تو آپ ﷺ نے اُسے معاف کر دیا۔ اس حال کو دیکھ کر غورث مسلمان ہو گیا اور اس واقعہ کے سبب بہت سے لوگوں کو ہدایت ہوئی (بخاری، ج ۲ ص ۵۹۳، فتح الباری ج ۴ ص ۷۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر احسان فرمایا کہ آپ ﷺ کو دشمن کے حملہ سے بچایا پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی امت کے لوگوں کو بطور تنبیہ فرمایا: کہ اس امت کی ہدایت کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کا اللہ کا ایک بہت بڑا احسان ہے، نیز رسول ﷺ کی حفاظت اللہ کا امت پر دوسرا احسان ہے اور یہ کہ آپ ﷺ نے مصیبت کے وقت صرف اللہ پر بھروسہ کیا اور اس کا انجام نہایت ہی اچھا ہوا اس لئے مسلمانوں کو آیت کے آخر میں یہ ہدایت فرمائی کہ اگر وہ ایسے مواقع پر اللہ پر بھروسہ کریں گے تو انجام اچھا ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

حاصل یہ کہ اسباب کو کام میں لائے اور ان اسباب میں تاثیر کے پیدا ہونے کا بھروسہ اللہ پر کر لے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ پر بھروسہ رکھنے والے مسلمان کو بغیر حساب کے جنت میں جانے کی خوشخبری ہے (بخاری ج ۲ ص ۹۵۸۔ باب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ، مسلم ج ا ص ۱۱۷)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات ۱۲ تا ۲۶

اہل کتاب کے عقائد/ اہل کتاب کے ساتھ تعلقات کی نوعیت

۱) بنی اسرائیل سے عہد

بنی اسرائیل کی ذہنی و اخلاقی تربیت کے لئے اللہ نے بارہ قبیلوں میں سے ہر قبیلہ پر ان کا ایک نگران مقرر کرنے کا حکم دیا۔ عہد یہ تھا کہ: (۱) نماز قائم کریں گے، (۲) زکوٰۃ ادا کریں گے، (۳) میرے رسولوں کی تابعداری کریں گے، (۴) اُن کی مدد کریں گے، (۵) اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کریں گی۔ تو فرمایا کہ اس کے بدلے میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ جب اہل کتاب نے اللہ سے کئے ہوئے عہد و پیمان توڑ ڈالے تو ان کا حشر کیا ہوا؟ قرآن نے اس کا بیان کر کے مسلمانوں کو ''عہد شکنی'' سے منع کیا۔ پھر یہ کہ اہل کتاب نے عہد شکنی کی تو اس کے بدلے میں ان پر اللہ کی لعنت ہوئی، اور وہ ہدایت سے دور ہو گئے، دل سخت ہو گئے، سمجھ بگڑ گئی، اللہ کی باتوں میں ہیر پھیر کرنے لگے، باطل تاویلیں گھڑنے لگے، حقیقی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کی تشریح کرنے لگے، اللہ کی کتاب سے دور ہو گئے۔ بدعمل ہو گئے، جس کی وجہ سے نہ فطرت رہی اور نہ ہی خلوص رہا، بس فقط عیاری، مکاری اور غداری کو انہوں نے اپنا شیوہ بنا لیا۔ پھر فرمایا: عیسائیوں نے ہم سے عہد کیا تھا کہ جب رسول ﷺ آئیں تو آپ ایمان لائیں گے، آپ کی مدد کریں گے لیکن انہوں نے بھی یہودیوں کی طرح بدعہدی کی، جس کی سزا کے طور پر ہم نے ان میں قیامت تک کے لئے آپس میں دشمنی ڈال دی۔ اُن میں فرقے بن گئے جو ایک دوسرے کے دشمن ہیں، اللہ پر تہمت لگاتے ہیں، اس کی بیوی اور بیٹا قرار دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کہتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ'' (المائدۃ:۱۷) جب کہ اللہ تعالیٰ احد، واحد، صمد، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہے۔

۲) یحرفون الکلم عن مواضعه

اہل کتاب اپنی کتابوں میں ''لفظی و معنوی'' تحریف کرتے تھے۔ آیت مذکورہ کا شان نزول حضرت عکرمہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس یہودی زنا کا مقدمہ لے کر آئے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم میں زیادہ عالم کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: ابن صوریا، آپ ﷺ نے اس سے عہد لے کر پوچھا کہ سچ کہو تورات میں کیا حکم ہے، اس نے کہا کہ تورات میں شادی شدہ کے لئے "رجم" کا حکم ہے مگر ہم نے خود ترمیم کر کے اس سزا کو درّوں میں تبدیل کر دیا ہے (ابن کثیر، ج ا)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہود سے پوچھا: "تم اپنی کتاب میں اس کا کیا حکم پاتے ہو؟" وہ کہنے لگے: "ہمارے علماء ایسے لوگوں کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کرتے اور گشت کراتے ہیں"۔ عبداللہ بن سلامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کے علماء کو تورات سمیت بلائیے۔ جب تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سلامؓ نے اسے کہا: "اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ!" اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے سے رجم کی آیت نکلی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں رجم کا حکم دے دیا اور وہ سنگسار کیے گے۔ (بخاری، ج ۸ باب الرجم بالبلاط، ص ۳۰۵، مسلم، کتاب الحدود)

فرمانِ الٰہی ہے: "بربادی ہے ان اہل کتاب کے لئے جو اپنی طرف سے عبارت لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں" (البقرۃ:۷۹)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اہل کتاب تورات، جو عبرانی زبان میں تھی، پڑھتے پھر اس کا مطلب عربی زبان میں مسلمانوں کو بیان کرتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس چیز پر جو اس نے اتاری ہے (بخاری، ج ۶ ص ۲۵)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تم اہل کتاب سے کیا پوچھتے ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر قرآن اتارا ہے اس میں سب کچھ موجود ہے (ابن کثیر ج ا)

یہود کا عقیدہ اور اس کی تردید

یہودی کہتے ہیں کہ حضرت عزیز علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ (سورۃ التوبۃ:۳۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہودی کہتے ہیں، کہ عزیز علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (التوبۃ:۳۰) ''یہ ان کی طرف سے گھڑی ہوئی جھوٹی باتیں ہیں جیسے کہ پہلے کافر لوگ کہتے تھے، اللہ ان کو ہلاک کرے وہ کہاں بھٹکے جارہے ہیں''۔

عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث اور اس کی تردید

عیسائی مذہب میں خدا اقانیم سے مرکب ہے، باپ بیٹا اور روح القدس۔ اس عقیدہ کو تثلیث کہا جاتا ہے، اس عقیدہ کی توجیہ وتوضیح میں عیسائی علماء کا شدید اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں: باپ، بیٹا اور روح القدس کے مجموعے کا نام خدا ہے۔ اکثر عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے بعض کہتے ہیں کہ باپ بیٹا اور کنواری مریم وہ تین اقنوم ہیں جن کا مجموعہ خدا ہے۔ پھر ان اقانیم میں سے ہر ایک کی انفرادی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں بھی عیسائی راہنماؤں کا شدید اختلاف ہے (۱) بعض کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بذاتِ خود بھی ویسا ہی خدا ہے جیسا کہ مجموعہ۔

(۲) دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک الگ الگ خدا تو ہے مگر مجموعہ خدا سے کمتر ہے۔

(۳) عیسائیوں کا تیسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ خدا تو صرف ان تین کے مجموعے کا نام ہے۔

عیسائیوں کے اس جھوٹے عقیدے کا رد قرآن کی چند آیات سے کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور مریم علیہا السلام کو ان کی ماں اور پاک دامن ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (المائدۃ:۷۳) ''وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہوگئے جنہوں نے کہا: اللہ تین میں سے تیسرا ہے، دراصل اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر یہ لوگ اپنے قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو کفر پر رہیں گے انہیں المناک عذاب پہنچ کر رہے گا، دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا: مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المائدۃ:۷۵) ''مسیح ابن مریم سوا پیغمبر ہونے کے اور کچھ نہیں اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ دیکھئے کہ کس طرح ہم ان کے سامنے دلیلیں رکھتے ہیں پھر غور کیجئے کہ کس طرح وہ پھر جاتے ہیں‘‘۔

اس طرح یہود ونصاریٰ نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور حبیب ٹھہرالیا۔ اللہ نے فرمایا: بھلا اگر تم ایسے ہوتے تو اللہ تم کو تمہارے گناہوں پر دنیا میں قتل اور مسخ سے اور آخرت میں آگ سے کیوں عذاب کرتا، تم خود اقراری ہو کہ ہم کو چند روز آگ چھوئے گی۔ بیٹا تو جنس باپ سے ہوتا ہے جو بات باپ پر ہونی محال ہو وہ بیٹے سے کس طرح ہو سکتی ہے حالانکہ تم سے گناہ ہوئے اور ہوتے ہیں اور اسی طرح دوست اپنے دوست کو دُکھ نہیں دیتا حالانکہ تم کو عذاب کیا جاتا ہے پھر تم بیٹے اور خدا کے حبیب کیسے ہو سکتے ہو؟ معلوم ہوا تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو (فتح البیان)

آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نعمان بن آصا، بحر بن عمر اور شاش بن عدی جو یہود کے بڑے عالم تھے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آئے، بات چیت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا: تم ہم کو کیا ڈراتے ہو ہم تو خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں (ابن ابی حاتم۔ ابن جریر۔ ابن کثیر)

انبیائے سابقین کے فوراً بعد متصل ہی حضرت عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلے نازل شدہ کتاب تورات کی تصدیق کرنے والے تھے اس کی تکذیب کرنے والے نہیں، جو اس کی دلیل تھی کہ حضرت عیسیٰ بھی اللہ کے سچے رسول ہیں اور اسی اللہ کے فرستادہ ہیں جس نے تورات حضرت موسیٰ پر نازل فرمائی تھی تو اس کے باوجود بھی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی بلکہ ان کی تکفیر اور تنقیص واہانت کی۔

جس طرح تورات اپنے وقت میں لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ تھی، اسی طرح انجیل کے نزول کے بعد اب یہی حیثیت انجیل کو حاصل ہوگئی اور پھر قرآن کریم کے نزول کے بعد تورات وانجیل اور دیگر صحائف آسمانی پر عمل منسوخ ہو گیا اور ہدایت ونجات کا واحد ذریعہ قرآن کریم رہ گیا اور اسی پر اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کا سلسلہ ختم فرمادیا۔ یہ گویا اس بات کا اعلان ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی فلاح وکامیابی اسی قرآن سے وابستہ ہے۔ جو اس سے جڑ گیا، سرخرو رہے گا۔ جو کٹ گیا ناکامی ونامرادی اس کا مقدر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ’’وحدت ادیان‘‘ کا نظریہ یکسر غلط ہے۔ حق ہر دور میں ایک ہی رہا ہے، متعدد نہیں۔ حق کے سوا دوسری چیزیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل ہیں۔تورات اپنے دور میں حق تھی، اس کے بعد انجیل اپنے دور میں حق تھی، انجیل کے نزول کے بعد تورات پر عمل کرنا جائز نہیں تھا اور جب قرآن نازل ہوگیا تو انجیل منسوخ ہوگئی، اور اب صرف قرآن ہی واحد نظام عمل اور نجات کے لئے قابل عمل رہ گیا ہے۔اس پر ایمان لائے بغیر یعنی نبوت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو تسلیم کیے بغیر نجات ممکن نہیں۔

اہل کتاب سے تعلقات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ دوست نہیں رکھتا''۔(المائدۃ:۵۱)

اللہ تعالیٰ نے یہاں اہل ایمان کو اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست بنائیں، کیونکہ کافر اللہ کے بھی دشمن ہیں اور اہل ایمان کے بھی دشمن ہیں۔تو پھر ان کو دوست بنانے کا جواز کس طرح ہوسکتا ہے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم میں کئی جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے تاکہ اہل ایمان کافروں کی موالات (دوستی) اور ان سے خصوصی تعلق قائم کرنے سے گریز کریں۔البتہ حسب ضرورت و مصلحت ان سے صلح و معاہدہ بھی ہوسکتا ہے اور تجارتی لین دین بھی، اسی طرح جو کافر مسلمانوں کے دشمن نہ ہوں، ان سے حسن سلوک اور مدارات کا معاملہ بھی جائز ہے۔

مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہ حال ہو، کیا وہ اس لائق ہوسکتے ہیں کہ مسلمان ان سے محبت کی پینگیں بڑھائیں اور انہیں اپنا راز دان اور دوست بنائیں؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اسے بھی دوستی رکھنے سے منع فرمایا ہے (جیسا کہ قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر ہے) اس لئے کہ وہ بھی مسلمانوں سے نفرت وعداوت رکھتے، ان کی کامیابیوں سے ناخوش اور ان کی ناکامیوں سے خوش ہوتے ہیں۔(ماخوذ از احسن البیان)

سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰ میں فرمایا: ''کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے طاغوت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں اور کیونکہ شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر مسلمانوں کے بارے میں جو عزائم رکھتے ہیں وہ تو سب کچھ اظہر من الشمس ہے۔
بہت سارے ایسے معاملات ہیں جنہیں مسلمانوں کے خلاف انہوں نے کرنا ہوتے ہیں وہ اپنے سینوں میں مخفی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن کے ارادوں اور عزائم کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اسی لیئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ اسلام ریاست میں غیر مسلموں کو کلیدی عہدوں پر تعینات نہ کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الفرقان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۝ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۝ۖ اِنَّهَا
سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا
وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا
يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۝ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا۝ۖ
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ
مَرُّوْا كِرَامًا۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا
وَّعُمْيَانًا۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ
اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا
وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا۝ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۝
قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا۝ۧ﴾

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (۶۳) اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (اور عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں (۶۴) اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اُس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے (۶۵) اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بُری جگہ ہے (۶۶) اور وہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں، بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم (۶۷) اور وہ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (یعنی شریعت کے حکم) سے اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہو گا (۶۸) قیامت کے دن اس کو دُوگنا عذاب ہو گا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا (۶۹) مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے (۷۰) اور جو توبہ کرتا اور عمل نیک کرتا ہے تو بیشک وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے (۷۱) اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب ان کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں (۷۲) اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور وفکر سے سنتے ہیں) (۷۳) اور وہ جو اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا (۷۴) ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے ان سے دعا وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے (۷۵) اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے (۷۶) کہہ دو کہ اگر تم (اللہ کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا۔ تم نے تکذیب کی ہے سو اس کی سزا (تمہارے لئے) لازم ہوگی (۷۷)

عبادالرحمٰن کی خصوصیات

رحمٰن کے بندوں سے مراد وہ مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں، ان آیات میں رب تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی چیدہ چیدہ خصوصیات کو بیان کیا ہے۔

آیت ۶۳: میرے نیک بندے زمین پر عاجزی وانکساری کے ساتھ چلتے ہیں۔ تکبر کی چال نہیں چلتے۔ قرآن وحدیث میں تکبر کی مذمت بہت مرتبہ آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور زمین پر اکڑ کر مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا"۔ (بنی اسرائیل:۳۷)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''گذشتہ امتوں میں سے بعض اِترا کر (تکبر) کے ساتھ چلنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا'' (بخاری و مسلم) احادیث مبارکہ سے آپ ﷺ کی چال کا نمونہ ہمیں ملتا ہے کہ ''آپ ﷺ کی چال میں وقار ہوتا اور آپ ﷺ اس طرح قدم رکھتے ہوئے چلتے تھے کہ گویا آپ ﷺ نشیب کی طرف اُتر رہے ہیں''۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر تکبّر ہوگا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جس دل میں ایک ذرّے کے برابر تکبّر ہے وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا۔ آپ ﷺ ارشاد ہے کہ انسان اپنے غرور اور خود پسندی میں بڑھتے بڑھتے اللہ تعالیٰ کے ہاں جباروں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر سرکشیوں کے عذاب میں پھنس جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں ''غرور کا سر نیچا ہوتا ہے'' اللہ ایسے انسان کو ضرور سزا دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور (از راہ غرور) لوگوں سے اپنے گال نہ پھلانا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کہ اللہ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں اعتدال سے رہنا اور اپنی آواز نیچی رکھنا کچھ شک نہیں کہ سب سے بری آواز گدھوں کی ہے (لقمٰن: ۱۹)

جاہل سے کنارہ کشی سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص جو جہالت پر اُتر آئے تو وہ ان کو نرم جواب سے ٹال دیتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ درگذر کرنے والے کی عزت بڑھا دیتا ہے'' (مشکوٰۃ۔ فصل اول)

حاصل یہ کہ کج بحث قسم کے لوگوں سے اجتناب کرنا رحمٰن کے بندوں کا شیوہ ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اسے نظر انداز کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ سلام ہے تم کو ہم تو جاہلوں کے منہ نہیں لگتے (القصص: ۵۵)

آیت ۶۴: آنحضور ﷺ کی تعلیمات سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے کہ مسلمان اپنے تمام امور عشاء کی نماز تک مکمل طور پر سرانجام دے لیں اور عشاء کی نماز ادا کر کے سو جائیں اور پھر صبح صادق سے قبل نماز تہجد کے لئے بیدار ہوں۔ (اگرچہ یہ نماز نفل ہے مگر اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے) اور گیارہ رکعت ادا کریں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''فرض نماز کے بعد رات کی نماز افضل ہے'' (مشکوٰۃ) اس حدیث سے رات کی نماز کی فضیلت اچھی طرح سمجھ آجاتی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے: ''ان کے پہلو (اپنی خوابگاہوں میں) بچھونوں سے الگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو کچھ (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں (السجدہ:١٦)

یہ کہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں اور پھر صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں تو ساری رات کی عبادت لکھ دی جاتی ہے۔ اس طرح رحمٰن کے بندے راتوں کو بھی اللہ کی عبادت سے غافل نہیں رہتے کیونکہ اس نفل عبادت میں ریاکاری کا شائبہ نہیں رہتا۔

آیات ٦٥-٦٦: مسلمان کو اس بات کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ ایک دن ضرور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور وہ دن نہایت ہی قریب ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''کافروں کا یہ خیال ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ آپ فرمادیجئے کہ کیوں نہیں، اللہ کی قسم، تمہیں ضرور بالضرور اٹھایا جائے گا، پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی تمہیں خبر دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر نہایت ہی آسان ہے (التغابن:٧)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (البقرۃ:٢٨١)

مسلمان کو ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیے کہ ''اے میرے رب! میری خطاؤں کو روز قیامت معاف کر دینا'' (مسلم:٢١٢)

قیامت کے دن پرہیزگاروں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جن کے نیک اعمال کم ہوں گے ان کو شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (البقرۃ:٢٨١)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا رہے گا تو اللہ اسے دوزخ کی آگ سے بچا دے گا۔ (مشکوٰۃ ص ١٩٢)

آیت ٦٧: عبادالرحمٰن کے بندوں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ خرچ کرتے وقت اور خرچ کے لئے ہاتھ کو روکتے وقت شریعت کی حدود و قیود کا خیال رکھتے ہیں۔ مثلاً ادائیگی قرض کا خیال رکھتے ہیں اور گنجائش کے مطابق صدقہ و خیرات میں خرچ کرتے ہیں۔ نیز اسراف (ضرورت سے زیادہ خرچ) اور تبذیر (ناجائز کاموں پر خرچ) نہیں کرتے۔ مسند امام احمد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نیک کام میں خرچ کرنے والوں کا مال بڑھا دیا جاتا ہے اور خرچ نہ کرنے والوں کا مال گھٹا دیا جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۳۳)

چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: صدقہ وہی بہتر ہے جس کے بعد آدمی خود کسی (کا محتاج نہ ہو جائے۔ (بخاری، کتاب النفقات)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا ناشکرا ہے، اور اگر تم اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو، ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا کر لو اور نہ بالکل کھول ہی دو کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ بیشک تمہارا رب جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھ رہا ہے''۔ (بنی اسرائیل: ۲۶-۳۰)

آیات ۶۸-۷۱: بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! کہ جس اللہ نے بندے کو پیدا کیا اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا فقر (تنگ دستی) کے خوف سے انسان کا اپنی اولاد کو قتل کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ہمسائے کی عورت سے زنا کرنا۔ (مشکوٰۃ - باب الکبائر وعلامات النفاق)

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے قتل اور زنا کا گناہ ثابت ہوتا ہے نیز اسلام میں اولاد کے ساتھ شفقت کرنے اور پڑوس کی عزت وحرمت کا پاس ولحاظ رکھنے کا حکم ہے تو اس طرح اولاد کا قتل اور پڑوس کی عورت سے زنا کرنا کبیرہ گناہ ٹھہرا (فتح الباری ص ۲۸۵)

آیت کے نزول پر قریش کے لوگوں نے کہا ہم تو شرک، زنا اور قتل وغیرہ سب کچھ کر چکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو پھر ہمارے لئے اسلام میں داخل ہونا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے توبہ کے ذکر کا ٹکڑا نازل فرمایا: (بخاری، باب قولہ، یضاعف لہ العذاب) یعنی ان کے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہ ہوگا۔

جمہور سلف کا عقیدہ یہی ہے کہ بلاشبہ مسلمان کا مسلمان کو قتل کر ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی توبہ قبول کرنا یا قاتل کو بغیر مواخذے کے معاف کر دینا اللہ کی مرضی پر منحصر ہے (فتح الباری ج۴ ص۲۸۶)

''اِلَّا بِالْحَقِّ'' شریعت میں ایک تو قاتل کا قتل کرنا بطور قصاص، اسلام سے پھر جانے والا (مرتد) کو قتل کرنا اور شادی شدہ زنا کار کو رجم کرنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی صفات کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بندے ان کبیرہ گناہوں سے بچے رہتے ہیں اور جو شخص ان شدید جرائم کا مرتکب رہا اور اسی حال میں مر گیا تو ایسا شخص شرک کے سبب ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مشرک کی بخشش نہیں ہے۔ توبہ کا دروازہ تو صرف زندگی میں ہی کھلا ہے اگر سچی توبہ کے بعد صالح اعمال کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور آئندہ گناہوں کی جگہ نیک اعمال کرنے کی توفیق دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ یہی مطلب ہے ''وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَاِنَّهُ يَتُوْبُ اِلَى اللهِ مَتَاباً)

آیات ۷۲-۷۳: بُرے کام اور بُری بات کو اچھی صورت میں ظاہر کرنا ''زور'' کہلاتا ہے جب کہ جھوٹی بات جھوٹ ہی کی صورت میں بیان کی جائے تو ''لغو'' میں شمار ہوتی ہے اور اس میں سب گناہ (یعنی شرک، جھوٹی تعظیم بت وغیرہ) داخل ہیں۔ پھر یہ کہ شیطان بُری چیز کو اچھی صورت میں ظاہر کرتا ہے تو اس طرح رحمٰن کے بندے اس طرح کی جھوٹی شیطانی کاروائیوں کا حصہ نہیں ہوتے۔ پھر یہ بھی صفت بیان فرمائی کہ میرے خاص بندے منکر شریعت لوگوں کی طرح دین کی باتوں کو گونگے اور بہرے بن کر نہیں سنتے اور قدرت کی نشانیوں کو اندھے بن کر نہیں دیکھتے۔ اس نصیحت سے ان کے دل پوری طرح اثر قبول کرتے ہیں اور قرآن کی آیات پر غور و فکر کرتے ہیں۔ نیز بے دین لوگوں کی محافل سے اگر ان کا گذر ہو تو وہ اپنی بزرگی کا بھرم قائم رکھتے ہوئے عزت دارانہ وجاہت کے ساتھ پہلو بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں اور ایسی محافل کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ نہیں بنتے۔

آیت ۷۴: بیوی، بچوں کے حق میں دعا: اے اللہ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم اپنی آنکھوں سے انہیں پرہیز گار دیکھ لیں اور ہم کو ان پرہیز گاروں کا امام بنا، تاکہ ہمارے بیوی بچے ہم سے پرہیز گاری کی باتیں سیکھیں۔

آیات ۷۵-۷۷: رحمٰن کے بندوں کا اعلیٰ مقام: دین کی پابندی کے سبب انہوں نے دنیا کی تکلیفیں برداشت کیں لہٰذا ان کو اس کے بدلہ میں جنت میں ''جھروکوں دار'' اونچے محل دیئے جائیں گے۔ حضرت عبادۃ بن صامتؓ کی روایت میں ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں اور نیچے کے درجے سے اوپر کے درجے تک کا راستہ پانچ سو برس کا ہے (مشکوٰۃ)

جب جنتی لوگ جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو فرشتے ان کا استقبال کریں گے ''سلام علیکم'' کہیں گے اور ہمیشہ جنت میں رہنے کی بشارت دیں گے اور یہ بھی کہیں گے کہ جس جنت کے ملنے کا وعدہ تم سے اللہ تعالیٰ نے کیا تھا آج اُس جنت میں داخل ہو جاؤ اور اب تم ہمیشہ صحت وسلامتی کے ساتھ اس میں عیش و آرام سے رہو گے۔

آخر میں فرمایا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں، کلام اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں اس لئے دوزخ کے عذاب سے نہ بچ سکیں گے، اس لئے اللہ تعالیٰ کو ان کے ہمیشہ دوزخ میں جلنے کی کوئی پروا نہیں ہے ''لزاما'' کے معنی ''لازمی اور دائمی عذاب'' جس کا نمونہ بدر کی لڑائی میں مارے جانے والے مشرکین کے بڑے بڑے سرکش سردار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الحجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝1 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ
النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝2 اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ
عَظِيْمٌ ۝3 اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝4
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝5 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا
قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝6 وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ
رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ
اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ
وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝7 فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝8 وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ
فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى
اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِيْنَ ۝9 اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝10 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ
يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ
وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ
الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝11 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ
وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا
وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَـيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا
الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ
بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ
بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اُس کے رسول سے پہلے نہ بول اُٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے (۱) اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) اُن کے رو برو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو (۲) جو لوگ رسول اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزما لئے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے (۳) جو لوگ آپؐ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں (۴) اور اگر وہ صبر کئے رہتے یہاں تک کہ آپ خود نکل کر اُن کے پاس آتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا۔ اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے (۵)۔ مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے (۶)۔ اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں (۷) (یعنی) اللہ کے فضل اور احسان سے۔ اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (۸)۔ اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع لائے۔ پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو، کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (۹) مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے (۱۰) مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں (۱۱) اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ کا ڈر رکھو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (۱۲) لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ (اور) اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے (۱۳) دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے۔ تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۴) مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں جان اور مال سے لڑے۔ یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں (۱۵) ان سے کہو کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو۔ اور اللہ تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں سے واقف ہے۔ اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے (۱۶) یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ کہہ دو کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رستہ دکھایا بشرطیکہ تم سچے (مسلمان) ہو(۱۷) بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اُسے دیکھتا ہے(۱۸)

تفسیر سورۃ الحجرات

سورت کا نام آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ (آیت ۴) سے ماخوذ ہے

مدینہ طیبہ کے آخری دور ۹ ھ میں مختلف مواقع پر نازل ہونے والے احکام کا مجموعہ ہے۔

ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم اور یہ کہ تمام امور میں مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول کے پیچھے رہنا چاہیے۔ نیز مسلمانوں کو آداب رسالتمآب ﷺ سکھائے گئے ہیں کہ مومن اپنے نبی ﷺ کی توقیر، عزت واحترام کریں اور یہی اصل ایمان ہے۔

خبر کی تحقیق کر لینا ضروری ہے اس کے بغیر کسی قسم کی کاروائی کرنا مناسب نہیں ہے۔

مسلمانوں کی آپس میں جنگ ہو جانے کی صورت میں دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کی آپس میں صلح کرائیں۔ اس لئے کہ مسلمان آپس میں اخوت کے رشتوں میں جڑے ہوئے ہیں۔

معاشرتی برائیوں اور خرابیوں سے اجتناب کرنا (یعنی ایک دوسرے سے مذاق کرنا، الزام تراشیاں کرنا، بُرے بُرے نام رکھنا، ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہنا، غیبت، چغلی اور بہتان وغیرہ) اہل ایمان کو وہ ہدایات دی گئی ہیں جو مسلم معاشرے کو پاک رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔

وحدت نسل انسانی کا پیغام دیا گیا ہے اور فرمایا کہ عزت وشہرت کی بنیاد ''تقویٰ'' ہے۔

یہ جان لو کہ جب تم اخلاص نیت سے (دل وجان سے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے لگو گے تو تمہارے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا۔

آیات ۱-۵: مومن کے لئے یہ بنیادی تقاضا ہے کہ وہ اپنی رائے کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے تابع رکھے۔ مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ دین کے تمام احکامات لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کی معرفت پہنچتے ہیں۔ اس لئے فرمایا: اے ایمان والو! ''اللہ اور اس کے رسولؐ سے پیش قدمی نہ کرو'' ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے خلاف نہ چلو۔ یعنی کتاب وسنت کے سوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی اور قول سے فیصلہ نہ کرو۔ اس طرح سورۃ الاحزاب میں فرمایا کہ جس معاملے کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول نے کر دیا ہو اس کے بارے میں کسی مومن مرد و عورت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ خود کوئی الگ فیصلہ کر لے۔ (آیت ۲۶)

ہاں البتہ کتاب و سنت کو مقدم رکھتے ہوئے اس کی روشنی میں اجتہاد کی اجازت ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن زبیر سے روایت ہے کہ بنو تمیم کے کچھ لوگ آپؐ کے پاس آئے ان لوگوں میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ ایک شخص (اقرع بن حابسؓ) کو سردار بنانا چاہتے تھے اور حضرت عمرؓ دوسرے شخص قعقاع بن معدؓ کو، اِس بحث و مباحثہ میں دونوں حضراتؓ کی آوازیں مجلس نبویؐ میں بلند ہو گئیں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں (بخاری ج ۲ ص ۷۱۸)

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ اپنے کچھ لوگوں کے ساتھ اسلام لانے سے پہلے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ اس وقت آرام فرما رہے تھے۔ انہوں نے انتظار کیے بغیر آپ ﷺ کو حجروں سے باہر آپ کا نام لے کر پکارنا شروع کر دیا۔ اگر یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کا انتظار کرتے تو اُن کے حق میں بہتر تھا۔ اس طرح یہ لوگ آپ ﷺ کی بے توقیری سے بچ جاتے اب اگر یہ لوگ اپنے کیے پر نادم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ''غفور الرحیم'' ہے۔

ابو ہریرۃ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: بعض اوقات آدمی کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکل جاتا ہے جس سے آدمی دوزخی قرار پا جاتا ہے (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ایسی باتیں منہ سے نکالتے وقت اللہ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ نیک اعمال کے رائیگاں ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

آدابِ مجلس نبوی ؐ کا تقاضا یہ ہے اہل ایمان آپ ﷺ کا انتہائی ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اُمت پر حق یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم کی جائے اور اسی لئے آپ ﷺ کو نام کے ساتھ پکارنے اور آپ ﷺ کی موجودگی میں اونچی آواز میں گفتگو کرنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع کر دیا گیا اور انہیں آپ ﷺ کا احترام کرنے کی سختی سے تلقین کی گئی۔

فرمان الٰہی ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور: ۶۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رسول (ﷺ) کو تم اس طرح مت بلاؤ جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو"۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ سے اس قدر پست آواز میں بات کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو ان سے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہا ہے"۔ (البخاری: ۴۸۴۵، ۴۸۴۷)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جن کی آواز فطری طور پر بلند تھی ان کے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہونا بند کردیا، چنانچہ آپ ﷺ کی اجازت سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اُن کو خبر دینے کے لئے ان کے گھر گئے۔ کہ آپ جہنم والوں میں سے نہیں بلکہ جنت والوں میں سے ہیں" (البخاری: ۴۸۴۶، مسلم ص ۱۱۹)

ان دونوں واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا شدید احترام کرتے تھے اور ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انہیں یہ بات ہرگز گوارا نہ تھی کہ ان کی آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی ہو۔

اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی توقیر واحترام کرنے والوں کو بشارت سناتے ہوئے فرماتا ہے: فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الأعراف: ۱۵۷)

"جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی تعظیم اور مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو ان پر اتارا گیا ہے، ایسے لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں"۔

نیز فرمایا: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا O لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (الفتح: ۸ – ۹)

"یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ (اے مسلمانو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو۔ اور صبح وشام اس (اللہ) کی تسبیح بیان کرو"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی توقیر اور تعظیم کس طرح کرتے تھے اس کی ایک جھلک صلح حدیبیہ میں نظر آتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عروۃ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ، جو اس وقت مشرک تھے اور قریش کے نمائندہ بن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے، وہ جب قریش کے پاس واپس لوٹے تو انہوں نے کہا:

''میری قوم! اللہ کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں سے مل چکا ہوں، میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہ دیکھے ہیں لیکن اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی اس کے ساتھی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم محمد (ﷺ) کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اُن کا لعابِ دہن ان کے کسی صحابی کی ہتھیلی میں ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور اپنی جلد پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم جاری کرتے ہیں تو ان کے اصحاب فوراً اس پر عمل کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وضو والا پانی اسے مل جائے اور جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو ان کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم کی بنا پر ان کی نظروں سے نظر نہیں ملاتے.....'' (البخاری: باب الشروط فی الجہاد: ۲۷۳۱-۲۷۳۲)

سید مودودیؒ رقمطراز ہیں: ''یہ ادب اگرچہ نبی ﷺ کی مجلس کے لیے سکھایا گیا تھا اور اس کے مخاطب وہ لوگ تھے جو حضور ﷺ کے زمانے میں موجود تھے، مگر بعد کے لوگوں کو بھی ایسے تمام مواقع پر یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے جب آپ کا ذکر ہو رہا ہو، یا آپ کا کوئی حکم سنایا جائے، یا آپ کی احادیث بیان کی جائیں۔ اس کے علاوہ اس آیت سے یہ ایماء بھی نکلتا ہے کہ لوگوں کو اپنے سے بزرگ تر اشخاص کے ساتھ گفتگو میں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ کسی شخص کا اپنے بزرگوں کے سامنے اس طرح بولنا جس طرح وہ اپنے دوستوں یا عام آدمیوں کے سامنے بولتا ہے، دراصل اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں ان کے لیے کوئی احترام موجود نہیں ہے اور وہ ان میں اور عام آدمیوں میں کوئی فرق نہیں سمجھتا''۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۷۱)

آیات ۶ - ۸: حارث بن ضرار روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت ولیدؓ بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں ہمارے قبیلے کی طرف زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا گیا تھا (مگر اس روایت کی سند ضعیف ہے) (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۰۸) حضرت امّ سلمہؓ کی روایت میں حضرت ولیدؓ بن عقبہ کا نام نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کی روشنی میں محدثین کرام نے فن حدیث میں جرح وتعدیل کا فن ایجاد کیا تا کہ راویان حدیث کے حالات کی تحقیق ہو جن کے ذریعہ آپ ﷺ کی احادیث لوگوں تک پہنچیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اہمیت رکھنے والی خبر کی ضرور تحقیق ہونی چاہیے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو فرمایا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں کی رائے کے موافق چلیں تو بہت بڑی خرابی آ جائے گی (ترمذی ج ۲ ص ۱۸۲)۔ اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ تمہارے درمیان موجود ہیں جو تمہارے مصالح کے بارے میں خوب جانتے ہیں۔

آیات ۹-۱۰: انسؓ بن مالک سے روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ عبداللہ بن ابی بن سلول کے گھر اسے اسلام کی دعوت دینے کے لئے اپنے خچر پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تو اُس کو آپ ﷺ کی آمد ناگوار گزری اور اپنی ناک پر کپڑا ڈال کر یہ کہنے لگا کہ آپ ﷺ کے خچر کی بو سے میرا دماغ پریشان ہو گیا ہے تو ایک صحابی عبداللہ انصاریؓ نے اس کا جواب دیا کہ تمہارے جسم کی بو سے آپ ﷺ کے خچر کی بو بہتر ہے۔ تو اس پر جھگڑا بڑھنے کا خدشہ ہوا تو آپ ﷺ نے دونوں جماعتوں کے درمیان صلح کرادی (بخاری ج ۱ ص ۹۷۰ و مسلم ج ۲ ص ۱۱۰)

اِن آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپس میں جنگ وغیرہ کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے مگر یہ ممکن ہے کہ آپس میں جھگڑا اور جنگ ہو جائے اگر ایسا ہو تو اس صورت حال میں صلح کا طریق کار اختیار کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

اللہ نہ کرے اگر صلح کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو جو حق پر ہو اس کا ساتھ دیں تا کہ سرکش جماعت صلح پر راضی ہو جائے اور فریقین کا عدل وانصاف کی بنیادوں پر آپس میں ملاپ کرا دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یقیناً مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں''۔ ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے باہمی نزاع وغیرہ کے فیصلے خود کریں اور اپنے فیصلے کافروں کی عدالتوں میں نہ لے کر جائیں اس لئے کہ کافر حکومتیں اور عدالتیں عدل وانصاف سے عاری ہیں۔

آیات ۱۱-۱۲: خوش طبعی کچھ اس طرح جائز ہے کہ کسی مسلمان مرد کو مرد سے یا مسلمان عورت کو عورت سے سچی بات خوش طبعی کے طور پر نکالنا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو ''دو کانوں والا'' فرمایا کرتے تھے۔ یا آپ ﷺ نے بڑھیاؒ سے فرمایا: بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گی، جب وہ عورت گھبرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بوڑھی عورتیں جوان ہو کر جنت میں جائیں گی (مشکوٰۃ باب المزاح-ص۴۱۶)

حاصل یہ ہے کہ بے جا ہنسی و دل لگی جائز نہیں کیونکہ اس سے حقارت جھلکتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہنسی مذاق کرنے والے کو کیا معلوم کہ یہ جس کی حقارت کے درپے ہے اللہ کے نزدیک وہ اس ہنسی کرنے والے شخص سے بہتر ہو۔

اس طرح طعنے دینا، بُرے نام رکھنا، بُرے القابات کہنا جائز نہیں کیونکہ اسلام لانے کے بعد ایسی باتیں اچھی نہیں یعنی بُرائی تو بُرائی ہی رہتی ہے۔

مردوں اور عورتوں کا الگ الگ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں مخلوط سوسائیٹی کی اجازت نہیں ہے جہاں غیر محرم مرد و خواتین اکٹھے ہو کر آپس میں ہنسی مذاق کریں۔

"لَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ" طعن و تشنیع کے علاوہ ہر وہ مفہوم مراد ہے جس سے آپس کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات تو قرآن واضح کر رہا ہے کہ دوسروں پر زبان طعن دراز کرنے والا دراصل اپنے آپ کو مطعون کرتا ہے۔

مذاق، بدگوئی اور غیبت سے زبان کو روکنا ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کی مذمت پیٹھ پیچھے کرنا غیبت ہے صحابہؓ نے عرض کیا اگرچہ وہ شخص ایسا ہی ہو، (یعنی اس میں مذمت کی بات موجود ہو) تو کیا اس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! یہی تو غیبت ہے ورنہ ایک شخص میں کوئی بات نہیں ہے تو اس کی مذمت کرنا بہتان ہے (مسلم ج ۲ ص ۳۲۲) آپ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے بیہودہ باتوں سے اپنی زبان کو روکا تو گویا اس نے اسلام کی خوبی پالی (ترمذی ص ۶۷: ج ۲)

"بعض گمان گناہ ہوتے ہیں" یعنی مطلقاً گمان کرنے سے قرآن نہیں روک رہا بلکہ کثرت گمان سے روکا ہے کیونکہ کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں۔ یہ کہ زبردستی ایک شخص کی نسبت کوئی بد گمانی پیدا کر کے کوئی عیب اس کے ذمہ لگا دیا تو پھر یہی "بہتان" بن جاتا ہے۔اس لئے شر سے بچنے کے لئے احتیاط سے کام لینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جائز عیب کے لئے گمان کی اجازت ہے۔ مثلاً قاضی، جج وغیرہ کا شہادتوں کی بنیاد پر غالب گمان سے فیصلہ دینا وغیرہ۔

راز ٹٹولنا اور ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنا ہر حال میں ممنوع ہے۔ حاصل یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے مخفی حالات کی ٹوہ/کھوج میں لگا رہے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا: مسلمانوں! تم ایک دوسرے کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو۔ (ابوداؤد)

اس حکم سے مستثنیٰ صرف وہ مخصوص حالات ہیں جن میں تجسس کی فی الحقیقت ضرورت ہو۔ مثلاً کسی شخص یا گروہ کے رویے میں بگاڑ کی کچھ علامات نمایاں نظر آرہی ہوں اور اس کے متعلق یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ وہ کسی جرم کا ارتکاب کرنے والا ہے تو حکومت اس کے حالات کی تحقیق کرسکتی ہے۔ مثلاً کسی شخص کے ہاں کوئی شادی کا پیغام بھیجے، یا اس کے ساتھ کوئی کاروباری معاملہ کرنا چاہے تو وہ اپنے اطمینان کے لیے اس کے حالات کی تحقیق کرسکتا ہے (تفہیم القرآن ج ۵، الحجرات)

غیبت کرنے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا۔ جس طرح مردہ بھائی کے گوشت کاٹنے یا کھانے سے اس کو خبر نہیں ہوتی اس طرح جس کی غیبت کی جارہی ہے وہ بھی بے خبر ہوتا ہے لیکن جس طرح زندہ جسم میں سے گوشت کاٹنے سے زخم بھی ہوتا اور تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے اسی طرح بدگوئی (غیبت) کو سن کر آدمی کے دل میں زخم ہوتا ہے۔ انہیں مناسبتوں سے غیبت کو مردہ گوشت کھانے سے مشابہت دی گئی۔

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس فعل کے انتہائی گھناؤنا ہونے کا تصور دلایا ہے۔ مردار کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے، حتیٰ کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا ہو، اور انسان بھی کوئی اور نہیں خود اپنا بھائی ہو۔ پھر اس تشبیہ کو سوالیہ انداز میں پیش کر کے اور زیادہ مؤثر بنا دیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھ کر خود فیصلہ کرے کہ آیا وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے لیے تیار ہے؟ اگر نہیں ہے اور اس کی فطرت اس چیز سے گھن کھاتی ہے تو آخر وہ کیسے یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کرسکتا اور جہاں اس کو یہ خبر تک نہیں ہے کہ اس کی بے عزتی کی جارہی ہے؟ (تفہیم القرآن، ج ۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی حقارت اور ذلت کے درپے ہوا اس نے بہت بڑا گناہ کمایا'' (مسلم ص ۱۲۱ ج ۲)

آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز بدترین وہ شخص ہوگا جس کی بدزبانی سے ڈر کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

حاصل یہ کہ جن باتوں سے منع کیا گیا ہے وہ سب باتیں اور کام معاشرے میں حقارت اور ذلت کے پھیلنے کے اسباب ہیں جو بڑے وبال کا باعث ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہیے۔ حقوق العباد کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

آیت ۱۳: اسلام سے قبل قریش حج سے فراغت کے بعد اپنے آباؤ اجداد کی مدح کرتے تھے اور فخر و غرور کیا کرتے تھے جس کے سبب بعض قبائل دوسرے بعض قبیلوں کو حقیر جانتے تھے۔ اس لئے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے تم سب کو ایک باپ اور ایک ماں سے پیدا کیا...... یاد رہے کہ اللہ کے نزدیک تم سے عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے مزاج میں پرہیز گاری زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عزت والا ہے (بخاری ج ا ص ۹ ۴۷)

یہی مفہوم آپ ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کا ہے، فرمایا:

يَـا أَيُّهَـا الـنَّـاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَّلَا لِعَـجَـمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَّلَا لِأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ . أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (بیہقی)

''لوگو: خبردار ہو، تم سب کا اللہ ایک ہے کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے مگر تقویٰ کے اعتبار سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ بتاؤ، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا، اچھا تو جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے: كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ (بزار)

''تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے''۔

آیت ۱۴: یہ آیت بنی اسد کے بارے میں اتری (الدر المنثور ج ۶ ص ۱۰۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری نے قرآنی آیات واحادیث سے ثابت کیا ہے کہ درحقیقت ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے لیکن مجازی طور پر کبھی ایسے شخص کو بھی مسلمان کہا جاتا ہے جو نماز روزہ کی ادائیگی تو کرتا ہو مگر دین کی باتوں کا پورا یقین اس کے دل میں نہ ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پختہ ایمان والے لوگ نافرمانی سے ایسے گھبراتے ہیں جس طرح کوئی آگ میں ڈالے جانے سے گھبراتا ہے (عن انس من مالکؓ، بخاری ج اص ۷ باب حلاوۃ الایمان)

حاصل یہ ہے کہ بنی اسد کے لوگ نومسلم تھے اس لئے کبار وقدیمی صحابہ کرامؓ انصار و مہاجرین کی طرح اپنے آپ کو ایماندار سمجھنے لگے...... اسی لئے فرمایا تم لوگ ابھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہو اور نماز وغیرہ میں شریک ہونے لگے ہو ابھی تمہاری ایمانداری کی جانچ مکمل نہیں ہوئی۔ اگر تم لوگ بھی صحابہ کرامؓ کی طرح ثابت قدمی دکھاؤ گے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے نیک اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔

اس سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ قرآن مجید کی زبان میں ''مومن'' اور ''مسلم'' دو متقابل اصطلاحیں ہیں، مومن وہ ہے جو سچے دل سے ایمان لایا ہو اور مسلم وہ ہے جس نے ایمان کے بغیر محض ظاہر میں اسلام قبول کر لیا ہو۔ لیکن درحقیقت یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس جگہ ایمان کا لفظ قلبی تصدیق کے لیے اور اسلام کا لفظ محض ظاہری اطاعت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مگر یہ سمجھ لینا صحیح نہیں ہے کہ یہ قرآن مجید کی دو مستقل اور باہم متقابل اصطلاحیں ہیں۔ قرآن کی جن آیات میں اسلام اور مسلم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کا تتبع کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کی اصطلاح میں ''اسلام'' اس دین حق کا نام ہے جو اللہ نے نوع انسانی کے لیے نازل کیا ہے، اس کے مفہوم میں ایمان اور اطاعتِ امر دونوں شامل ہیں اور ''مسلم'' وہ ہے جو سچے دل سے مانے اور عملاً اطاعت کرے۔ مثال کے طور پر حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران : ۱۹)

''یقیناً اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے''۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران: ۸۵)

''اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ: ۳)

''اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے''۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام: ۱۲۵)

''اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے''۔

ظاہر ہے کہ ان آیات میں ''اسلام'' سے مراد اطاعت بلا ایمان نہیں ہے۔ پھر دیکھیے جگہ جگہ اس مضمون کی آیات آتی ہیں:

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ (الانعام: ۱۴)

''اے نبی کہو مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا میں ہوں''۔

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا (آل عمران: ۲۰)

''پھر اگر وہ اسلام لے آئیں تو انہوں نے ہدایت پالی''۔

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا (المائدہ: ۴۴)

''تمام انبیاء جو اسلام لائے تھے تورات کے مطابق فیصلے کرتے تھے''۔

کیا یہاں اور اس طرح کے بیسیوں دوسرے مقامات پر اسلام قبول کرنے یا اسلام لانے کا مطلب ایمان کے بغیر اطاعت اختیار کر لینا ہے؟ اسی طرح ''مسلم'' کا لفظ بار بار جس معنی میں استعمال ہوا ہے اس کے لیے نمونے کے طور پر حسب ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران: ۱۰۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو''۔

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا (الحج: ۷۸)

''اس نے تمہارا نام پہلے بھی مسلم رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی''۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا (آل عمران: ٦٧)

''ابراہیمؑ نہ یہودی تھا نہ نصرانی، بلکہ وہ یک سُو مسلم تھا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً (البقرة: ۱۲۸)

"اے ہمارے رب، ہم دونوں کو اپنا مسلم بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی امت پیدا کر جو تیری مسلم ہو"۔

يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرة : ۱۳۲)

"(حضرت یعقوبؑ کی وصیت اپنی اولاد کو) اے میرے بچو، اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے پس تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو"۔

ان آیات کو پڑھ کر آخر کون یہ خیال کر سکتا ہے کہ ان میں مسلم سے مراد وہ شخص ہے جو دل سے نہ مانے، بس ظاہری طور پر اسلام قبول کر لے؟ اس لیے یہ دعویٰ کرنا قطعی غلط ہے کہ قرآن کی اصطلاح میں اسلام سے مراد اطاعت بلا ایمان ہے، اور مسلم قرآن کی زبان میں محض بظاہر اسلام قبول کر لینے والے کو کہتے ہیں۔ اس طرح یہ دعویٰ کرنا بھی غلط ہے کہ ایمان اور مومن کے الفاظ قرآن مجید میں لازماً سچے دل سے ماننے ہی کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الحجرات)

آیت ۱۵: اہل ایمان کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں کہ یہ لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی سچی فرماں برداری پر قائم رہتے ہیں اور ہر طرح جان و مال سے اسلام کی ترقی میں لگے رہتے ہیں اور کسی بھی حال میں اپنے ایمان کو متزلزل نہیں ہونے دیتے۔ حضرت سفیان بن عبداللہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں ایک ایسی بات بتلا دیجئے کہ پھر مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جن باتوں کے کرنے کا شریعت میں حکم ہے ان کو بجالاؤ اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے اجتناب کرو، خالص دل سے اللہ کی فرمانبرداری قبول کرو اور پھر مرتے دم تک اس پر قائم رہو۔ (مسلم، ج ۱ ص ۴۸)

آیت ۱۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کی ظاہری حالت پر نہیں ہے بلکہ اس کی نظر تو ہمیشہ انسان کے دل پر رہتی ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ کس نیت سے کرتا ہے (مسلم ج ۲ ص ۳۱۷)۔

آیات ۱۷-۱۸: قبیلہ اسد کے لوگ قحط کے زمانے میں مدینہ منورہ آ گئے کہ غنیمت کے مال میں سے یا صدقہ و خیرات کی چیزوں میں مدد ملتی رہے گی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے کا احسان بھی جتلانے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں سے کہہ دو کہ سچے دل سے اسلام پر قائم رہیں۔ علم غیب کے موافق اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ قیامت کے دن جب اعمال نامے پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بہت سے نیک لوگوں کے نیک اعمال نکالنے کا حکم دیں گے تو فرشتے عرض کریں گے یہ تو نیک لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ انسان کے دل کا حال تمہیں معلوم نہیں، میں دل کے احوال خوب جانتا ہوں۔ لہٰذا یہ نیک اعمال خالص نیت سے نہیں کیے گئے تھے۔ (الترغیب والترہیب ج ا ص ۶۵۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

الحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی اہمیت وضرورت

شریعت اسلامی کا ایک ماخذ (Source) قرآن جب کہ دوسرا حدیث نبوی ہے۔ایک اگر وحی جلی ہے تو دوسرا وحی خفی ہے۔حدیث نبوی کے بغیر دین پر عمل کرنا ممکن نہیں اور نہ اسے صحیح طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔حدیث نبوی ہے: اَلَا اِنِّی اُوْتِیْتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ (ابو داؤد:۴۶۰۴) ''اچھی طرح جان لو کہ مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز (حدیث) بھی دی گئی ہے''۔

اس سے معلوم ہوا کہ صرف قرآن ہی شریعت کا ماخذ نہیں بلکہ قرآن وحدیث دونوں سے شریعت ثابت ہوتی ہے۔لہٰذا ایک کا انکار درحقیقت دونوں کا انکار ہے۔اگر ایک شخص یہ کہتا ہے کہ وہ قرآن کو تو مانتا ہے مگر حدیث کو نہیں مانتا تو وہ دراصل قرآن کا بھی انکار کرتا ہے۔کیونکہ حدیث کی اہمیت خود قرآن سے ثابت ہے، بلکہ قرآن کا ثبوت بھی فرمانِ پیغمبر اور حدیثِ رسول سے ہی ملتا ہے۔

شریعت کے بہت سے احکام وہ بھی ہیں جو قرآن میں موجود نہیں ہیں مگر اس کے باوجود انہیں جمہور اہلِ اسلام نے قبول کیا ہے۔مثلاً کسی عورت اور اس کی خالہ یا پھوپھی کو ایک نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا حالانکہ قرآن میں صرف دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کو حرام قرار دیا گیا تھا۔اسی طرح شرابی کی حد، شادی شدہ زانی کی کو سنگسار کرنا اور یتیم پوتے کا دادا کی وراثت سے محروم ہونا وغیرہ ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''سنت مطہرہ کی شریعت کے احکام میں ایک مستقل حیثیت ہے اس کا مخالف صرف وہی ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں''۔

قرآن فہمی کے لئے حدیث کی ضرورت ہے

قرآن مجید کے چار مقامات پر نبی اکرم ﷺ کے منصب رسالت کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔دو مقامات سورۃ البقرۃ، ایک آلِ عمران جب کہ چوتھا مقام سورۃ الجمعۃ میں ہے۔ایک آیت درج ذیل ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (۳/آل عمرٰن:۱۶۴)

''اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب ان میں اِنہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے''۔

اِن آیات اور دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی وضاحت کی ذمہ داری نبی اکرم ﷺ پر عائد کی گئی ہے۔ ایک اور مقام پر ہے: وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ (۱۶/النحل:۴۴)

''اور یہ ذکر (قرآن) ہم نے تجھ پر نازل کیا تاکہ تم اس کی وضاحت کرو جو لوگوں کی طرف نازل کیا گیا''۔

حدیث ایسے احکام کی تفصیل بیان کرتی ہے جن کو قرآن میں مجمل بیان کیا گیا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کی تفصیلات احادیث میں ہی ملتی ہیں۔ قرآن میں یہ حکم موجود ہے کہ چور مرد و عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا (المائدۃ:۳۸) مگر ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ کتنے مال پر کاٹا جائے وغیرہ کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے۔ جب کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھائی دینار سے کم قیمت کے مال مسروقہ پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا نیز ہاتھ کندھوں یا کہنیوں سے نہیں بلکہ کلائی (Wrist) سے کاٹا جاتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَ ھُمْ مُّھْتَدُوْنَ (۶/الانعام:۸۲) میں آنے والے لفظ ''ظلم'' سے کیا مراد ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ نہیں سکے تھے مگر نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ یہاں اِس سے مراد شرک ہے۔

سحری کھانے کے وقت کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں اَلْخَیْطُ الْاَبْیَضُ (سفید دھاگا) اور اَلْخَیْطِ الْاَسْوَدِ (سیاہ دھاگا) کے الفاظ نازل ہوئے۔ ایک صحابی نے ان کا حقیقی معنی ہی مراد لیا، نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ سیاہ دھاگے سے مراد رات کی تاریکی جب کہ سفید دھاگے سے مشرق کی جانب نکلنے والی سفید لکیر مراد ہے جس کے نکلنے پر سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

دیگر بہت سی آیات کو سمجھنے کے لئے صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ضروری ہے

قرآن حکیم کی بہت سے آیات میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آیت میں رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (۴/ النساء: ۸۰)۔ ایک اور مقام پر ہے: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (۵۹/ الحشر: ۷) ''رسول جو تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ''۔

اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے کی گمراہی میں کوئی شک نہیں (دیکھئے الاحزاب: ۳۶)

رسول اللہ ﷺ کی ہستی میں مکمل اسوۂ حسنہ موجود ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۳۳/ الاحزاب: ۲۱) ''تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے''۔

قرآن میں ایک مقام پر نبی اکرم ﷺ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے (آل عمران: ۳۱)۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام مختلف اعمال کرتے وقت اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کریں۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت فرمایا: ''تو ایک پتھر ہے، تو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے بوسہ دے رہے ہیں تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا''۔

حدیث کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث وسنت کی حفاظت کی۔ عملی اور تحریری ہر دو طرح انہوں نے حدیث کو محفوظ کیا۔ اب امت کے پاس صحاح ستہ، مؤطا امام مالک، مسند احمد، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان، السنن الکبری از بیہقی، سنن دارقطنی، سنن دارمی وغیرہا کتب کی شکل میں احادیث کے بڑے بڑے مجموعے موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اربعین

امام یحیٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶ھ) شام کے ایک قصبے نویٰ میں ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مدرسہ دارالحدیث دمشق میں اپنی علمی پیاس بجھائی، بعدازاں وہیں مدرس مقرر ہوئے۔ قرآن بھی صغرسنی میں حفظ کرلیا تھا۔عمر ابھی ۴۵ سال بھی نہ ہوئی کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

آپ نے بہت سی کتب بھی تالیف کیں۔ ان میں شرح صحیح مسلم، ریاض الصالحین، الاذکار، تہذیب الاسماء واللغات، المجموع شرح المہذب، التقریب طبقات شافعیہ اور الاربعین زیادہ مشہور ہوئیں۔

مختلف قسم کی الاربعین نامی بہت سی کتب تالیف کی گئی ہیں۔ جن کی بنیاد بعض ضعیف روایات ہیں۔ الاربعینات میں سے امام نووی کی الاربعین کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس میں تقریباً دین کے ہر شعبے سے متعلق احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔اس کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر اس کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں ابن رجب حنبلی کی شرح بہت مفصل ہے۔

نوٹ: الاربعین چالیس کو کہتے ہیں اربعین نووی میں بیالیس احادیث ہیں تاہم اس کا نام الاربعین ہی رکھا گیا۔الاربعین کتب حدیث کی ایک قسم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱

حسنِ نیت

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى ۔ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

(بخاری، بدأالوحی، ح:۱،۵۴، ۲۵۲۹، ۳۸۹۸، ۵۰۷۰، ۶۶۸۹، ۶۹۵۳، مسلم، الامارۃ، قولہ ﷺ: انما الاعمال بالنیات، ح:۱۹۰۷)

ترجمہ: امیر المومنین ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی، تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے، اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہوئی تو اس کی ہجرت اسی کی خاطر ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

اس حدیث کا صحیح ہونا متفقہ ہے، اسے امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی بخاری اور امام المحدثین ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے جو حدیث کی تمام تصنیف شدہ کتب میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

راوی الحدیث

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں ۶ ھ نبوت میں مسلمان ہوئے۔ قریش کے قبیلہ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی زبان پر حق جاری ہوتا تھا۔ کئی مرتبہ قرآن ان کی سوچ اور فکر کے مطابق نازل ہوا۔ آپ دوسرے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کے دور خلافت میں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ یکم محرم بروز ہفتہ ۲۳ ھ کو جام شہادت نوش کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

آپ روضہ مبارک میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدت خلافت تقریباً ساڑھے دس سال ہے۔

شرح الحدیث

اس اہم حدیث کو بعض ائمہ دین نے ایک تہائی علم قرار دیا ہے۔

قبولیتِ اعمال کی شرائط میں سے ایک اخلاصِ نیت بھی ہے، نیک اعمال بھی اگر حسنِ نیت سے نہ کیے جائیں تو وہ رائیگاں جائیں گے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں شہید، قرآن پڑھنے والے اور سخی کے عمل کی عدم قبولیت کا تذکرہ کیا گیا ہے (مسلم الامارۃ: ح:۱۹۰۵) کیونکہ ان میں ریاکاری پائی جاتی ہے اور نیت کی خرابی اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ ہے۔ ہجرت بہت عظیم عمل ہے مگر دنیوی منفعت کی خاطر کی جانے والی ہجرت کا ثواب نہیں ملتا۔

البتہ اگر نیت صحیح ہو تو بسا اوقات آدمی کو ایسے اعمال کا اجر بھی مل جاتا ہے جو اس نے سر انجام نہیں دیئے ہوتے (دیکھئے بخاری، الجہاد، ح ۲۸۳۹، الرقاق، ح ۶۴۹۱، مسلم الامارۃ، ح: ۱۹۱۱، الایمان، ح ۱۳۱، نسائی قیام ح ۱۷۸۸) نیت ارادے کا نام ہے اس کا زبان سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نیت کے کوئی بھی الفاظ منقول نہیں ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ: یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ جب اعمال کا دارومدار نیت پر ہے تو اگر برے کام نیک نیتی سے کیے جائیں تو بھی اجر مل جاتا ہے کیونکہ عمل اگر غلط ہو تو اس میں حسن نیت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی نیت کے ساتھ ساتھ ان کا عمل بھی دیکھتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: اللہ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے (مسلم، البر، ح: ۲۵۶۴)۔ بعض لوگ داڑھی رکھنے، پردہ کرنے اور لباس وغیرہ کے بہت سے اسلامی آداب کی حسنِ نیت کے بہانے پابندی نہیں کرتے۔

فقہ الحدیث

۱) شریعت اسلامیہ میں عمل کی اساس نیت ہے۔
۲) جب نیت درست ہو اور عمل نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرماتا ہے۔
۳) عمل اگر درست نہ ہو تو محض نیت کے صحیح ہونے سے عمل قبول نہیں ہوتا۔
۴) اگر مسلم کی نیت صحیح ہو تو دنیوی امور میں بھی اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔
۵) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے والوں یعنی مومنوں کے اعمال بارگاہ الٰہی میں قبول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔

۶) اگر کسی مسلم نے نیک کام کرنے کا ارادہ کیا مگر اسے نہ کر سکا تو نیت کے مطابق اسے اجر دیا جائے گا۔

۷) اگر اللہ تعالیٰ کے لئے نیت خالص ہے تو یہ دنیا و آخرت میں کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہے۔

۸) دنیوی احکام ظاہر کے مطابق لاگو ہوتے ہیں۔

۹) بعض امور کا تذکرہ "من باب الخاص بعد العام" کے اصول کے تحت کیا جاتا ہے، جیسا کہ اس حدیث میں دنیا (جس میں عورتیں بھی شامل ہیں) کا تذکرہ کرنے کے بعد عورت کا تذکرہ کیا گیا ہے، کیونکہ صنف نازک کا فتنہ شدید ہوتا ہے اس لئے اس سے ڈرانا مقصود ہے۔

۱۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس انداز سے حدیث لیتے اس کی صراحت بھی کرتے جیسا کہ لفظ سَمِعْتُ (میں نے سنا) سے ظاہر ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۲

اسلام وایمان، احسان اور قیامت کے بارے میں سوالات

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ، وَ تَصُومَ رَمَضَانَ، وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَ يُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا عُمَرُ! أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ.

(مسلم، الایمان، بیان الایمان والاسلام والاحسان، ووجوب الایمان باثبات قدر اللہ سبحانہ وتعالٰی، ح:۸)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دن ہم رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر سفر کے آثار دکھائی دیتے تھے نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا، حتی کہ وہ نبی ﷺ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے آپ کی طرف لگا دیئے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور کہا: محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر تجھے استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ آپ سے سوال کرتا ہے اور خود ہی آپ کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے۔ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔

پھر اس نے کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتایئے۔ آپ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی یوں عبادت کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے کہا۔ مجھے قیامت کے بارے میں بتایئے۔ آپ نے فرمایا: جس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

اس نے کہا: مجھے اس کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے اور تم دیکھو کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم، تنگ دست بکریوں کے چرواہے عمارتوں کی تعمیر میں حد سے تجاوز کرنے لگے ہیں۔

پھر وہ (سائل) چلا گیا۔ تو میں کافی دیر ٹھہرا رہا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: عمر! جانتے ہو یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ جبریل تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

شرح الحدیث

یہ حدیث حدیثِ جبریل کے نام سے معروف ہے۔ اس حدیث کے اساسیاتِ اسلام پر مشتمل ہونے کی وجہ سے علماء نے اسے ام السنۃ یا ام الحدیث کا نام بھی دیا ہے، اسی انداز سے سورۃ الفاتحہ کو ام الکتاب کہا گیا ہے۔ اس حدیث میں ارکانِ اسلام، عقائدِ اسلام، آداب واخلاق اور دنیا کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اس میں جسمانی عمل، دلوں میں خلوص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آفاتِ اعمال سے بچاؤ حتیٰ کہ شریعت کے سارے علوم اسی سے شاخ در شاخ نکلے ہیں، واجبات، سنن، مستحباب، ممنوعات اور مکروہات میں سے کوئی چیز باہر نہیں رہی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً آپ سے سوال نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ ان کی تربیت ہی اس نہج پر کی گئی تھی۔ لیکن چونکہ دین کے عقائد و ارکان اور آداب وغیرہ کا سیکھنا بھی ضروری تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جبریل کو (حیران کن اور اجنبی انسان کی شکل میں) بھیجا (جبریل علیہ السلام بعض اوقات دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں بھی آتے تھے) تاکہ وہ صحابہ کو دین سکھائیں۔ وہ ادب و احترام سے بیٹھ گئے اور انہوں نے مندرجہ ذیل پانچ سوالات کئے:

۱) اسلام کیا ہے؟

۲) ایمان کیا ہے؟

۳) احسان کیا ہے؟

۴) قیامت کب آئے گی؟

۵) قیامت کی نشانیاں کون کون سی ہیں؟

۱) اسلام کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے پانچ ارکان اسلام بیان کئے (ان کی تشریح حدیث نمبر ۳ کے تحت ملاحظہ کریں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے دین کو انتہائی آسان اور عام فہم انداز میں پیش کیا۔

۲) ایمان کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے مندرجہ ذیل چھ ارکانِ ایمان بیان فرمائے:

i) اللہ پر ایمان: اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی توحید ربوبیت، الوہیت اور بے شمار اسماء وصفات کو تسلیم کرنا ایمان باللہ ہے۔ اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا اس ایمان کے منافی ہے۔

ii) ملائکہ پر ایمان: فرشتے جو کہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے، وہ اللہ کے تمام احکام کی بجا آوری کرتے ہیں (ہاروت و ماروت کا برائی میں ملوث ہونا ثابت نہیں) یہ پروں (Wings) والی مخلوق ہیں۔ ان میں جبریل، میکائیل اور اسرافیل زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور ہیں۔ ملک الموت کا نام عزرائیل کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں تاہم بعض صحابہ سے یہ نام منقول ہے۔ ایک فرشتے کا نام مالک (داروغہ جہنم) بھی ہے۔ فرشتوں کی تعداد تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہے۔

iii) کتابوں پر ایمان: جملہ الہامی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پہلی کتب اب اصلی حالت میں موجود نہیں۔ ان کتب کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے بھی ان کی تحریف کو تسلیم کرتے ہیں۔ نیز قرآن مجید کے نزول کے ساتھ وہ کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں، اب قیامت تک عمل کلام الٰہی قرآن مجید پر ہوگا۔ یہ کتاب تا قیامت محفوظ رہے گی۔

مشہور الہامی کتب میں تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید شامل ہیں۔ ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں کا تذکرہ بھی قرآن میں موجود ہے۔

iv) رسولوں پر ایمان: انسانوں کی رہنمائی کے لئے انسانوں میں سے ہی جو انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث کئے گئے تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام من و عن مخلوق تک پہنچا دیا۔ ان میں سے پچیس چھبیس کے نام قرآن میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔ سب انبیاء و رسل پر ایمان لانا ضروری ہے تاہم پہلی شرائع چونکہ منسوخ ہو چکی ہیں لہٰذا سید الانبیاء ﷺ کو آخری نبی مان کر انہی کی اطاعت کی جائے اور انہی کا اسوہ حسنہ اپنایا جائے۔

v) آخرت پر ایمان: یہ دنیا عارضی ہے، مرنے کے بعد تمام انسانوں نے دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ بلکہ (اگر غور کیا جائے تو) دوسری بار پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے بھی آسان ہے۔

روز قیامت لوگوں کو اُن کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

vi) تقدیر پر ایمان: عزت و ذلت، خوشی و غمی اور نفع و نقصان وغیرہ کا نفاذ اللہ کے کونی حکم اور علم سے ہوتا ہے۔

تقدیر کے خیرہ و شرہ کے بارے میں حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اس کے اچھے برے ہونے کا مطلب ہے کہ مثلاً فراغت، خوشحالی، پیداوار کی کثرت اور فراوانی یہ خیر ہے اور قحط سالی، آلام و مصائب وغیرہ یہ شر ہے اور شر ہمارے اعتبار سے ہے۔ ورنہ اللہ کے تو ہر کام میں ہی کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت ہوتی ہے۔ جسے صرف وہی جانتا ہے (شرح ریاض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصالحین ح:٦٠)

جس ہستی نے تقدیر مقرر کی ہے اسی نے شریعت کی پابندی کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا تقدیر کو ترکِ عمل کا بہانہ نہیں بنایا جا سکتا۔

گناہ میں تقدیر کا بہانہ کرنا جائز نہیں البتہ مصائب وغیرہ میں تقدیر کا سہارا لینا جائز ہے۔

۳- احسان کیا ہے؟

احسان کا بنیادی معنی ہے کسی چیز کو خوبصورت بنانا۔ اعمال کو عمدہ طریقے وسلیقے سے ادا کرنا احسان کہلاتا ہے۔ اس حدیث میں احسان سے مراد عبادت الٰہی میں حسن پیدا کرنا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ جب وہ عبادت الٰہی کر رہا ہو تو یہ تصور کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا اس کی زیارت کر رہا ہے۔ جس شخص کی یہ حالت ہوگی وہ مکمل اہتمام اور عمدگی سے عبادت کرے گا یا کم از کم اسے یہ خیال ضرور رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ جس سے اس کے دل میں خشوع وخضوع اور تعظیم الٰہی پیدا ہوگی۔

عبادت کے وسیع مفہوم میں تمام احکام الٰہیہ آ جاتے ہیں۔ لہٰذا چند اصطلاحی عبادات کے ساتھ ساتھ تمام احکام میں وہ کیفیت طاری کی جائے جس کا ذکر اس حدیث مبارکہ میں ہوا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے: إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ (مسلم: ١٩٥٥) ''یقیناً اللہ نے ہر چیز پر احسان کو لازم قرار دیا ہے''۔

نبی اکرم ﷺ حسنِ عبادت کی اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے تھے: رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (ابوداؤد: ١٥٢٢، نسائی: ١٣٠٤)

''میرے رب! اپنا ذکر وشکر کرنے اور اپنی حسن عبادت میں میری مدد فرما''۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی رات کی رکعات کے بارے میں فرماتی ہیں: لَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ (بخاری: ١١٤٧) ''اُن کے حسن وطول کے بارے میں تو پوچھو ہی نہ''۔ ایک اور حدیث میں ہے: عَلَّمَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَعْلِيمِي وَ أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي'' ''میرے رب نے مجھے عمدہ تعلیم دی اور بہترین ادب سکھایا''۔

آیت کریمہ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا (٦٧/ الملک: ٢) سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے احسن عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ایمان کے ساتھ ہوا ہے(المائدۃ:۹۳، الکہف:۳۰) کبھی اس کا تذکرہ اسلام کے ساتھ ہوا ہے(البقرۃ:۱۱۲، لقمٰن:۲۲)اور کبھی اس کا تذکرہ تقویٰ کے ساتھ ہوا ہے(یونس:۲۶)

احسان کا لفظ اخلاص کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے(دیکھیے البقرۃ:۱۱۲، المائدہ:۹۳، الکہف:۳۰، لقمٰن:۳، ۲۲)

۴- قیامت کب آئے گی

جبریل علیہ السلام نے چوتھا سوال قیامت کے بارے میں کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سوال کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کب آئے گی؟ جس کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس سے یہ سوال پوچھا جا رہا ہے وہ اس کے بارے میں پوچھنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ قیامت کب آئے گی، کس سال کے کس مہینے میں آئے گی؟ مہینے کے کس جمعہ کو آئے گی؟ اس کا علم کسی نبی کے پاس بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے قیامت کے قائم ہونے کے بارے میں یہ اعلان کروایا: قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ (۷/ الاعراف:۱۸۷) ''کہو کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے''۔ (نیز دیکھیے لقمٰن:۳۴، حٰم السجدۃ:۴۷، النٰزعٰت:۴۲-۴۴، بخاری:۵۰، مسلم:۹)

۵- قیامت کی نشانیاں

نبی اکرم ﷺ سے جب قیامت کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ عموماً علاماتِ قیامت بیان فرما دیتے۔ سائل کی توجہ زیادہ اہم سوال کی طرف مبذول کر دیتے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا(بخاری:۵۹)

ایک آدمی نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو نے اس کے لئے تیاری کیا کی ہے؟(بخاری:۳۶۸۸، مسلم:۲۶۳۹)

البتہ اس حدیث میں قیامت کی علامات کے بارے میں آپ ﷺ سے علیحدہ سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا جواب دیا۔

نشانیوں کے لئے امارات یا اشراط کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ دجال کا نکلنا، دابۃ الارض کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خروج، یاجوج و ماجوج کا کھلنا، امام مہدی کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول وغیرہ قیامت کے قریبی دور کی علامات ہیں۔ قیامت سے پہلے کی دو علامات کا تذکرہ اس حدیث مبارکہ میں کیا گیا ہے۔

۱) اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کا مطلب ہے کہ فتوحات کثرت سے ہوں گی۔ بہت سے کفار لونڈی و غلام بنا لئے جائیں گے۔ بعض لونڈیوں سے ان کے آقاؤں کی اولاد بھی جنم لے گی، یہی اولاد اپنے باپ کی جگہ پر مستقبل میں برسر اقتدار آ جائے گی۔ یعنی کنیز زادے حکمران بن جائیں گے۔ (ہندوستان میں خاندان غلاماں کی حکومت اس کی ایک مثال ہو سکتی ہے)۔ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ اولاد اپنے والدین کی نافرمان ہو جائے گی حتیٰ اولاد ان سے لونڈی غلاموں جیسا سلوک کرے گی۔ یہی موقف قابلِ ترجیح ہے۔

۲) وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ کا مطلب ہے کہ بکریاں چرانے والے مفلس وقلاش لوگ، جن کے پاس پہننے کے لئے بھی کچھ نہیں ہوگا، اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے اور ان پر فخر کریں گے۔ اس حدیث سے سب سے پہلے عرب مراد ہیں۔

قیامت کی یہ دونوں علامات واقع ہو چکی ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں زمانے کو برا کہنے کے بجائے لوگوں کے حالات میں تغیر کو بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ شریعت اسلامیہ میں زمانے کو برا کہنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ گردش لیل و نہار تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

یہ جبریل تھے: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں جانتے تھے کہ وہ سائل کون تھا۔ دوم یہ کہ اللہ ورسولہ اعلم کہنے میں ادب بھی پایا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھاتے تھے۔ یہاں اللہ کے دین کی نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین صحابہ کرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم کے طریق سے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

فقہ الحدیث

۱) علم سیکھنے کے لئے ادب واحترام اختیار کرنا چاہیے۔
۲) سوالات کے ذریعے سے بھی تعلیم دی جاسکتی ہے۔
۳) سوال کا جواب جاننے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ لوگوں کو جواب سے آگاہ کرنے کے لئے سوال اٹھائے۔
۴) تمام ارکانِ اسلام کا اقرار اور تمام ایمانیات پر ایمان لانا ضروری ہے۔
۵) علمی سوالات وجوابات کی نشست قائم کرنا مستحسن ہے۔
۶) جبریل علیہ السلام (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اپنی ہیئت تبدیل کر سکتے ہیں۔
۷) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سکھانے کے لئے جبریل علیہ السلام نازل ہوتے تھے۔
۸) عبادات میں حسن واخلاص کا ہونا ضروری ہے۔
۹) قیامت کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
۱۰) جس سوال کا جواب معلوم نہ ہو اس کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کر دینا چاہیے۔
۱۱) نبی اکرم ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بتا دی ہیں۔
۱۲) دین سیکھنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منہج اختیار کرنا ضروری ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۳

ارکان اسلام

عَنْ أَبِی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یقول: بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَإِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

(بخاری، الایمان، دعاءکم ایمانکم، ح:۸، مسلم، الایمان، بیان ارکان الاسلام ودعائمہ العظام ح:۱۶)

ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

راوی الحدیث

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باکمال صاحبزادے اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے نِعْمَ الرجل (بہت اچھا آدمی) قرار دیا تھا۔ ۳ نبوی میں آپ کی ولادت ہوئی۔ مشہور صحابی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن زینب بنت مظعون آپ کی والدہ ہیں جن کی ایک صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سادہ زندگی بسر کی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے۔ حج تمتع کو صحیح قرار دینا، چھینک آنے پر الحمد للہ کہہ کر نبی پر سلام پڑھنے والے شخص پر نکیر کرنا، حجر اسود کو نہ چومنے کے لئے رش کا بہانہ کرنے والے کی سرزنش کرنا وغیرہ اس کی بعض مثالیں ہیں۔

مرد اصحاب میں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ احادیث آپ سے ہی مروی ہیں۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ۱۶۳۰ ہے۔

غزوات میں شرکت کے سوا آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ مکہ اور مدینہ میں بسر کیا۔ نبی اکرم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی وفات کے بعد تقریباً ساٹھ برس بقید حیات رہے۔۷۳ یا۷۴ھ میں تقریباً ۸۷ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور وہیں سپردِ خاک ہوئے۔

شرح الحدیث

اس حدیث میں اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دے کر اس کے پانچ بنیادی ستونوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔یہ پانچ اساسی ستون درج ذیل ہیں:

۱) **شہادتین**: مسلمان بننے کے لئے عقائد اسلام کا دل سے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح زبان سے ان کا اقرار بھی ضروری ہے۔زبان سے اقرار کیے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔اگر چہ دل سے اللہ اور اس کے رسول کو سچا ہی کیوں نہ مانتا ہو، بہت سے کفار ایسے بھی ہوئے ہیں جو رسول کو سچا ماننے کے باوجود ملامت وغیرہ کے ڈر سے کلمہ نہیں پڑھتے تھے۔تاہم بعض اوقات لوگوں کے سامنے ایمان واسلام کا اظہار نہ کرنے کی شریعت اجازت دیتی ہے۔

ارکانِ اسلام میں سے سرفہرست توحید ورسالت کا اقرار ہے۔توحید یہ ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی ربوبیت والوہیت اور صفات میں وحدہ لا شریک لہ تسلیم کیا جائے۔وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔اس کا کوئی بھی شریک وسہیم اور ہمسر نہیں۔

اس بات کی شہادت دینا بھی ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔آپ پر سلسلہ نبوت ورسالت ختم ہو گیا ہے۔لہٰذا تا قیامت آپ ہی تمام انسانیت کے لئے واحد پیغمبر ہیں۔آپ کی بعثت کے بعد تمام شرائع منسوخ ہو گئی ہیں-اب دنیا کے تمام انسانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کی نبوت ورسالت کو تسلیم کریں۔آپ کی اتباع کریں اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کریں۔ان کی کامرانی کا راز اسی میں مضمر ہے۔

۲) **نماز**: مسلمان ہونے کے بعد انسان پر سب سے پہلی ذمہ داری جو عائد ہوتی ہے وہ نماز کی پابندی ہے۔سابقہ شرائع میں سے کوئی بھی شریعت ایسی نہیں جس میں نماز کا حکم نہ دیا گیا ہو(دیکھیے ابراہیم:۴۰، مریم:۳۱، ۵۵، طٰہٰ: ۱۳۲)

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے:ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ (۲/البقرۃ:۱۴۳)"اللہ کو شایاں نہیں کہ تمہارے ایمان (نماز) کو ضائع کرے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز دین کا ستون ہے(ترمذی:۲۶۱۶،ابن ماجہ:۳۹۷۳)
نبی اکرم ﷺ نے اپنی آخری نصیحت میں نماز کی حفاظت کرنے کی تلقین بھی فرمائی (ابن ماجہ:۲۶۹۸)

بچہ سات سال کا ہو جائے تو والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے نماز کی تلقین کریں۔ اگر وہ دس سال کا ہو کر بھی نماز نہ پڑھے تو اسے سزا دی جائے (ابوداود، الصلاۃ، متی یؤمر الغلام بالصلوۃ: ح، ۴۹۴-۴۹۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں (مؤطا امام مالک، الوضوء والطہارۃ، العمل فیمن غلبہ الدم من جرح اور عاف) نماز نہ پڑھنے والے جہنم رسید ہوں گے۔ (المدثر:۴۲-۴۳، مریم:۵۹)

ارشاد نبوی ہے: بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (ترمذی:۲۶۱۸)"کفر اور ایمان کے درمیان حدِ فاصل نماز ہے"۔

ایک حدیث میں ہے: فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (ترمذی:۲۶۲۱، ابن ماجہ:۱۰۷۹)
"جو نماز کو چھوڑ دے اس نے یقیناً کفر کیا"۔

نماز کی اس اہمیت کی بنا پر عرب علماء تارکِ نماز پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ تارکِ نماز کی مسلمان عورت سے شادی جائز نہیں۔ اس کا ذبیحہ بھی حلال نہیں، وہ اپنے قرابت داروں میں سے کسی کا بھی وارث نہیں ہوگا اور نہ اِس کے رشتے دار اس کے وارث ہوں گے، وہ مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، نہ اس کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے گی، وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا اور نہ وہ ہمارا دینی بھائی شمار ہوگا (حکم تارک الصلاۃ از علامہ شیخ محمد بن صالح عثیمین)

۳) زکوٰۃ: زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک رکن ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کے لئے "صدقۃ" کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے (الاعراف:۱۶۵)
☆ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال بڑھتا ہے اور اس میں برکت پیدا ہو جاتی ہے (الروم:۳۹، ابراہیم:۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی مسلم اخوت کی ایک لازمی شرط ہے (التوبۃ: ۱۱)

☆ جنت میں داخل ہونے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (المؤمنون: ۴)

اس کے برعکس جو اس کی فرضیت کا انکار کرے، وہ کافر اور واجب القتل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے خلیفہ راشد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد و قتال کا علم بلند کیا (بخاری: ۷۲۸۴، ۷۲۸۵، مسلم: ۲۰)

جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے روزِ قیامت سونے چاندی کو آگ میں تپا کر ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا (التوبۃ: ۳۴-۳۵)

جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کا مال روزِ قیامت گنجا سانپ بن کر اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کے جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا: میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ (بخاری: ۱۴۰۳)

سونا/ چاندی (یا نقدی) کی مقدار نصاب کو پہنچ جائے یا اس سے زیادہ ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ سونے کا نصاب ۸۵ جب کہ چاندی کا ۵۹۵ گرام ہے (یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی) سونے چاندی کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ (ابوداود: ۱۵۶۳، نسائی: ۲۴۷۹)

سامان تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ صنعتی و زرعی آلات اور مشینری پر زکوٰۃ نہیں البتہ ان کی آمدنی اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہو گی۔

جن حیوانات کی زکوٰۃ دی جاتی ہے وہ یہ ہیں: اونٹ، گائے/ بھینس اور بھیڑ بکریاں۔

اونٹوں کا نصاب پانچ، گائے/ بھینس کا تیس جب کہ بھیڑ بکریوں کا چالیس ہے۔

یہ حیوانات کھیتی باڑی یا بار برداری کے لئے نہ ہوں تو تب ان میں زکوٰۃ لاگو ہو گی۔

حیوانات کو اگر تجارت کی غرض سے خریدا گیا ہو تو ان کی زکوٰۃ سامان تجارت کی زکوٰۃ کی طرح نکالی جائے۔

زرعی پیداوار سے بھی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے (البقرۃ: ۲۶۷) اس پر سال گزرنا بھی ضروری نہیں جونہی پیداوار آئے فوراً زکوٰۃ ادا کر دیں (الانعام: ۱۴۱)

بارش، چشمے یا نہری پانی سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار سے عشر (دسواں حصہ) ادا کیا جائے۔ جیسے آلات (ٹیوب ویل، کنویں، مشین وغیرہ) کے ذریعے یا محنت و مشقت کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیراب کیا گیا ہو اس پر نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔
پانچ وسق (تقریباً ۱۶ من ۳۲ کلو) سے کم پیداوار پر زکوٰۃ نہیں (بخاری: ۱۴۰۵، مسلم: ۹۷۹)
تازہ استعمال ہونے والے پھلوں اور سبزیوں کی اگر تجارت نہ کی جارہی ہو تو ان پر زکوٰۃ نہیں۔
زکوٰۃ کے مصارف یہ ہیں: فقراء و مساکین کے لئے، زکوٰۃ وصول کرنے والوں کے لئے، جن کی تالیف قلبی مقصود ہو، غلام آزاد کرنے میں، قرض دارکے لئے، اللہ کی راہ میں، مسافر کے لئے (التوبہ: ۶۰) جن کی کفالت کی ذمہ داری انسان پر ہو وہ اُن پر اپنی زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کرسکتا۔

۴) حج: ہر عاقل، بالغ، آزاد اور صاحبِ استطاعت مرد و عورت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔

عورت پر حج فرض ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ غیر مقامی عورت کے سفرِ حج میں اس کا خاوند یا کوئی محرم اس کا ہمسفر ہوسکتا ہو، بصورت دیگر اس پر حج فرض نہیں ہوتا۔ (جعلی طور پر کسی مرد کو اپنا محرم مقرر کرنا درست نہیں)

اگر کوئی شخص جسمانی معذوری کی وجہ سے کسی سے اپنا حج کروانا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے شخص نے پہلے اپنی طرف سے حج ادا کرلیا ہو (ابوداؤد: ۱۸۱۱، ابن ماجۃ: ۲۹۰۳)

حج کرنے والا گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے آج ہی جنم لیا ہے (بخاری: ۱۵۲۱، مسلم: ۱۳۵۰)

حج و عمرہ سے سابقہ سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں (مسلم: ۱۲۱، الصحیحۃ: ۱۱۸۵)

حجِ مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے (بخاری: ۱۷۷۳، مسلم: ۱۳۴۹) حج مبرور وہ ہے جس میں نافرمانی نہ کی گئی ہو، جس کا حج مقبول ہو جائے وہ حج کے بعد زیادہ نیک اعمال کرنے لگ جائے اور اپنے آپ کو گناہوں کی دلدل میں نہ پھنسائے۔

نیت کرنا، احرام باندھنا، تلبیہ پکارنا، بیت اللہ کا طواف کرنا (طوافِ قدوم، طواف وداع وغیرہ)، صفا و مروہ کی سعی کرنا، قربانی کرنا، بال منڈوانا یا کٹوانا، منیٰ میں رمی جمرات، وقوفِ عرفات اور مشعر الحرام (مزدلفہ) میں قیام حج کے ارکان ہیں۔

مرد تلبیہ بلند آواز سے پکاریں: تلبیہ یہ ہے: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (بخاری: ۱۵۴۹،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم:۱۱۸۴)

احرام باندھنے کے بعد جسم کے بال کاٹنا، ناخن تراشنا، خوشبو استعمال کرنا، ازدواجی تعلقات، دستانے پہننا اور شکار کرنا حرام ہو جاتا ہے۔مرد کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر ڈھانپنا حرام ہو جاتا ہے۔

عورتوں کے لئے حالت احرام میں نقاب پہننا منع ہے(بخاری:۱۸۳۸)

تاہم صحابیات رضی اللہ عنھن نقاب کے بغیر چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپتی تھیں (ابوداؤد: ۱۸۳۳، ابن ماجۃ: ۲۹۳۵، ارواء الغلیل ۴/۲۱۲)

۵) صوم رمضان: رمضان قمری سال کا نواں مہینہ ہے۔اسی مہینے میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔اسی رات قرآن نازل کیا گیا، رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جب کہ جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، نیز سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہو جاتا ہے۔اور افطار کے وقت اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

ہر عاقل، بالغ، صحت مند، مقیم مرد و عورت پر رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔

قرآن مجید میں روزوں کی فرضیت بیان کی گئی ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اس مہینے کے روزے رکھیں (البقرۃ:۱۸۳، ۱۸۵)

جو مومن اجر و ثواب کی خاطر رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں (بخاری:۳۸، مسلم:۷۶۰)

روزے کا اجر اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (مسلم:۱۱۵۱)

روزے کے برابر کوئی عمل نہیں (نسائی:۲۲۲۰)

روزہ ڈھال ہے (بخاری:۱۹۰۴، مسلم:۱۱۵۱)

روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی (صحیح الجامع الصغیر:۳۰۳۲، ۳۰۳۳، ابن ماجۃ:۱۷۵۳)

فقہ الحدیث

۱) اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے۔اسلام کے ارکان لازم و ملزوم ہیں۔کسی ایک کے انکار سے اسلام کی ساری عمارت ہی منہدم ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) اسلام مختلف اقوال واعمال کا مجموعہ ہے۔

۳) اسلام کو آسان انداز میں پیش کرنا چاہیے۔

۴) انسان کو اس کی طاقت وحیثیت کے مطابق ہی شرعی احکام کا مکلف قرار دیا جاتا ہے۔

۵) قولی، فعلی اور مالی تمام اقسام کی عبادات کے ذریعے سے انسان کو آزمایا جاتا ہے۔

۶) نبی اکرم ﷺ پہلے اجمال اور پھر تفصیل کا بلیغ انداز اختیار کرتے تھے۔ آپ نے بنی الاسلام علی خمس فرما کر پھر ان کی تفصیل بیان فرمائی۔ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ، اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ کَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً، اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ جیسی بہت سی احادیث میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۷) شہادتین تمام امور اور اعمال پر مقدم ہیں۔ اگر انسان کا عقیدہ صحیح نہ ہو تو اس کے دیگر اعمال بھی قبول نہیں ہوتے۔

۸) بعض احادیث میں روزہ حج پر مقدم ہے اور بعض میں حج روزہ پر مقدم ہے۔ جس سے روایت بالمعنی کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

۹) اگر نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور اسی وقت کسی مستحق کو زکوٰۃ دینا پڑے تو پہلے نماز ادا کی جائے کیونکہ نماز کو زکوٰۃ پر مقدم کیا گیا ہے۔

۱۰) ماہِ رمضان کو رمضان بھی کہا جا سکتا ہے۔

۱۱) قاعدہ الاھم فالاھم کے مطابق آغاز کرنا چاہیے۔

۱۲) ارکان اسلام فرض عین ہیں۔

۱۳) جہاد (افضل ترین اعمال میں سے ہے مگر) ارکانِ اسلام میں داخل نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۴

تخلیق انسانی کے مراحل اور مسئلہ تقدیر

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَ يُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ وَ أَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

(بخاری، بدأ الخلق، ذکر الملائکۃ، ح: ۳۲۰۸، مسلم، القدر، کیفیۃ خلق الأدمی فی بطن امہ ...... ح : ۲۶۴۳)

ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا، آپ سچے ہیں اور آپ کو سچا تسلیم کیا گیا ہے، بے شک تم میں سے ہر شخص کا مادۂ تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اتنی مدت میں منجمد خون بن جاتا ہے، پھر اتنی ہی مدت میں گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے، اسے چار باتیں یعنی اس کا رزق، اس کی موت، اس کا عمل اور وہ بد بخت ہوگا یا نیک بخت، لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، تم میں سے ایک شخص جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے تو وہ جہنمیوں والے کام کرنے لگ جاتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص اہلِ جہنم کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر نوشتہ غالب آ جاتا ہے اور وہ جنتیوں والے اعمال کر کے اس (جنت) میں داخل ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی الحدیث

عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ اصحابِ بدر میں سے ہیں۔ آپ نے احد اور دیگر غزوات میں بھی شرکت کی۔ مسلمان ہونے والوں میں سے آپ کا چھٹا نمبر ہے۔ صحابہ میں سے آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کی۔

آپ نے حبشہ اور مدینہ دونوں ہجرتیں کی، آپ نے قبلتین (بیت المقدس اور بیت اللہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔

آپ ابن ام عبد کے نام سے بھی پہچانے جاتے تھے۔ ام عبد بنت عبدِ وُدّ آپ کی والدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن خود نبی ﷺ نے رکھی تھی حالانکہ اس وقت آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی (حاکم ۳/۳۱۳)

آپ فقہاء اور قراء صحابہ میں سے ہیں۔ ستر سے زیادہ سورتیں انہوں نے خود نبی ﷺ سے پڑھیں۔ نبی ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا: قرآن چار آدمیوں سے پڑھو: عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ سے (بخاری: ۳۷۵۸، حاکم ۳/ ۲۲۵)

آپ رضی اللہ عنہ سے ۸۴۸ حدیثیں مروی ہیں؛ ۶۴ متفق علیہ، ۲۱ صرف بخاری اور ۳۵ صرف مسلم میں، جب کہ مسند بقی بن مخلد میں آپ سے مروی ۸۴۰ مکرر احادیث ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں انہیں کوفہ میں داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے انہیں مدینہ منورہ واپس بلا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۳۲ھ میں مدینہ طیبہ میں ہی وفات پائی اور بقیع میں سپردِ خاک ہوئے۔

شرح الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں انسانی تخلیق کے مختلف مراحل اور تقدیر کو بیان کیا گیا ہے۔ ابوالبشر آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا اور پھر ان سے حضرت حواء کو تخلیق کیا گیا بعدازاں انسانی مادہ تخلیق سے تخلیق انسانی کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ان سارے مراحل کا تذکرہ قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۳/المؤمنون:۱۳-۱۴)

''پھر ہم نے اسے پانی کی بوند (نطفہ) کی حیثیت سے محفوظ مقام پر ٹھہرایا۔ پھر ہم نے اس نطفے کو منجمد خون بنایا، پھر اس منجمد خون (علقہ) کو ہم نے گوشت کا لوتھڑا (مضغہ) بنا دیا، پھر اس گوشت کے لوتھڑے سے ہم نے ہڈیاں بنائیں، پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا، پھر ہم نے اسے ایک نئی صورت میں پیدا کیا۔ پس اللہ بابرکت ہے جو بہترین خالق ہے''۔

جب جنین رحم مادر میں لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو، زیرِ نظر حدیث کے مطابق، اس میں اللہ کے حکم سے فرشتہ روح پھونک دیتا ہے۔ اس وقت تک نطفہ، علقہ اور مضغہ کے تینوں مراحل چار ماہ میں پورے ہو چکے ہوتے ہیں۔ (یہ دن کم و بیش بھی ہو سکتے ہیں)۔ روح پھونکے جانے کے بعد یہ جنین زندہ انسان کے حکم میں ہوگا؛ اس کا ضیاع حالتِ اضطرار میں بھی جائز نہیں۔ فرشتے کو اس جنین سے متعلق درج ذیل باتیں لکھنے کا حکم ملتا ہے:

(۱) رزق، (۲) عمر، (۳) عمل، (۴) انجام کار یعنی وہ خوش نصیب ہوگا یا بدنصیب

ان چیزوں کے لکھے جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان مجبور محض ہے۔ (ہاں بعض معاملات میں اس کا اختیار نہیں چلتا) اللہ تعالیٰ نے انسان میں نیکی اور بدی دونوں مادے رکھ کر اسے اختیار دے دیا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی وَنَفْسٍ وَّمَاسَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○ (۹۱/الشمس:۷-۱۰) سے معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سمیع و بصیر بنا کر فرمایا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (۹۶/الدھر:۳) ''ہم نے اسے راستہ بتا دیا ہے اب وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا''۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (۱۸/الکھف:۲۹) ''جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے''۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم:۳۹)، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:۱۱) هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن:۶۰)، فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ○ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى (۹۲/اللیل:۵-۱۰) اور دیگر ان جیسی آیات کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تقدیر کی مزید وضاحت کے لئے حدیث نمبر ۲ کا مطالعہ کیجئے)

انسان کو چونکہ اپنی تقدیر کا علم نہیں اس لئے اسے ہمہ وقت محتاط رہنا چاہیے اور اپنے خاتمہ بالخیر اور ایمان پر ثابت قدمی کی دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔ اس سلسلے کی ایک دعا یہ ہے: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (۳/آل عمران:۸) ''ہمارے رب! جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اور اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما، یقیناً تو بہت عطا کرنے والا ہے''۔

فقہ الحدیث

۱) صداقتِ محمدی کا اعلان کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شیوہ تھا۔
۲) احادیث نبویہ میں پیش کی جانے والی سچی دعوت کو عزم و یقین اور خود اعتمادی سے بیان کرنا چاہیے۔
۳) یہ حدیث صداقت نبوت محمدی کی دلیل بھی ہے کہ اس زمانے میں ایسی خبر کسی مشاہدے وغیرہ کی بنا پر نہ کہی جا سکتی تھی۔ آپ ﷺ نے انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کو اللہ تعالیٰ کی وحی اور علم سے بیان فرمایا۔
۴) ڈارون کا نظریہ ارتقائے انسانی غلط ہے۔
۵) حکم نبوی ماننے سے پہلے اس کا مشاہدہ کرنا ضروری نہیں۔
۶) فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا جو حکم ملتا ہے وہ اسے بجا لاتے ہیں۔
۷) جن اقوال کے صحیح ہونے کی لوگ تحقیق نہ کر سکتے ہوں ان کا قائل قسم اٹھا سکتا ہے۔
۸) قسم اللہ تعالیٰ کے نام کی اٹھانی چاہیے۔
۹) اللہ تعالیٰ جو ایک قطرے سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ اسے دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔
۱۰) انسان کو اپنی تخلیق کے مراحل پر غور کر کے عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔
۱۱) چار ماہ سے قبل بچہ زندہ پیدا نہیں ہوتا۔
۱۲) جان اور رُوح میں فرق ہے۔
۱۳) جس جنین میں روح پھونکی جا چکی ہو اور بعد ازاں وہ مردہ پیدا ہو تو اسے غسل بھی دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا اور اس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

۱۴) معاملات کو اطمینان اور سوچ سمجھ کر نمٹانا چاہیے۔ جلد بازی سے گریز کرنا چاہیے۔

۱۵) نیک اعمال پر اترانا نہیں چاہیے۔

۱۶) کسی شخص کو نیک اعمال کرتے ہوئے دیکھ کر اسے جنتی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۱۷) برے لوگوں کے اعمال دیکھ کر جہنمی ہونے کا فتویٰ صادر نہیں کیا جا سکتا۔

۱۸) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ (بخاری:۶۴۹۳) ''اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے''۔

۱۹) انسان اپنے اعمال کے بارے میں جواب دہ ہے، وہ رزق کے حصول کی فکر کرتا ہے تو اعمال کی فکر کیوں نہیں کرتا!

۲۰) خاتمہ بالخیر کی فکر کرنی چاہیے۔

۲۱) سفرِ آخرت کے لئے ہر وقت مستعد رہنا چاہیے۔ ہوسکتا وہ اس کی زندگی کے آخری ایام ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۵

رد بدعات

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

(بخاری، الصلح، اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، ح، ۲۶۹۷، مسلم، الاقضیۃ، نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور، ح، ۱۷۱۸)

ام المؤمنین ام عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے اس دین میں نیا کام جاری کیا جو اس (دین) میں سے نہیں تو وہ (کام) مردود ہے (متفق علیہ) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ (عمل) مردود ہے۔

راویۃ الحدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے لئے ام المؤمنین کی کنیت آیت کریمہ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (۳۳/الاحزاب: ۶) سے ماخوذ ہے۔ ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مائیں کہہ کر واجب الاحترام قرار دے دیا ہے۔ اپنی بہن اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر آپ کی کنیت ام عبداللہ رکھی گئی حالانکہ آپ لاولد تھیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں۔ آپ بعثت کے چوتھے سال پیدا ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ کی بدر سے واپسی پر ماہ شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ انہیں یہ سعادت حاصل تھی کہ جب نبی اکرم ﷺ حجرۂ عائشہ میں ہوتے تو وحی نازل ہوتی تھی۔ وہ ازواج مطہرات میں سے آپ کو محبوب ترین تھیں۔ ان کی پاکدامنی اور عظمت کے بارے میں سورۃ النور کی سولہ آیات نازل ہوئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کا آخری ہفتہ انہیں کے گھر میں بسر کیا۔ یہی حجرہ عائشہ تا قیامت آپ ﷺ کی آرام گاہ بنا۔ چونکہ آپ ﷺ کی وفات یہیں ہوئی اس لئے تدفین بھی یہیں کی گئی۔

جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو ام المؤمنین کی عمر ۱۸ سال تھی۔ آپ علم کا سمندر تھیں۔ آپ سے مروی احادیث کی تعداد ۲۲۱۰ ہے۔ ۱۶۴ متفق علیہ، ۶۴ صرف بخاری اور ۶۸ صرف مسلم میں ہیں۔ آپ کا شمار چھ مکثرین صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ ھ بعمر ۶۶ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ کی تدفین ان کی وصیت کے مطابق رات کے وقت کی گئی۔

(تفصیل کے لئے ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی کتاب مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن کا مطالعہ کیجئے)

شرح الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں بدعات کی تردید کی گئی ہے۔

وہ نیا عمل جس کی شریعت میں کوئی بنیاد نہ ہو، اللہ تعالیٰ اور اس نے رسول ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی ہو بلکہ اسے از خود نیکی اور تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر سرانجام دیا جا رہا ہو جب کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس عمل کے کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہونے کے باوجود اسے نہ کیا ہو تو ایسا عمل بدعت کہلاتا ہے۔ دین اسلام چونکہ مکمل کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اسلام کو ہی بطور دین پسند فرمایا ہے (المائدۃ:۳) لہٰذا اس میں کسی اضافے کی گنجائش نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ بیان فرماتے ہیں: وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَ نَهَارُهَا سَوَاءٌ (ابن ماجۃ، السنۃ، اتباع سنۃ رسول اللہ ﷺ ح:۵)

"اللہ کی قسم! میں تمہیں روشن شریعت پر چھوڑ رہا ہوں جس کی رات اور دن (روشن ہونے میں) برابر ہیں"۔ معاشی، معاشرتی، سیاسی، اخلاقی اور عبادات و اعتقادات نیز اعمال و اقوال غرضیکہ حیات انسانی کا کوئی ایسا گوشہ باقی نہیں رہا جس کے بارے میں شریعت کی واضح رہنمائی موجود نہ ہو۔ حتیٰ کہ نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل بھی کتاب و سنت میں موجود ہے۔ لہٰذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت ایجاد کرنے کی قطعاً حاجت نہیں۔ حدیث کے الفاظ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً عموم پر دلالت کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں کسی بھی قسم کی بدعت کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ وہ عمل مردود ہے۔

ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم:۸۶۷، نسائی:۱۵۷۹، ابن ماجۃ:۴۵) ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔ (نسائی:۱۵۷۹) اس لئے نبی ﷺ نے بدعات سے احتراز کرنے کا حکم صادر فرمایا (ابو داؤد:۴۶۰۷، ترمذی:۲۶۷۶)

اللہ تعالیٰ کے دین وشریعت میں تغیر وتبدل کرنے والوں کو نبی اکرم ﷺ سُحقًا سُحقًا کہہ کر دھتکار دیں گے۔ اہل بدعت کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (۴۲/الشوریٰ:۲۱) ''کیا ان کے وہ شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے وہ دین مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی''۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص (ابو اسرائیل) کو دھوپ میں کھڑا دیکھا، اس نے اس کی نذر مانی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے اس حرکت سے روک دیا (بخاری:۶۷۰۴) اسی طرح ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر عبادت وریاضت کرنا خلاف سنت اور بدعت ہے۔

ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے چھت پر ایک رسی باندھی ہوئی تھی جب نفل پڑھتے پڑھتے تھک جاتیں تو وہ تازہ دم ہونے کی خاطر اس کے ساتھ لٹک جاتی تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھول دو، جب تک نشاط ہو (نفل) نماز پڑھو اور جب تھک جاؤ تو سو جایا کرو (بخاری:۱۱۵۰، مسلم:۷۸۴)

جن لوگوں نے نفلی نماز اور روزہ میں نبی اکرم ﷺ سے زیادہ عبادت کرنے اور نکاح نہ کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تھا، ان سے آپ ﷺ نے فرمایا: فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (بخاری:۵۰۶۳، مسلم:۱۴۰۱) ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں''۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ (مسلم:۱۱۵۹) ''جو ہمیشہ (نفلی) روزہ رکھتا ہے اس کا کوئی روزہ نہیں''۔

اس کی وجہ اس عمل کا خلافِ سنت ہونا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ بعض لوگ بدعت کو بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں تقسیم کرتے ہیں حالانکہ حدیث میں ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا گیا ہے۔ شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان دونوں قسم کی بدعات میں سوائے ظلمت و کدورت کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

البتہ لغوی اعتبار سے بعض صحابہ اور ائمہ نے بدعت کو حسنہ قرار دیا ہے۔ جسے شریعت نے بدعت کہا ہے اس سے وہ بدعت مراد نہیں۔ جیسے نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا، قرآن کو ایک کتابی شکل میں جمع کرنا، احادیث کو کتب حدیث میں لکھنا وغیرہ۔ یہ احداث فی الدین میں داخل نہیں اور نہ ان پر لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا کا انطباق ہوتا ہے۔ کیونکہ نماز تراویح کی جماعت کروانا خود نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، اس کے فرض ہونے کے خدشے کے پیشِ نظر آپ ﷺ اُس کی جماعت کروانے سے رک گئے تھے (دیکھیے بخاری: ۷۲۹)

جہاں تک قرآن مجید لکھنے کی بات ہے تو یہ تو خود نبی اکرم ﷺ کے حکم سے لکھا جاتا تھا۔ علیحدہ علیحدہ لکھنے اور ایک کتابی شکل میں لکھنے میں کوئی خاص فرق نہیں، نیز قرآن محفوظ کرنا فرض کر دیا گیا ہے۔

شروع شروع میں نبی اکرم ﷺ نے احادیث لکھنے سے منع کیا تھا، بعد میں آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تھی لہٰذا یہ بھی فرمان پیغمبر سے ثابت ہے۔

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ اجماع صحابہ کو بدعت قرار دینا درست نہیں۔ جیسے جمعہ کی پہلی اذان، مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد، وعظ و نصیحت کے لئے کوئی ایک دن مخصوص کرنا وغیرہ۔

فقہ الحدیث

۱) دین و شریعت مکمل ہے اس میں کسی اضافے کی اجازت نہیں۔

۲) ہر نیا کام جسے نیکی سمجھ کر کیا جائے بدعت کہلاتا ہے۔

۳) دین میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں۔

۴) بدعات مردود ہیں۔

۵) خلاف سنت عمل قبول نہیں ہوتا۔

۶) سنت نبوی سے بے رغبتی کرنے والوں کا نبی اکرم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷) بدعات کی تردید کرنا سنت نبوی ہے۔
۸) سنت نبوی کے مطابق کیے جانے والے عمل، خواہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں، کا اجر مسلّم ہے۔
۹) بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کرنا درست نہیں۔
۱۰) شرعی اور لغوی بدعت میں اختلاط کرنا جائز نہیں۔
۱۱) صحابہ کے اجماعی عمل کو بدعت قرار دینا صحیح نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۶

حلال وحرام اور مشتبہ اشیاء

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَ إِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَ إِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَ إِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَ إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَ إِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَ هِيَ الْقَلْبُ.

(بخاری، الایمان، فضل من استبرأ لدینہ، ح: ۲۰۵۱، مسلم، المساقاۃ، اخذ الحلال وترک الشبہات، ح: ۱۵۹۹)

ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان شبہے والی چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، تو جو شبہے والی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں مبتلا ہو گیا، جیسے وہ چرواہا جو چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ جانور اس کے اندر چرنے لگیں، سنو! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے، سنو! اللہ کی چراگاہ سے مراد اس کی حرام کردہ اشیا ہیں۔ خبردار! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ وہ ٹکڑا دل ہے۔

راوی الحدیث

آپ ابوعبداللہ نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ الخزرجی الانصاری ہیں، نبی اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد انصار کے سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے ہیں۔ وفات النبی ﷺ کے وقت نعمان رضی اللہ عنہ کی عمر ۸ سال سات ماہ تھی، آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور والد دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابی ہیں۔ آپ کی والدہ ام النعمان عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا ہیں، جو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث کی تعداد ۱۱۴ ہے۔ پانچ متفق علیہ، ایک صرف بخاری اور چار صرف مسلم ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص اور بعدازاں کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ پھر یزید کی طرف سے گورنر رہے۔ یزید کی وفات کے بعد نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حمص کا گورنر مقرر کر دیا۔ اہل حمص نے ان کی مخالفت کی اور ۶۴ ھ میں مروان بن الحکم کے دورِ حکومت میں انہیں شہید کر دیا گیا۔

شرح الحدیث

الحلال بین سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا حلال ہونا سب کو معلوم ہے جیسے سچ بولنا، دیانت داری اختیار کرنا دیگر مباح امور وغیرہ اور ان کے حلال ہونے میں کوئی ابہام نہیں پایا جاتا۔

الحرام بین سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کا حرام ہونا قطعی دلائل سے معلوم ہے اور ان کی حرمت سے سب لوگ آگاہ ہیں جیسے شراب، خنزیر، گدھا، مردار جانور، سود، رشوت، غصب، ذخیرہ اندوزی، زنا، جھوٹ، غیبت، کچلیوں والے جانور کا گوشت، شکاری پرندے کا گوشت، وغیرہ۔

مشتبہات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی حلت وحُرمت کا واضح حکم موجود نہیں ہے۔ مسلمان کو مشتبہ امور ومعاملات سے بھی بچنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ محرمات سے محفوظ رہ سکے جیسے ممنوعہ چراگاہ کے آس پاس چرانے کی ممانعت نہیں، مگر وہاں جانور چرانے میں امکان ہے کہ وہ اس علاقے میں بھی داخل ہو جائیں ممنوعہ علاقہ ہے۔ لہٰذا اپنے دین وعزت کو بچانے کے لئے مشتبہ سے بھی بچنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (۲/البقرۃ:۱۸۷) ''یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ''۔ ارشاد نبوی ہے: دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يَرِيْبُكَ (ترمذی:۲۵۱۸) ''وہ چیز ترک کر دو جو تمہیں شک میں ڈال دے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں مبتلا نہ کرے''۔

ایک حدیث میں ہے کہ گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور دل میں تردد پیدا کرے'' (مسند احمد ۴/ ۲۲۸، دارمی: ۲۵۳۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے بسم اللہ پڑھ کر شکاری کتا چھوڑا مگر شکار کے پکڑنے کے وقت کچھ اور کتے بھی ان کے ساتھ پائے گئے تو ایسے شکار کی حلت مشکوک ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک کھجور کو کھانے کا ارادہ کیا مگر پھر اس خدشے کے پیش نظر کہ وہ صدقہ کی نہ ہو آپ نے اسے ترک کر دیا (بخاری:۲۲۵۵، مسلم:۱۰۷۱)

نوٹ: زکوۃ آپ ﷺ اور آپ کی آل کے لئے جائز نہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی کوشش یہ ہوتی کہ لوگوں میں شکوک وشبہات پیدا نہ ہوں، جیسا کہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ نے فرمایا: هٰذِهِ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍ (ابوداؤد: ۴۹۹۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے کہانت کی کمائی، جو انہیں زمانہ جاہلیت میں ملی تھی، انہیں کھلائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے اسے قے کر دیا (بخاری:۳۸۴۲)

کسی چیز کے مشتبہ ہونے کا فیصلہ انسانی دل کرتا ہے۔ اسی پر تمام امور کا دارو مدار ہے۔ اس پر شکوک وشبہات اور کفر کی وجہ سے سیاہی چھا جاتی ہے جس کی وجہ سے اعمال میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس دل کی اصلاح اور صفائی کی وجہ سے تمام اعضاء سے اچھے اعمال صادر ہوتے ہیں اور ان اعضاء کا برائی کی طرف رجحان نہیں رہتا۔ (مشتبہ امور کی مزید وضاحت کے لئے حدیث نمبر ۱۱ دیکھیں)

فقہ الحدیث

۱) حلال وحرام کے سلسلے میں بھی مسلمانوں کی رہنمائی کی گئی ہے اور ان کا تعلق بھی دین سے ہے۔

۲) مشتبہات/شبہات حلال وحرام میں داخل نہیں ہیں۔

۳) بعض لوگ (ثقہ علماء) مشتبہ چیزوں کا بھی علم رکھتے ہیں۔

۴) مشتبہ امور سے بھی بچنا چاہیے۔

۵) مشتبہ امور سے بچنے والا حرام کا مرتکب نہیں ہوتا۔

۶) دین و شریعت اور عزت کی حفاظت کرنی چاہیے۔

۷) بات کو واضح کرنے کے لئے مثال دینا مسنون طریقہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸) محرمات کی طرف لے جاتے والے اسباب ووسائل کو اختیار کرنا بھی ممنوع ہے۔

۹) اصلاحِ قلب پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

۱۰) دل کی اصلاح، اصلاحِ جسم پر مقدم ہے۔

۱۱) جسم کی بہتری حلال غذا پر موقوف ہے کیونکہ دل کی پاکیزگی حلال غذا سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۲) احکامِ دین وشریعت پر عمل کرتے وقت احتیاط کا پہلو مدنظر رکھنا چاہیے۔

۱۳) حسنِ نیت کے بہانے اعمال صالحہ کا ترک کرنا جائز نہیں۔

۱۴) بعض علماء نے اس حدیث سے جرح وتعدیل کا اصول بھی مستنبط کیا ہے۔

۱۵) ارتکابِ محرمات کے انجام سے لوگوں کو باخبر کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۷

خیر خواہی اور خلوص

عَنْ تَمِيمِ بْنِ أَوْسِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ، قُلْنَا: لِمَنْ ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ.

(مسلم، الایمان، بیان ان الدین النصیحۃ، ح: ۵۵، ابوداؤد: ۴۹۴۴، مسند احمد ۴/ ۱۰۲-۱۰۳، نسائی: ۷/ ۱۴۰)

ابو رقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی/ خلوص کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا: کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے حکام اور عوام کے لئے۔

راوی الحدیث

ابو رقیہ تمیم بن اوس بن خارجہ داری رضی اللہ عنہ نے ۹ھ میں نصرانیت چھوڑ کا اسلام قبول کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ بیت المقدس چلے گئے۔ آپ نے ۴۰ھ میں بیت المقدس (فلسطین) میں وفات پائی۔

ابو رقیہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ۱۸ ہے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث معلق مروی ہے جب کہ صحیح مسلم میں ان سے صرف یہی روایت مروی ہے۔ جساسہ کا قصہ بھی ابو رقیہ تمیم رضی اللہ عنہ نے ہی سب سے پہلے بیان کیا۔

شرح الحدیث

یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ جامع کلمات میں سے ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ کے الفاظ تین دفعہ فرمائے۔

نصیحت جامع لفظ ہے جس کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ کسی دوسری زبان بلکہ خود لغت عرب میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں جو تنہا اس کا مفہوم ادا کر سکے۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نصیحت ایسا جامع کلمہ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ حقدار کے حق کی حفاظت کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت کا بنیادی معنی اخلاص ہے۔ اُردو زبان میں اس لفظ کا قریبی معنیٰ دینے والا لفظ خیر خواہی ہے۔

انبیاء و رسل علیہم السلام اپنی امم سے یہ فرماتے رہے کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں۔ سورۃ الاعراف میں بعض انبیاء علیہم السلام کی طرف سے **انصحت لکم، انصح لکم، ناصح** وغیرہ الفاظ کہے گئے۔ اہل ایمان بھی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخلص ہوتے ہیں اور ان کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو جب سرداروں نے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو ایک شخص نے آ کر موسیٰ علیہ السلام کو خبر کر دی تھی اور کہا: میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔

جو لوگ مخلص ہوتے ہیں ان سے اگر کسی حق کی ادائیگی میں یا کوئی عمل کرنے میں کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کا عذر ان کے خلوص کی بنا پر قبول فرما لیتے ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی: **اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ** (۹/التوبۃ:۹۱) سے معلوم ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کس کے ساتھ خیر خواہی کی جائے تو آپ ﷺ نے جواب میں اللہ، اس کے رسول، اس کی کتاب، مسلمانوں کے حکام اور عوام الناس کا تذکرہ فرمایا۔

۱) اللہ تعالیٰ کے حق میں نصیحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں، اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، قولی، بدنی اور مالی ہر طرح کی عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص کی جائے۔ تمام عیوب و نقائص سے اللہ تعالیٰ کو مبرا قرار دیں۔ اس کے احکام کی پابندی اور نافرمانی سے گریز کیا جائے۔ تمام کائنات سے بڑھ کر اس سے محبت کی جائے۔ اسی کی خاطر کسی سے محبت یا بغض رکھیں۔ اس کے منکرین سے جہاد کریں۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے مومن ہونے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور نہ کسی کے کافر ہونے سے کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ نفع یا نقصان انسان سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔

۲) قرآن کے ساتھ خلوص یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام (غیر مخلوق) ہے، اور انسان اس جیسا کلام نہیں بنا سکتے۔ یہ غیر مبدل کتاب ہے، جس کی حفاظت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔اس کتاب کو پڑھا جائے اور اس میں تدبر کیا جائے اور اس سے رہنمائی لی جائے۔اس کی ہدایت کے مطابق اعمال سرانجام دیے جائیں۔ آیات محکمات پر عمل کریں اور متشابہات کو بھی تسلیم کریں۔

اس کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش کی جائے۔جو لوگ اس کتاب میں لفظی ومعنوی تحریف کے درپے ہیں انہیں منہ توڑ جواب دیا جائے۔قرآن کے دوست نما دشمنوں کی ملحدانہ اور جاہلانہ باتوں کی تردید کی جائے اور نورِ قرآن سے سینوں کو منور کیا جائے۔

۳) نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خلوص میں مندرجہ ذیل امور سرفہرست ہیں: آپ ﷺ پر ایمان لانا، آپ کے مشن کو آگے بڑھانا، توقیر کرنا، تمام مخلوقات سے بڑھ کر محبت کرنا، اطاعت کرنا، نافرمانی سے گریز کرنا، اپنے جھگڑوں میں آپ کو حکم (فیصل) ماننا، اسوۂ حسنہ کو مکمل ضابطہ حیات سمجھنا، دین وشریعت کو کافی سمجھنا، درود وسلام پڑھنا، ناموسِ رسالت کا دفاع کرنا اور آپ کے متعلقین سے محبت رکھنا، جب کہ دشمنوں سے دشمنی رکھنا وغیرہ۔

۴) مسلم حکام کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ حق پر ان کی معاونت کی جائے، انہیں اچھے مشورے دیے جائیں، دین وشریعت کی حدود میں رہتے ہوئے ان کی بات مانی جائے، انہیں نیکی کی تلقین کریں اور اگر ان میں کوئی خرابی دیکھیں تو اسے دور کرنے کی بھرپور تگ ودو کریں۔ان کی خوشامد نہ کریں۔انہیں ظلم وزیادتی اور ناانصافی سے روکیں۔ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے، ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے۔ارشادِ نبوی ہے: وَأَنْ تَنَاصَحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ (مسلم، الاقضیۃ، ح:۱۷۱۵، موطا، الکلام ح:۲۰، مسند ۳۶۷/۲)

۵) عامۃ المسلمین کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں ان کے حقوق دیے جائیں۔زبان اور ہاتھ وغیرہ سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ انہیں دھوکہ نہ دیں۔ آپ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی ان کے لئے کریں۔ان کی جان ومال اور عزت کی حفاظت کی جائے، بڑھوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔ان کے بارے میں اچھا گمان رکھیں۔ان کی جائز ضروریات پوری کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔مسلمان سامنے ہو یا غیر موجود اس کے بارے میں خیر خواہی کے جذبات رکھے جائیں۔نبی اکرم ﷺ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان ہے: جب مسلمان آپ سے نصیحت طلب کرے تو آپ اسے نصیحت کریں (مسلم: ۲۱۶۲) انہیں نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کی بیعت کی (بخاری، ۵۷، مسلم: ۵۶)

نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ پر بیعت کرنے سے اس نصیحت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

جریر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا بیعت کو کس طرح نبھایا، اس کا اندازہ مندرجہ ذیل ایمان افروز واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے:

ایک دفعہ جریر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شخص نے تین درہم کا گھوڑا خرید لیا اور گھوڑے کے مالک کو ساتھ لے آیا تا کہ جریر رضی اللہ عنہ اسے قیمت ادا کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کے مالک سے فرمایا کہ تمہارا گھوڑا اس سے زیادہ قیمت کا ہے۔ کیا تم اسے چار سو درہم میں بیچ دو گے؟ اس نے کہا جیسے آپ کی مرضی! پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا گھوڑا تو چار سو درہم سے بھی زیادہ قیمت کا ہے۔ اس طرح آپ سو سو درہم بڑھاتے گئے۔ حتیٰ کہ آٹھ سو درہم میں آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑا خرید لیا۔ بائع اس پر راضی ہو گیا۔ اس نے زیادہ قیمت دینے کا سبب پوچھا تو جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہوئی ہے کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا (فتح الباری ۱/۱۸۳)

فقہ الحدیث

۱) دھوکے اور نفاق سے پاک اخلاص پر مبنی ایثار و قربانی اور خیر خواہی کا نام النصیحۃ ہے۔

۲) نصیحت کی اہمیت کے پیش نظر اسے دین کا نام دیا گیا ہے۔

۳) کسی چیز کے اہم جز کو کل سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے (اَلْحَجُّ عَرَفَةٌ بھی اسی طرح ہے)

۴) دین صرف نجی معاملہ نہیں۔ ذاتی نیکی پر ہی قناعت کر لینا کافی نہیں۔ پورا معاشرہ ایک دوسرے کے لئے خلوص و خیر خواہی کے جذبات پیدا کرے۔

۵) اقوال کی طرح افعال کے لئے بھی دین کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

۶) اگر کسی حکم کی تفصیل معلوم نہ ہو تو اس کے بارے میں دریافت کر لینا چاہیے تا کہ اجمال کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل معلوم ہو۔

۷) جو عمل اخلاص کے بغیر کیا جائے وہ دین سے خارج ہے (وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔)

۸) جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اس کے رسول اور مسلمانوں سے مخلص نہ ہو اس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

۹) جن کی خیر خواہی کا حکم دیا گیا ہے ان سے حتی الامکان خیر خواہی کرنا ضروری ہے۔

۱۰) خیر خواہی کرنا انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔

۱۱) کسی چیز کی اہمیت کے پیشِ نظر حسب ضرورت اسے کئی بار بھی کہا جا سکتا ہے۔

۱۲) سیاسی وانتظامی امور دین سے جدا نہیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۸

شرعی احکام ظاہر کے مطابق لاگو ہوتے ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ.

(بخاری، الایمان، فان تابوا واقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم، ح: ۲۵، مسلم، الایمان، الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ...... ح:۲۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال (جہاد) کرتا رہوں تا آنکہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، تو جب وہ ایسا کام کریں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون (جانیں) اور اموال محفوظ کرلیں گے۔ سوائے حقِ اسلام کے اور ان (کے باطن) کا حساب اللہ کے ذمے ہوگا۔

شرح الحدیث

کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لئے اسلام میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے، ظلم وتعدی اور فتنہ وفساد کے خاتمے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (۲/البقرۃ:۱۹۳) ''تم ان (کفار ومشرکین) سے اس وقت تک قتال کرو کہ فتنہ وفساد ختم ہو جائے اور دین سارا کا سارا اللہ کے لئے ہو جائے''۔ یعنی فتنہ وفساد کے خاتمے اور غلبہ دین تک جہاد کرتے رہو۔

دورانِ جنگ میں اگر مجاہدین اسلام کی دعوت سے غیر مسلم اسلام قبول کرلیں تو ان کے بھی وہی حقوق وفرائض ہوں گے جو دیگر مسلمانوں کے ہیں (دیکھیے مسلم، فضائل الصحابۃ، ح: ۲۴۰۵) ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (۹/التوبۃ:۵) ''تو اگر وہ (کفار ومشرکین) توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو"۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ (۹/التوبۃ:۱۱) "اگر وہ (کفر سے) توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگ جائیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں"۔

نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم کے لئے خلاف جہاد کے لئے نکلتے تو صبح تک اس قوم پر حملہ آور نہ ہوتے۔ اگر وہاں اذان کی آواز سنتے تو پھر اس احتمال پر کہ یہ لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں ان پر حملہ نہ کرتے بصورت دیگر ان کے خلاف کارروائی سے نہ رکتے (مسلم، الصلوٰۃ، ح:۳۸۲)

اگر کوئی کافر کلمہ پڑھ لے تو اس کے خلاف جنگ کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ایک معرکے میں کلمہ پکارنے والے شخص کو قتل کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس فعل کی مذمت کی (دیکھیے بخاری، المغازی ح:۴۲۶۹، نیز دیکھیے بخاری:۴۳۵۱، مسلم، الایمان تحریم قتل الکافر بعد قولہ: لا الہ الا اللہ ح:۹۵،۹۷)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان جنگ میں کلمہ پڑھ لینے والے کو قتل کرنا ایسے ہی ہے جیسے کسی مسلمان کو قتل کرنا (دیکھیے ایضاً)

حدیث زیر بحث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کچھ لوگ نماز پڑھنے یا زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیں تو ان کے خلاف جہاد کرنا جائز ہے جیسا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف اعلانِ جہاد کیا تھا۔

یہ بھی واضح رہے کہ جو کفار اسلام قبول نہیں کرنا چاہتے تھے انہیں جبراً مسلمان نہیں کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (۲/البقرۃ:۲۵۶) سے عیاں ہے (نیز دیکھیے الغاشیۃ:۲۱-۲۶) تاہم ایسے لوگ اپنی جان و مال کی حفاظت کے عوض میں اسلامی حکومت کو جزیہ ادا کرتے تھے۔ بلادِ اسلامیہ میں بسنے والے کفار کو جبراً مسلمان نہیں کیا جاتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کا وجود نہ ہوتا۔ اور نہ کبھی آپ کفار و مشرکین وغیرہ سے صلح کرتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حقانیت اور صداقت کی بنا پر پھیلا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص ظاہری طور پر بھی اسلام قبول کر لے اسے مسلمان قرار دیا جاتا ہے اگر چہ فی علم اللہ وہ مسلمان نہ ہو۔ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے (بخاری، الصلوٰۃ، فضل استقبال القبلۃ، ح:۳۹۱)

الا بحق الاسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قبول اسلام کے بعد اگر کسی نے ایسا جرم کیا جس پر قصاص یا حد لاگو ہوتی ہو تو وہ لاگو کی جائے، مثلاً قاتل سے قصاص لینا، شادی شدہ زانی کو رجم کرنا اور مرتد کو قتل کرنا وغیرہ (مزید تفصیل حدیث نمبر ۱۴ میں ملاحظہ کریں)۔ اگر کوئی منافق ہو یا دنیوی سزا سے بچ جائے تو اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ وہ ان کے بارے میں روزِ قیامت فیصلہ کرے گا۔

فقہ الحدیث

۱) نبی بھی شرعی احکام پر عمل پیرا ہونے کا پابند ہوتا ہے، جب پیغمبر اُمِرْتُ فرمائیں تو اس سے مراد امر اللہ (اللہ کا حکم) ہوتا ہے۔
۲) اسلام میں داخل ہونے کے لئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی جاتی ہے۔
۳) شرعی احکام ظاہر کے مطابق لاگو ہوتے ہیں۔ دلوں کے حالات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔
۴) بعض مسلمانوں کو قتل کی سزا تو دی جاتی ہے مگر ان کی تکفیر جائز نہیں۔
۵) توحید کا اقرار اور احکام شریعت کی پابندی کرنے والے اہلِ بدعت کی تکفیر نہیں کرنی چاہیے۔
۶) اسلام میں صرف دفاعی جہاد ہی نہیں بلکہ ہجومی جہاد کا نظریہ بھی موجود ہے۔
۷) جنات سے جہاد کرنا منقول نہیں اگر چہ آپ ﷺ ان کے لئے بھی رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اور ان میں سے بعض مسلمان بھی ہو گئے تھے۔
۸) مسلمان کی جان اور مال کی حفاظت کرنی چاہیے۔
۹) فَاِذَا فَعَلُوْ ذٰلِکَ سے معلوم ہوتا ہے کہ قول پر فعل کا اطلاق بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ قول زبان کا فعل ہوتا ہے۔
۱۰) جس شخص کو حد یا قصاص میں قتل کر دیا گیا ہو اس کی مغفرت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۹

حتی الامکان اطاعتِ رسول ﷺ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَا نَهَیْتُکُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ، وَمَا أَمَرْتُکُمْ بِهٖ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَکَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰی أَنْبِیَائِهِمْ.

(بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، ح: ۷۲۸۸، مسلم، الفضائل، توقیرہ ﷺ وترک اکثار سوالہ عمالا ضرورۃ الیہ...... ح: ۱۳۳۷)

ابو ہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں تمہیں جس کام سے منع کروں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا حکم دوں اسے مقدور بھر بجالاؤ، تم سے پہلے لوگوں کو ان کے کثرتِ سوالات اور اپنے انبیاء سے اختلاف نے ہلاک کرڈالا۔

راوی الحدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا راجح نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد الشمس تھا۔ بلی کے بچے کی دیکھ بھال کی وجہ سے ابو ہریرہ (بلی کے بچے والا) کنیت سے مشہور ہوئے۔ دوس قبیلے سے ہونے کی وجہ سے دوسی کہلاتے ہیں۔ دوس قبیلے کی ہدایت کے لئے نبی اکرم ﷺ نے دعا کی تو یہ قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ آپ کی والدہ کا نام میمونہ ہے۔ جس نے نبی اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے اسلام قبول کیا۔ دعا کی درخواست ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ آپ چھ ہجری میں مسلمان ہوئے۔ آپ علم سیکھنے کے بہت حریص تھے۔ اس صفت کی شہادت انہیں ناطق وحی ﷺ کی زبان مبارک سے بھی مل گئی۔ انہیں کئی مواقع پر نبی اکرم ﷺ کی دعا لینے کا شرف حاصل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے آپ رضی اللہ عنہ کا حافظہ مثالی ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کثیر الروایۃ صحابی ہیں۔ سب سے زیادہ احادیث آپ سے ہی مروی ہیں۔ آپ سے مروی احادیث کی تعداد ۵۳۶۴ ہے، ان میں سے ۳۲۴ متفق علیہ ہیں، ۹۳ صرف صحیح بخاری میں اور ۹۸ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راجح قول کے مطابق آپ کی وفات ۷۵ ھ میں ہوئی۔ آپ ۸۷ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔ نماز جنازہ ولید بن عقبہ نے پڑھائی اور بقیع میں سپرد خاک ہوئے۔

شرح الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں مندرجہ ذیل دو امور ذکر کیے گئے ہیں:

(۱) اطاعتِ رسول ﷺ (۲) کثرتِ سوالات

قرآن مجید کی بہت سی آیات کریمہ میں نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز اطاعتِ رسول ﷺ کی برکات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی مخالفت کرنے کا انجام بھی بیان کیا گیا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کا ابتدائی حصہ دراصل اس فرمان الٰہی کی تفسیر ہے: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (۵۹/الحشر:۷) ''اور رسول تمہیں جو کچھ دیں لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو''۔

حدیث مبارکہ میں اطاعت کو استطاعت سے مشروط کیا گیا ہے۔ جو شخص دین کے جتنے حصے پر عمل کر سکتا ہو اسے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ مثلاً جو شخص غسل یا وضو کے لئے کچھ اعضاء کو دھو سکتا ہو تو دھولے۔ دیگر اعضاء کو پانی نہ ملنے یا بعض اعضاء میں مرض پائے جانے کی وجہ سے دھویا نہ جا سکتا ہو تو باقی اعضاء کے لئے تیمّم کر لے۔ جو شخص کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو وہ بیٹھ کر نماز ادا کر لے اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹ کر پڑھ لے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبِكَ (بخاری، تقصیر الصلوٰۃ، ح:۱۱۱۷)

اسی طرح اگر کوئی فطرانہ پورا ادا نہ کر سکتا ہو تو جتنا ادا کرنے کی ہمت رکھتا ہو وہ ضرور ادا کرے۔ البتہ بعض امور مثلاً روزے وغیرہ میں اس اصول کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بعض اعمال کو استطاعت سے مقید کیا گیا ہے مثلاً حج صاحبِ استطاعت پر فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا (۳/آل عمرٰن: ۹۷)۔ بلکہ اکثر امور کو استطاعت سے مشروط قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (۶۴/التغابن:۱۶) ''بقدرِ استطاعت اللہ کا تقویٰ اختیار کرو''۔ (نیز دیکھیے ارواء الغلیل، ح، ۴۱۲، ابوداؤد، الصلوٰۃ ح:۱۰۹۶، مسند احمد، ح:۱۷۱۸۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اس حدیث مبارکہ میں کثرتِ سوالات اور انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے کو پہلے لوگوں کی ہلاکت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل اپنے انبیاء سے عجیب وغریب اور لایعنی سوالات کرتے تھے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ من و سلویٰ کے نزول کے باوجود انہوں نے پیاز، لہسن وغیرہ ملنے کی درخواست کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ مگر انہوں نے گائے کی عمر، رنگ وغیرہ سے متعلق سوالات شروع کر دیے جس کی وجہ سے انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

عیسیٰ علیہ السلام سے انہوں نے مائدۃ (تیار کھانا) کا سوال کیا۔ ان کے سوال کرنے کے انداز سے لگتا ہے کہ جیسا انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین نہیں تھا۔ وہ پوچھتے ہیں: هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (۵/المائدۃ:۱۱۲) ”آپ کا رب آسمان سے ہم پر مائدہ نازل کر سکتا ہے؟“ اسی طرح کفار و مشرکین نے بھی نبی کریم ﷺ سے طرح طرح کے مطالبات کیے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زیادہ سوالات کرنے بالخصوص غیر ضروری سوالات سے منع کر دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ (۲/البقرۃ:۱۰۸) ”کیا تم اپنے رسول سے اسی طرح سوال کرنا چاہتے ہو جس طرح (تم سے پہلے موسیٰ سے سوالات کیے گئے تھے؟“ زیادہ سوال کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے (بخاری، الرقاق، ح:۶۴۷۳، مسلم، الاقضیۃ، النھی عن کثرۃ المسائل من غیر حاجۃ ح:۱۷۱۵)

اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ○ (۵/المائدۃ: ۱۰۱-۱۰۲) ”مومنو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر (ان کی حقیقتیں) تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر قرآن کے نازل ہونے کے ایام میں ایسی باتیں پوچھو گے تو تم پر ظاہر بھی کر دی جائیں گی (اب تو) اللہ نے ایسی باتوں (کے پوچھنے) پر درگزر کیا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا بردبار ہے۔ اس طرح کی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں (جب بتائی گئیں تو) ان سے منکر ہو گئے“۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں سے وہ شخص بہت بڑا مجرم ہے جس نے کسی حلال چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کے دریافت کرنے کی وجہ سے اسے حرام قرار دے دیا گیا۔ (ازلی احکام کی حرمت کا سبب بھی ازل میں لکھا ہوتا ہے لہٰذا سائل موردِ الزام ہوگا۔)

ایک دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے: ہر سال؟ اس پر آپ شدید غضبناک ہوئے اور فرمایا: ''اگر میں 'ہاں' کہہ دیتا تو یہ ہر سال فرض ہو جاتا اور پھر تم اس پر عمل نہ کر سکتے (مسلم، الحج، فرض الحج مرۃ فی العمر، ح:۱۳۳۷)

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا: ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ (ابن ماجۃ، المقدمۃ، اتباع سنۃ رسول ﷺ، ح:۲) ''میں تمہیں جس امر میں جہاں چھوڑوں مجھے وہیں رہنے دو''۔

ایک شخص (عویمر رضی اللہ عنہ) نے نبی اکرم ﷺ سے لعان کے بارے میں سوالات کیے تو آپ نے ان سوالات کو ناپسند کیا اور معیوب قرار دیا، سائل حکمِ لعان نازل ہونے سے پہلے ہی اپنی بیوی کے سلسلے میں اس مسئلے میں گرفتار ہو گیا (بخاری، التفسیر، تفسیر سورۃ النور، ح: ۴۷۴۵، مسلم، اللعان، ح:۱۴۹۲)

نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فلاں (حذافہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی: لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (۵/ المائدۃ: ۱۰۱) (بخاری، التفسیر، ح:۴۶۲۱، مسلم، الفضائل، ح:۲۳۵۹)

لوگوں کے اُلٹے سیدھے سوالات کرنے سے نبی اکرم ﷺ غضبناک ہو گئے اور فرمایا آج جو بھی تم پوچھو گے میں اس کی حقیقت کھول دوں گا (بخاری، الاعتصام، ح:۷۲۹۴، مسلم، ایضاً)

کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بطور استہزاء سوال کرتے، کوئی کہتا: میرا باپ کون ہے؟ ایک آدمی کی اونٹنی گم ہو گئی تو اس نے پوچھا: میری اونٹنی کہاں ہے؟ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (۵/ المائدۃ:۱۰۱) (بخاری، التفسیر، ح:۴۶۲۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا: آپ نے جواب میں بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسے بوسہ دیتے تھے۔ اس آدمی نے کہا کہ اگر ہجوم ہو جائے اور میں ایسا نہ کر سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: اس اگر مگر کو یمن میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جاؤ۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اسے بوسہ دیتے تھے (بخاری، الحج، تقبیل الحجر، ح:۱۶۱۱)۔ مطلب یہ تھا کہ حتی الامکان ایسا کرنے کی کوشش کرو، تم نے پہلے ہی فرض سوالات کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ذہنی تفریح اور دماغی عیاشی کی خاطر خواہ مخواہ اوٹ پٹانگ سوالات کرتے رہتے ہیں، یا دوسروں کو پریشان اور لاجواب کرنے کی غرض سے سوال پوچھتے ہیں حالانکہ یہ ناپسند فعل ہے۔ اس سے کج بحثی اور کٹ حجتی جنم لیتی ہے، عمل کی سپرٹ ختم ہو جاتی ہے اور آدمی الد الخصام (سخت جھگڑالو) بن جاتا ہے۔ تاہم اگر پیش آمدہ شرعی ضرورت اور علم پر عمل کی خاطر سوال کیا جائے تو ایسا سوال نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ پسندیدہ ہے۔ ایسے سوالات کی نبی اکرم ﷺ ترغیب دلاتے اور تحسین فرماتے۔ مثلاً ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے شفاعت نبوی کی سعادت حاصل کرنے والے شخص سے متعلق نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ابوہریرۃ کی تعریف بھی کی اور جواب بھی بتایا، بلکہ بسا اوقات تعلیم کی غرض سے نبی اکرم ﷺ خود سوال اٹھاتے، جیسا کہ اتدری، اتدرون ما الغیبة، اخبرونی بشجرة وغیرہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں یَسْئَلُوْنَکَ اور یَسْتَفْتُوْنَکَ کے الفاظ سے ایسے سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں (مثلاً دیکھیے: البقرۃ:۱۸۹، ۲۱۷، ۲۱۹، النساء:۱۷۶)

وفود اور اعراب کو سوالات پوچھنے کی عام اجازت تھی بعض اوقات صحابہ اس انتظار میں رہتے کہ کوئی اعرابی آکر نبی اکرم ﷺ سے سوالات دریافت کرے تاکہ ہمیں بھی علم ہو جائے۔ سنن ابوداؤد کی روایت کے مطابق نبی ﷺ، اگرچہ اقامتِ صلوٰۃ بھی کہی جا چکی ہوتی، نماز روک کر ان کے سوالات کے جوابات دیتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی نے، جو دین کا علم نہیں رکھتا تھا، دین کے بارے میں سوال کیا۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ چھوڑ کر کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور اسے دین سکھانے لگے، باقی خطبہ آپ ﷺ نے اس کے بعد مکمل کیا۔

واضح رہے کہ کثرۃ السوال کی ممانعت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں سے بھیک نہ مانگو، انتہائی ناگزیر صورت حال کے علاوہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگی جائے۔ اس سے مسئول کی ایذا رسانی کے ساتھ ساتھ انسان کی عزت نفس بھی مجروح ہوتی ہے۔ بعض اوقات مخلوق سے مانگنا شرک کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمرے میں آتا ہے۔فوت شدگان سے مانگنا تو عین شرک ہے۔العیاذ باللہ!

فقہ الحدیث

۱) کوئی بھی زمانہ ہو نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی سے باز رہنا چاہیے۔

۲) بعض اوقات اطاعت کرنے کی بجائے نافرمانی سے بچنا زیادہ مشکل ہوتا ہے لہٰذا یہاں (ایک قول کے مطابق) ما نہیتکم عنہ کو ما امرتکم بہ سے مقدم رکھا گیا۔

۳) حدیث قرآن کی تفسیر بھی ہے۔نبی اکرم ﷺ آیت کی تعمیم، تخصیص اور تقیید فرماتے تھے۔

۴) انتہائی امکانی حد تک نبی اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔

۵) انسان بقدر استطاعت ہی شرعی احکام کا پابند ہے لہٰذا شرعی حکم کی تعمیل میں پوری طاقت صرف کر دینی چاہیے۔

۶) دین سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم پر عمل کرنا چاہیے۔

۷) غیر ضروری، بے جا اور فرضی سوالات کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۸) جائز سوالات کی کثرت بھی پسندیدہ نہیں۔

۹) دینی و شرعی ضرورت کے پیش نظر سوالات کئے جا سکتے ہیں۔

۱۰) پہلے لوگوں کے بُرے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اور ان اعمال سے بچنا چاہیے جن کی وجہ سے ان کی ہلاکت ہوئی۔

۱۱) پہلے لوگ اپنے انبیاء کی مخالفت کرنے کی وجہ سے تباہ ہوئے۔

۱۲) اسبابِ زوال سے کنارہ کشی کرنی چاہیے۔

۱۳) سابقہ شرائع کے (غیر منسوخ) احکام و مسائل ہمارے لئے بھی حجت ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۰

رزقِ حلال کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: (يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ)، وَقَالَ: (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ)، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ، أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ. (مسلم، الزکاۃ، قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتہا، ح: ۱۰۱۵)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ پاک ہے، وہ پاک چیز ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا، اللہ نے فرمایا: ”رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو تم عمل کرتے ہو میں انہیں خوب جاننے والا ہوں“ (۲۳/المومنون:۵۱) اور اس نے (مومنوں سے) فرمایا: ”مومنو! ہم نے جو پاکیزہ چیزیں تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ (۲/البقرۃ:۱۷۲)۔ اس کے بعد آپ نے اس شخص کا تذکرہ کیا جو طویل سفر کرتا ہے۔ اس کے بال پراگندہ اور وہ غبار آلود ہوں۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے (اور کہے) میرے رب! میرے رب! مگر اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا بھی حرام دی گئی تو اس کی دعا کیسے قبول ہو؟

شرح الحدیث

اس حدیث میں رزق حلال کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ اول تو اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ فرمایا، پھر یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم رسولوں کو دیا وہی حکم اہلِ ایمان کو دیا۔ رسولوں سے كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ جب کہ اہل ایمان سے كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ فرمایا۔

زیرِ مطالعہ حدیث میں یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ طیب (پاکیزہ) چیزیں ہی قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی اعمال اور اقوال قبول ہوتے ہیں جو پاکیزہ ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (۳۵/ فاطر: ۱۰) ''تمام پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک اعمال کو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اٹھا لیتا ہے''۔

کسبِ حلال اور اکلِ حلال اسلامی تعلیمات کا ایک اہم حصہ ہے جس کی قرآن وحدیث میں بہت تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (۲/ البقرۃ: ۱۶۸) ''لوگو! زمین کی حلال پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ!''

حدیث مبارکہ میں اکلِ حلال کے ساتھ ساتھ عملِ صالح کا بھی حکم دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے رزق حلال کی بنا پر نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔ نیز ان اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اس کے برعکس حرام مال سے کیا گیا صدقہ قبول نہیں ہوتا، ارشاد نبوی ہے: ''بغیر طہارت (وضو) ادا کی گئی نماز اور غلول (مالِ خیانت) سے دیا گیا صدقہ اللہ قبول نہیں کرتا''۔ (مسلم، الطہارۃ، وجوب الطہارۃ للصلاۃ، ح:۲۲۴)

ایک اور حدیث میں ہے: ''جو شخص مالِ حرام کمائے اور پھر اس میں سے صدقہ کرے، اسے اس پر کوئی اجر نہیں ملتا بلکہ اس کا وبال اس پر پڑے گا''۔ (ابن حبان (الاحسان) ح:۳۳۵۶)

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ يَوْمًا (ترمذی، الاشربۃ، ح:۱۸۶۲، نیز دیکھیے صحیح الجامع، ح:۶۳۱۲) جس شخص نے شراب پی، اللہ اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کرے گا''۔

ملحوظہ: قبول نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عمل پر خوش نہیں ہوتا اور نہ اسے اجر ملتا ہے تاہم اس کا فرض ساقط ہو جائے گا۔ واللہ اعلم (تفصیل کے لئے دیکھیے: جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم للامام ابن رجب حنبلی ص:۱۳۲، ط:۱، جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی، الکویت)

رزق حرام کی شناعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عاجزی وانکساری سے ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہہ کر دعا کرنے والے کی دعا اس لئے مسترد کر دی جاتی ہے کہ اس کی آمدنی حرام کی تھی۔ اس کا کھانا، پینا اور لباس حرام کا تھا اور حرام غذا سے ہی اس کا جسم پروان چڑھا تھا۔

فقہ الحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱) اللہ تعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے۔
۲) اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ اور حلال اشیاء قبول فرماتا ہے۔
۳) مرد وعورت اور آزاد وغلام تمام اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ نے رزق حلال کھانے کا حکم دیا۔
۴) حدیث قرآن کی تفسیر ہے۔
۵) رسولوں کو اپنے اپنے زمانے میں رزق حلال کھانے کا حکم دیا گیا کیونکہ ان کے ادوار مختلف تھے۔
۶) اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ انبیاء ورسل علیہم السلام جیسے اعمال اپنائیں۔
۷) اعمال رزق حلال کے ساتھ قبول ہوتے ہیں۔
۸) نیک اعمال کرنے میں حلال روزی کو بڑا دخل ہے۔
۹) حرام خوری سے عمل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے جس سے عمل درجہ قبولیت پر نہیں پہنچتا۔
۱۰) حلال وحرام ماکولات ومشروبات اور ملبوسات بھی دین کا ایک حصہ ہے۔ ان میں بھی اسلامی احکام وآداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔
۱) اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دے لینا درست نہیں (المائدۃ:۸۷)
۱۱) شرعی مقاصد کے لئے کیے جانے والے سفر میں دعا قبول ہوتی ہے (دیکھیے ابوداود:۱۵۳۶)
۱۳) اللہ کی راہ، سفر حج، جہاد یا صلہ رحمی وغیرہ کی غرض سے سفر کرنے والے کے جسم پر گرد وغبار پڑ جائے یا بال پراگندہ ہو جائیں تو اس پر اسے اجر ملتا ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔
۱۴) اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ اور صفات کے وسیلے سے دعا مانگنا درست ہے۔
۱۵) دعا کرتے وقت اسمائے حسنیٰ کو تکرار کے ساتھ زبان پر لانا چاہیے۔
۱۶) یَا رَبِّ، رَبِّ اور رَبَّنَا وغیرہ کلمات سے دعا کرنا پسندیدہ ہے (اکثر قرآنی دعائیں انہی الفاظ سے شروع ہوتی ہیں)
۱۷) ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا افضل ہے۔
۱۸) کسی شرعی حکم کے تمام آداب کا ایک ہی حدیث میں بیان ہونا ضروری نہیں۔ ترکِ ذکر عدمِ شے کو مستلزم نہیں (دعا میں اگر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان نہ کی جائے اور نہ نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا جائے تو دعا قبول نہیں ہوتی۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۱

شبہات سے اجتناب کی ترغیب

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ سِبْطِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَيْحَانَتِهِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ.

(ترمذی، صفۃ القیامۃ، اعقلہا وتوکل، ح: ۲۵۱۸، نسائی، الاشربۃ، الحث علی ترک الشبہات، ح:۵۷۱۴، مسند احمد ۱/۲۰۰، ح:۱۶۲۹، مستدرک حاکم ۲/۱۳)

اللہ کے رسول ﷺ کے نواسے اور آپ کی خوشبو ابو محمد حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ (فرمان) یاد رکھا ہے: جو بات تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اسے اختیار کر جو تجھے شک میں مبتلا نہ کرے''۔

اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

راوی الحدیث

آپ سیدنا علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کی ولادت رمضان ۳ھ کو ہوئی۔ بڑے بیٹے کے نام پر آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ (کنیت بڑے بیٹے کے نام پر رکھنی چاہیے) آپ شکل وصورت میں اپنے نانا محمد رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ حسنین رضی اللہ عنہما کو احادیث میں جوانانِ جنت کے سردار اور نبی ﷺ کی خوشبو کہا گیا ہے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروائیں گے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت (۴۰ھ) کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ رمضان ۴۰ھ میں مسند آرائے خلافت ہوئے، قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے بیعت کی ابتداء کی تو تمام عراقیوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس سے پیشتر شام، مصر وغیرہ علاقوں میں کاتبِ وحی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہو چکی تھی۔

سات ماہ گیارہ دن کی مختصر مدت خلافت کے آخری ایام میں مسلمانوں میں فتنہ وفساد کے خدشہ اور باہمی کشت وخون کو ناپسند کرتے ہوئے شرائط صلح منوا کر آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے (اس طرح نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی پوری ہو گئی) جس سال شام وعراق کے مابین مصالحت ہوئی اسے (یعنی ۴۱ھ کو) عام الجماعة یا سنة الجماعة (اتحاد واتفاق کا سال) کہا جاتا ہے۔

خلافت سے دستبردار ہو کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ اس دستبرداری کے تقریباً آٹھ سال بعد ۴۹ھ میں مدینہ میں زہر خورانی سے آپ کی شہادت ہوئی (اگر کسی کو زہر دے کر قتل کیا گیا ہو تو وہ شہید کہلاتا ہے۔)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، محمد الحنفیہ اور عباس (ابن علی رضی اللہ عنہ) نے آپ کو غسل دیا۔ نماز جنازہ حاکم مدینہ سعید بن العاص نے پڑھائی۔ آپ کو اپنی والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تربت کے پاس سپرد خاک کیا گیا۔

شرح الحدیث

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حَفِظْتُ (میں نے حفظ کیا) اس لئے کہا تا کہ کسی کو یہ اشکال نہ ہو کہ شاید وہ صغرسنی کی وجہ سے بات یاد نہ رکھ سکے ہوں۔

يَرِيْبُكَ میں علامت مضارع کو پیش اور زبر کے ساتھ دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے تاہم زبر کے ساتھ پڑھنا زیادہ مشہور اور زیادہ فصیح ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ کے بعد فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِيْنَةٌ وَالْكَذِبَ رِيْبَةٌ کے الفاظ ہیں۔ جس کا معنی ہے کہ سچ اطمینان (کا باعث) جب کہ جھوٹ شک اور بے چینی (کا سبب) ہے۔

رَيْبٌ کا بنیادی معنی قلق واضطراب یعنی بے چینی اور بے قراری ہے۔ جو کہ اطمینان کے برعکس ہے۔

حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ قلق واضطراب کو ترک کر کے وہ عمل اختیار کیا جائے جس میں اس کیفیت کے بجائے اطمینان پایا جاتا ہو۔ یہی بے چینی اور بے قراری شک کا موجب بن جاتی ہے۔

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکی سے شادی کی تو ایک عورت ان زوجین سے کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے (تم دونوں رضائی بہن بھائی ہو) اس سلسلے میں جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ ؟'' یہ نکاح کیونکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم رہ سکتا ہے جب کہ یہ بات کہی گئی ہے''۔ اس لڑکی سے جب عقبہ نے علیحدگی اختیار کر لی تو اس نے کسی اور شخص سے نکاح کر لیا (بخاری، العلم، الرحلۃ فی المسئلۃ النازلۃ، ح:۸۹)۔

ولادت، استہلال، رضاعت اور عورتوں کے پردے کے امور وغیرہ میں اکیلی عورت کی شہادت بھی تسلیم کی جاتی ہے۔ اس نکاح کی حلت چونکہ مشکوک ہوگئی تھی لہٰذا زوجین میں تفریق کروادی گئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ کیا محرم شکار کا گوشت کھا سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ چند دن کی ہی تو بات ہے لہٰذا جو چیز شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ دو۔ محرم نے جب شکار خود نہ کیا ہو تو اس میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا تھا کہ وہ شکار کا گوشت کھا سکتا ہے یا نہیں؟

نمازی کو نماز کی رکعتوں میں اگر شک ہو جائے مثلاً تین یا چار کے درمیان شک ہو جائے تو تین شمار کرے تاکہ شک کا ازالہ ہو، نیز آخر میں سہو کے دو سجدے بھی کرے۔

یہاں یہ بات بھی سمجھنا ضروری ہے کہ شبہات سے رکنے میں باریک بینی اس شخص کے لئے ہے جس کے معاملات درست ہوں اور اس کے اعمال عموماً پرہیزگاری پر مبنی ہوں، جو شخص کھلے عام محرمات کا مرتکب ہوتا ہو اسے مشتبہ چیزوں سے کیا غرض، جیسا کہ ایک عراقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر آپ نے فرمایا: اہل عراق مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا: هُمَا رَيْحَانَتَايَ فِي الدُّنْيَا'' یہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں؟'' (بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، ح:۳۷۵۳)

اگر شک کا ازالہ کسی عمل سے ہو سکتا ہو تو درست ہے، مثلاً یہ شک کہ معلوم نہیں قصاب نے ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھی یا نہیں! ایسا گوشت بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا چاہیے (ابوداود:۲۸۲۲، ابن ماجۃ:۳۱۷۴)

دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ کے حوالے سے یہ بات بھی مدِنظر رکھنی چاہیے کہ ازالہ شک کے لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے جو شرعی ہدایات کے خلاف ہو۔ مثلاً ایک آدمی کو وضو کرنے کا تو یقین ہے مگر وضو ٹوٹنے کا شک ہے۔ اس صورت میں یقین کا لحاظ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص اگر ایسا شک نماز پڑھتے ہوئے جنم لے تو نماز منقطع کر کے وضو کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے۔ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جسے خیال ہوتا ہے کہ اسے کوئی چیز (خروجِ ریح) دورانِ نماز میں محسوس ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نماز نہ توڑے تا آنکہ وہ آواز سنے یا بو پائے (بخاری، الوضوء، لا یتوضأ من الشک حتی یستیقن، ح:۱۳۷، مسلم، الحیض، ح:۳۶۱)

محض شک کی بنا پر حدود بھی قائم نہیں کی جاتیں، ایک عورت گفتگو، چال ڈھال اور اس کے ملاقاتیوں کی وجہ سے مشکوک نظر آتی تھی لیکن چونکہ اس کے خلاف شہادت دستیاب نہیں تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے اسے رجم نہ کیا (ابوداؤد:۲۵۵۹)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث (زیر بحث) سے ایک بڑا کلیہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی یقینی کام شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوگا۔مثلاً ہر فرش یا ہر جگہ یا ہر کپڑا جو پاک صاف ہو، اس کی پاکی میں اگر کوئی شک کرے تو وہ شک غلط ہوگا۔

ایمانیات میں شک کرنا جائز نہیں، جیسا کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا (۴۹/الحجرات:۱۵) سے ظاہر ہے۔(شک کی مزید وضاحت اور مثالوں کے لئے حدیث نمبر ۶ کا مطالعہ کیجئے)

فقہ الحدیث

۱) بچہ اگر شعور کی عمر کو پہنچ چکا ہو اور وہ نبی اکرم ﷺ سے حدیث بیان کرے تو محدثین اس کی روایت کو قبول کرتے ہیں۔

۲) جس کام سے دل مطمئن نہ ہو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳) شک کی بنا پر بعض اوقات علماء کے اختلاف سے نکلنا افضل ہوتا ہے۔

۴) ریب اور شک میں قدرے فرق ہے۔

۵) محض شک کی وجہ سے یقین کو چھوڑنا جائز نہیں۔

۶) بعض معاملات میں شک پیدا ہو جانا معیوب نہیں۔

۷) ایمانیات میں شک کا کوئی عمل دخل نہیں۔

۸) تمام معاملات حتی کہ ازالۂ شک کے لئے بھی شریعت سے رہنمائی لینا ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۲

غیر متعلق سے اجتناب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ (حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ هٰكَذَا).

(ترمذی، الزہد، من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ، ح: ۲۳۱۷، ابن ماجۃ، الفتن، کف اللسان فی الفتنۃ، ح: ۳۹۷۶)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے اسلام کی یہ خوبی ہے کہ جس معاملے سے اس کا تعلق نہیں اسے چھوڑ دے''۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ترمذی اور دیگر نے اسی طرح روایت کیا ہے۔

شرح الحدیث

حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ سے مراد یہ ہے کہ آدمی کے دل میں ایمان اتر چکا ہو اور وہ ایمان اس کے دل کی زینت ہو، نیز اس کے ظاہری اعمال بھی اسلام کے مطابق ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ اس میں نفاق کا شائبہ تک نہ ہو، جو شخص لایعنی امور (غیر متعلق اعمال واقوال) کو چھوڑ کر مفید اور با مقصد امور کو اختیار کرے وہ اپنا اسلام مکمل کر لیتا ہے، ایسا شخص اپنے اسلام کو حسن کا مرقع بنا لیتا ہے۔

حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی تمام محرمات، مشتبہات، مکروہات حتی کہ بلا ضرورت مباح امور کو بھی ترک کر دے۔ دریں صورت اس کا ایمان واسلام مکمل ہوتا ہے اور وہ درجہ احسان پر فائز ہو جاتا ہے (احسان یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ احسان کی مزید وضاحت کے لئے حدیث نمبر ۲ کا مطالعہ کیجئے)۔ ایسا شخص لایعنی امور میں نہیں پڑتا کیونکہ ان سے کوئی دینی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، نیز وہ اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہے۔ وہ کراماً کاتبین سے بھی حیا کرتا ہے کہ انہیں لایعنی امور میں مصروف کرے۔

حسن اسلام کے درجہ پر فائز ہونے والے مسلمان کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں، ارشاد نبوی ہے: جب تم میں سے جب کسی شخص کا اسلام عمدہ ہو جائے تو وہ جو نیکی بھی کرتا ہے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بدلے اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک لکھی جاتی ہیں (مسلم، الایمان، ح:۱۲۹، نسائی، الایمان وشرائعہ، ح:۴۶۲۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! جو اعمال (گناہ) ہم نے زمانہ جاہلیت میں کئے تھے کیا ان پر ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: مَنْ اَحْسَنَ فِيْ اِلْاسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَمَنْ اَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ (بخاری، استتابۃ المرتدین، باب:۱، ح:۶۹۲۱) ''جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مؤاخذہ ہوگا''۔

حسنِ اسلام کے مقام پر پہنچنے والے کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے، یعنی دل و جان سے اسلام قبول کرنے والے کو یہ انعام دیا جاتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (۲۵/الفرقان:۷۰) سے واضح ہوتا ہے۔

بے کار اقوال و افعال کو چھوڑنے والا حکمت و دانائی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ بلاغاتِ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ حضرت لقمان سے پوچھا گیا کہ آپ اس بلند رتبہ پر کس بنا پر فائز ہوئے؟ تو حضرت لقمان نے فرمایا: صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَ اَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَ تَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ (موطا، الکلام، ماجاء فی الصدق والکذب، ۲/۳۷۸، جمعیۃ احیاء التراث) ''سچ کہنے، امانت ادا کرنے اور جس چیز کا مجھ سے تعلق نہیں اسے چھوڑ دینے کی وجہ سے''۔

زبان کو بیہودہ باتوں، بے مقصد کلام اور کثرت کلام سے روکنا بھی ترک مالا یعنی کے زمرے میں آتا ہے۔ عباد الرحمٰن یعنی سچے مومن اس قسم کے کلام سے احتراز کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (۲۳/المومنون:۳) ''اور جو لغو کاموں سے اعراض کرتے ہیں'' دوسرے مقام پر ہے: وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا (۲۸/القصص:۵۵) ''اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں''۔

ایک اور مقام پر ارشادِ الٰہی ہے: وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (۲۵/الفرقان:۷۲) ''اور جب وہ بے ہودہ چیزوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ انداز سے گزرتے ہیں''۔

ارشادِ نبوی ہے: اَلْحَيَاءُ وَ الْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِيْمَانِ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ مِنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النِّفَاقِ (ترمذی، البر والصلۃ، ماجاء فی العی، ح:۲۰۲۷) ''حیا اور قلت کلام ایمان کی جب کہ بیہودہ گوئی اور کثرت کلام نفاق کی دو شاخیں ہیں''۔

امام ترمذی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: عِیّ کا معنی قلت کلام ہے، بذاء فحش گوئی اور بیان کثرت کلام جیسے کہ خطباء خطبہ پڑھتے ہیں اور بہت باتیں بناتے ہیں اور لوگوں کی تعریف کرتے ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں یعنی فساق کی مدح وثنا کرتے ہیں۔ (ترمذی ۱/۱۰۷، اسلامی کتب خانہ، اردو بازار لاہور)

فقہ الحدیث

۱) مومن کو چاہیے کہ وہ اپنا ایمان مکمل کرے۔
۲) غیر متعلق امور کو چھوڑنا اور ان میں دخل اندازی نہ کرنا باعث فضیلت وعظمت ہے۔
۳) بے مقصد اقوال واعمال سے گریز کرنا چاہیے۔
۴) سچا مومن مقصدیت پر نظر رکھتا ہے۔
۵) عمل سے پہلے اس میں تامل کر لینا چاہیے تا کہ مقصدیت کا دامن نہ چھوٹے۔
۶) غیر متعلقہ امور میں بے جا مداخلت سے غلط نتائج پیدا ہوتے ہیں۔
۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بے جا مداخلت میں داخل نہیں ہے (نیز دیکھیے النساء:۱۱۴)
۸) کافر ومشرک جب مسلمان ہو کر درجہ حسنِ اسلام پر فائز ہوتا ہے تو اِس کے حالتِ کفر وشرک میں کیئے ہوئے گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیے جاتے ہیں۔
۹) منافقت حسنِ اسلام کے منافی ہے۔
۱۰) تکمیل وتحسین ایمان کے لئے ایجابی اعمال کے علاوہ سلبی اعمال بھی ضروری ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۴

اخوتِ اسلامی کا تقاضا

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ خَادِمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ.

(بخاری، الایمان، من الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه، ح:۱۳، مسلم، الایمان، الدلیل علی ان من خصال الایمان یحب لاخیه ما یحب لنفسه من الخیر، ح:۴۵)

اللہ کے رسول ﷺ کے خادم ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا تا آنکہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

راوی الحدیث

سیدنا انس بن مالک خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا خادم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ نبی اکرم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم سُلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں دے دیا۔ اس وقت ان کی عمر دس سال تھی، نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا مانگی: اللہ! اسے مال و اولاد کی کثرت عطا فرما اور جو کچھ تو نے اسے دے رکھا ہے اس میں برکت ڈال دے''۔

آپ کثیر الروایہ صحابی ہیں۔ آپ سے مروی سیکڑوں احادیث میں سے ۱۶۸ متفق علیہ، ۸۳ صرف صحیح بخاری اور ۷۱ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بعض حکومتی امور کا ذمہ دار بنا کر بحرین بھیجا تھا، آخر میں انہوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی، پھر وہیں حجاج بن یوسف کے زمانے میں ۹۳ھ میں بعمر ۱۰۳ سال وفات پائی۔ بصرہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی آپ رضی اللہ عنہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرح الحدیث

مومن جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے کئی احادیث میں اس کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ہے: جو یہ پسند کرے کہ اسے جہنم سے نجات مل جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو پھر اسے اس حالت میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر کامل ایمان رکھتا ہو، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ" لوگوں سے وہی سلوک روا رکھے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (مسلم، الامارۃ، وجوب الوفاء ببیعۃ الخلیفۃ الاول فالاول: ۱۸۴۴)

یزید بن اسد سے نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہیں جنت پسند ہے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: فَأَحِبَّ لِأَخِيكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ (مسند احمد ۴/۷۰) ''تو پھر اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں سکھائیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی: وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا (ترمذی، الزہد، من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، ح: ۲۳۰۵) ''اور لوگوں کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو تم اپنے لئے کرتے ہو تو تم مسلمان ہو گے''۔

ایک حدیث میں مسلماً کے بجائے مؤمنا کا لفظ ہے (دیکھیے ابن ماجۃ، الزہد، الورع والتقوی، ح: ۴۲۱۷)

حدیث زیر بحث میں لا یؤمن سے مراد یہ ہے ایسے شخص کا ایمان مکمل نہیں جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے ویسی چیز پسند نہیں کرتا جیسی اپنے لئے کرتا ہے۔ جس چیز کو اپنے لئے پسند کرتا ہے اسی چیز کو دوسرے مسلمان کے لئے بھی پسند کرے، جس چیز کو وہ اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اپنے بھائی کے لئے بھی اسے ناپسند کرے، ایسا اسی وقت ممکن ہے جب وہ کینہ، بغض اور حسد سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ حاسد یہ کبھی نہیں چاہے گا کوئی شخص بھلائی اور حصول فوائد میں اس سے فوقیت لے جائے بلکہ وہ تو یہ بھی نہیں چاہے گا کہ کوئی شخص اس کے برابر بھی ہو جائے کیونکہ وہ فضل و کمال کی بنا پر دوسرے لوگوں سے ممتاز اور منفرد ہونے کو پسند کرتا ہے، جب کہ ایمان کا تقاضا اس کے برعکس ہے، وہ یہ ہے کہ جو خیر اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے اس میں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی شامل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف کی ہے جو دوسروں پر برتری نہیں چاہتے اور نہ کوئی خرابی کا ارادہ رکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (۲۸/ القصص:۸۳) "یہ آخری گھر ہم اسے ان لوگوں کے لئے ٹھہراتے ہیں جو نہ زمین میں کسی طرح اونچا ہونے کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ کسی فساد کا، اور اچھا انجام متقی لوگوں کے لئے ہے"۔

معلوم ہوا کہ متقی لوگ عاجزی اختیار کرتے ہیں اور تکبر سے بچتے ہیں، وہ حق بات کو قبول کرتے ہیں اور فتنہ و فساد نہیں چاہتے۔

اگر کوئی شخص احساسِ برتری کا شکار نہ ہو، لوگوں کو حقیر نہ جانے اور نہ ان سے حسد رکھے البتہ وہ عمدہ لباس اور خوراک وغیرہ استعمال کرے تو یہ ممنوع نہیں۔ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتا ہے کہ مجھے حسن و جمال سے حظ وافر ملا ہے، میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص دو تسموں بلکہ ان سے بھی کسی چھوٹی چیز میں مجھ سے بڑھ کر ہو تو کیا یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں، تکبر تو یہ ہے وہ حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر جانے (مسند احمد ح:۳۴۶۲، مستدرک حاکم ۴/۲۰۲)

حدیث مبارکہ میں آنے والے الفاظ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ کی تشریح میں بعض شارحینِ حدیث نے یہ لکھا ہے اس سے اس جیسی چیز مراد ہے نہ کہ وہی، کیونکہ بعض اوقات ایک چیز کا دو جگہ یا اشخاص کے پاس ہونا محال ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اس کی خواہش یہ ہو کہ اس کے بھائی کو ویسی ہی عمدہ نعمت مل جائے جیسی اسے ملی ہے۔

یہاں یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ بعض اوقات ایک مسلمان اپنے لئے وہ چیز پسند کرتا ہے جو اس کے لئے مفید ہوتی ہے مگر وہی چیز کسی دوسرے مسلمان کے لئے مناسب نہیں ہوتی، بلکہ وہ اس کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ دریں صورت مسلمان اپنے لئے وہ چیز پسند کرے جو مناسب سمجھتا ہو اور دوسرے کے لئے وہ چیز پسند کرے جو اس کے لئے مناسب ہو۔

اسلامی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ سے بڑھ کر مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنے اوپر ترجیح دے اور اس کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ رکھے جیسا کہ اس فرمانِ الٰہی سے معلوم ہوتا ہے: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (۵۹/ الحشر:۹) "اور وہ (مومن) اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود تنگ دستی میں مبتلا کیوں نہ ہوں"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرتِ صحابہ بالخصوص مواخات مدینہ میں اس ایثار کی روشن مثالیں موجود ہیں۔

مومن کا نصب العین اس قدر اعلیٰ ہوتا ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں دنیوی مال ومتاع کو ہیچ سمجھتا ہے لہٰذا وہ اپنا حق مسلمان بھائی کو دینے میں مسرت محسوس کرتا ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کی بنا پر طمع، خودغرضی، احساسِ برتری، دوسروں کی حق تلفی اور ظلم واستیصال کو دبایا جا سکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

فقہ الحدیث

۱) مومن کو اپنا ایمان مکمل کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔

۲) اس حدیث میں لَا یُؤْمِنُ کا ظاہری معنی مراد نہیں۔

۳) اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَ یَنْقُصُ (ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی)

۴) ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مومن کے لئے خیر خواہی اور ایثار کے جذبات رکھے جائیں۔

۵) مومن مومن کا بھائی ہے۔

۶) ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق رکھے گئے ہیں۔

۷) ایک مسلمان جو نعمت اپنے لئے پسند کرتا ہے اگر وہی چیز دوسرے مسلمان کو دینا ممکن نہ ہو تو یہ تمنا کی جائے کہ اسے بھی اسی نوعیت کی نعمت مل جائے۔

۸) مومن اپنا بھلا سوچتا ہے تو دوسروں کا بھی بھلا ہی سوچے۔

۹) مومن اپنی تحقیر وتذلیل پسند نہیں کرتا لہٰذا اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔

۱۰) مسلمان کی نیکی، خیر اور بھلی چیزوں کی طرف رہنمائی کرنی چاہیے اور ظلم وزیادتی اور بُری عادات سے روکنا چاہیے۔

۱۱) انانیت سے گریز کرنا چاہیے۔

۱۲) ایثار کا مقام مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ سے بھی بڑھ کر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۴

قتلِ مسلم کی حرمت اور جواز وضرورتِ قتل کی بعض صورتیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهٖ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ.

(بخاری، الدیات، قول الله النفس بالنفس والعین بالعین: ح:۶۸۷۸، مسلم، القسامۃ والمحاربین، ما یباح بہ دم المسلم، ح:۱۶۷۶)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں مگر ان تین وجوہات میں سے کسی ایک کی بنا پر، شادی شدہ زانی، جان کے بدلے جان اور اپنے دین (اسلام) کو چھوڑنے والا یعنی جماعت (ملتِ اسلامیہ) سے کٹنے والا۔

شرح الحدیث

اس حدیث میں مسلمان جان کی حرمت کا تذکرہ کیا گیا ہے، کسی مومن کو عمداً ناحق قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (۴/ النساء:۹۳) ''جو کوئی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہو گی اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (۵/ المائدۃ:۳۲) ''جو شخص کسی کو قتل کرے گا بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے، اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا باعث ہوا"۔

جو کسی کا ناحق خون کرنے کے در پے ہو وہ تین مبغوض ترین لوگوں میں سے ہے۔ (بخاری، الدیات، ح:۸۲۶۸)

ارشادِ نبوی ہے: لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ (ابن ماجۃ، الدیات، التغلیظ فی قتل مسلم ظلما، ح:۲۶۱۹) "اللہ کی نظر میں کسی مومن کا ناحق قتل کرنے سے پوری دنیا کا تباہ ہو جانا بھی کم اہمیت رکھتا ہے"۔

قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خون کے مقدمات کے فیصلے ہوں گے (بخاری، الرقاق، القصاص یوم القیامۃ، ح:۶۵۳۳، مسلم، القیامۃ، المجازاۃ بالدماء، ح:۱۶۷۸)

بعض اوقات مومن کو قتل کی سزا دینا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ ناگزیر ہو جاتا ہے تاکہ دوسروں کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کی جا سکے۔ مومن کو قتل کرنے کی کئی صورتیں ہیں جن میں سے بعض جائز اور بعض ضروری ہیں۔ قتل مومن کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱) شادی شدہ زانی مرد و عورت

۲) قاتل جو عمداً کسی مومن کو قتل کر دے۔

۳) مرتد (جو اسلام ترک کر دے)۔

۴) شرعی خلافت قائم ہو جانے کے بعد جو شخص یہ کہے کہ خلیفہ کی بیعت توڑ کر مجھے خلیفہ تسلیم کر لو۔ (مسلم، الامارۃ، ح:۱۸۵۲-۱۸۵۳)

۵) باغی گروہ (الحجرات:۹)

۶) مسلمانوں کے درمیان خوف و ہراس پھیلانے والے، انہیں دہشت زدہ کرنے والے اور فتنہ و فساد پھیلانے والے (المائدۃ: ۳۳، ابو داؤد، ۴۳۵۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۸، بخاری:۲۳۳)

۷) شاتمانِ رسول ﷺ (انبیاء و رسل علیہم السلام کو سب و شتم کرنے والے) (ابو داؤد: ۴۳۶۱، ۴۳۶۳، نسائی، ۴۰۷۵، ۴۰۸۲)

۸) جادوگر (مسند احمد ۱/۱۹۰، بیہقی ۸/۱۳۶)

۹) محرم عورت سے نکاح یا بدکاری کرنے والا (ابو داؤد: ۴۴۵۶-۴۴۵۷، نسائی، ۳۳۳۴،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی: ۱۳۶۲، ابن ماجۃ: ۲۷۰۷، حاکم ۲/ ۱۹۱)

۱۰) اغلام باز (ابوداؤد: ۴۴۶۲-۴۴۶۳، ترمذی: ۱۴۵۶، ابن ماجۃ: ۲۵۶۱)۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے تباہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

۱۱) چوپائے سے بدفعلی کرنے والا (ابوداؤد: ۴۴۶۴)

ان میں سے بہت سی صورتیں پہلی تین کے تحت ہی مندرج ہوسکتی ہیں۔ حدیث زیر مطالعہ میں قتلِ مسلم کی ابتدائی تین صورتوں کا بیان ہے۔ ان کی کچھ تفصیل درج کی جاتی ہے:

۱) شادی شدہ مرد وعورت اگر زنا کے مرتکب ہوں اور ان کا جرم ضابطہ شریعت کے مطابق ثابت ہوجائے تو ان کی سزا رجم حتی الموت ہے۔ (جب کہ زانی کنوارے مرد وعورت کی سزا سو کوڑے ہے۔ النور: ۲)۔ یہ حکم زوجین کے حقوق، خاندان اور نسب کے تحفظ کے لئے دیا گیا ہے۔ رجم کے بارے میں متواتر احادیث موجود ہیں۔ احادیثِ رجم ۳۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایسے مرد وعورت کو رجم کرنے کا حکم دیا (نسائی: ۴۰۶۲، بخاری، ۶۳۴۳) اور ماعز اور غامدیہ نامی دو مسلمان مرد وعورت کو خود رجم بھی کیا (مسلم: ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ابوداؤد: ۴۴۴۰، ۴۴۴۲، ۴۴۴۵)

شادی شدہ زانی مرد وعورت کو سنگساری سے مار دینے پر تمام اہلِ اسلام کا اجماع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رجم کے سلسلے میں اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے تھے: يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (۵/المائدۃ: ۱۵) ''اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے رسول (محمد) آگئے ہیں وہ تمہارے لئے ایسے احکام کی وضاحت کرتے ہیں جو تم اپنی کتاب سے چھپاتے رہے ہو اور بہت سی چیزوں سے درگزر کرتے ہیں''۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: جس نے رجم کا انکار کیا اس نے گویا بغیر جانے بوجھے قرآن کا انکار کیا، پھر انہوں نے یہ (مذکورہ بالا) آیت تلاوت کی اور فرمایا: رجم ان احکام میں سے تھا، جنہیں انہوں نے چھپایا تھا (مستدرک حاکم ۴/ ۴۰۰، صحیحہ ووافقہ الذہبی، نسائی (الکبریٰ) تحفۃ الاشراف ۵/ ۱۷۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کتاب کی شریعت کے مطابق نبی ﷺ نے یہودی مرد وعورت کو رجم کیا تھا۔ (بخاری، الحدود، احکام اہل الذمۃ واحصانہم اذا زنوا...... ح:۶۸۴۱، مسلم، الحدود، رجم الیہود اہل الذمۃ فی الزنی، ح:۱۶۹۹، ابو داود، الحدود، رجم الیہودیین، ح:۴۴۴۶، ترمذی، الحدود، ماجاء فی رجم اہل الکتاب، ح:۱۴۳۷)

موجودہ بائبل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کتاب استثناء میں رجم کا حکم موجود ہے (باب:۲۲، فقرہ ۲۲-۲۴)

قدیم زمانوں میں یہودیوں نے رجم کو ماننے سے انکار کیا تھا، انہوں نے اس مسئلے کو چھپا لیا تھا۔ اس مسئلے میں یہود کی ہمنوائی کرنے والے منکرین حدیث وغیرہ صحیح، صریح اور متواتر احادیث کا انکار کررہے ہیں۔ نیز اجماع صحابہ اور اجماع امت کو بھی پس پشت ڈال رہے ہیں۔

۲) جو شخص کسی مسلمان کو قصداً ناحق قتل کر دے اور مقتول کے ورثاء دیت لینے اور معاف کرنے پر رضا مند نہ ہوں تو اسلامی حکومت قاتل کو قصاص میں قتل کر دیتی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى (۲/البقرۃ:۱۷۸) ''مومنو! مقتولین کا قصاص لینا تم پر فرض کیا گیا ہے''۔ قصاص کا مقصد عبرت دلانا ہے تاکہ لوگوں کی جانیں محفوظ ہو سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۲/البقرۃ:۱۷۹) ''عقلمندو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم بچ سکو''۔ اہلِ کتاب میں بھی قصاص فرض تھا جیسا کہ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (۵/المائدۃ:۴۵) سے معلوم ہوتا ہے۔

بعض احادیث میں ہے کہ اگر قتل عمد ہو تو اس پر قصاص ہوتا ہے (ابو داود، الدیات، من قتل فی عمیا بین قوم، ح، ۴۵۳۹، نسائی، تحریم الدم، ح:۳۷۸۱)۔ جو شخص قصاص لینے میں رکاوٹ بنے وہ اللہ کی لعنت اور غضب کا مستحق ہے اس کا نہ کوئی نفل قبول ہوتا ہے اور نہ فرض (ابو داود، الدیات، من قتل فی عمیا بین قوم ح:۴۵۳۹، نسائی، القسامۃ، من قتل بحجر او سوط، ح:۴۷۹۳، ابن ماجۃ: ۲۶۳۵)۔ پتھر سے اگر کسی کا سر کچل دیا گیا ہو تو یہ بھی قتل عمد میں آتا ہے۔ نیز قصاص میں قاتل کو ہی قتل کیا جاتا ہے خواہ وہ مرد کا قاتل ہو یا عورت کا (بخاری، الدیات، سؤال القاتل حتی یقر والاقرار فی الحدود، ح، ۱، ۶۸۷۶، اذا قتل بحجر او بعصا، ح:۶۸۷۷، مسلم، القسامۃ، ثبوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القصاص فی القتل بالحجر، ح:۱۶۷۲، ابوداود، الدیات، یقاد من القاتل، ح:۴۵۲۹)۔

قاتل سے قصاص اسی طرح لیا جاتا ہے جیسے اس نے قتل کیا ہو (ایضاً)۔ صرف تلوار سے قصاص لینے کی روایت ضعیف ہے (دیکھیے ابن ماجۃ:۲۶۶۷-۲۶۶۸)

حدیث مبارکہ لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ کی بنا پر باپ سے قصاص نہیں لیا جاتا (ابن ماجۃ، الدیات، لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهِ، ح:۲۶۶۲، مسند احمد ۱/۱۶)

تاہم اس سے دیت وصول کی جاتی ہے (ابن ماجۃ، الدیات، القاتل لا یرث، ح:۲۶۴۶)

اسی طرح فرمان نبوی وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِالْكَافِرِ کی وجہ سے مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جاتا (بخاری، العلم، کتابۃ العلم، ح:۱۱۱، ابوداود، الدیات، ایقاد المسلم من الکافر، ح:۴۵۳۰، نسائی:۴۷۳۸)

۴) اگر کوئی عاقل، بالغ مسلمان (مرد و عورت) بغیر کسی جبر و اکراہ کے اسلام سے منحرف ہو جائے اور سمجھانے کے باوجود دوبارہ اسلام کا اقرار نہ کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔

ارشاد نبوی ہے: مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ (بخاری، استتابۃ المرتدین والمعاندین و قتالهم، حکم المرتد والمرتدۃ، ح:۶۹۲۲، ابوداود، الحدود، الحکم فیمن ارتد، ح:۴۳۵۱) ”جو شخص اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو“۔

بَدَّلَ دِينَهُ اور التَّارِكُ لِدِينِهِ سے مراد اسلام سے انحراف ہے۔ (یہودی کا نصرانی، نصرانی کا یہودی، ہندو کا سکھ اور سکھ کا ہندو ہونا وغیرہ مراد نہیں) کیونکہ حدیث کے شروع میں آنے والے الفاظ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ سے ہی استثناء ہے جب کہ بعض احادیث میں أَوْ رَجُلٌ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، وَارْتِدَادٍ بَعْدَ إِسْلَامٍ، كُفْرٌ بَعْدَ إِسْلَامٍ کے صریح الدلالۃ الفاظ موجود ہیں۔ نیز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جب باغی قتل کرنا چاہتے تھے تو آپ نے وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ اور مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ کے الفاظ کہے۔ (ابوداود، الدیات، الامام یامر بالعفو فی الدم، ح:۴۵۰۲، ترمذی، الفتن، ماجاء لا یحل دم امرئ مسلم الا باحدی ثلاث، ح:۲۱۵۸، ابن ماجۃ، الحدود، لا یحل دم امرئ مسلم الا فی ثلاث، ح:۲۵۳۳)

بعض لوگ اسلام کو بدنام کرنے اور نو مسلموں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے بد نیتی کی بنا پر دھوکہ دہی کے لئے وقتی طور پر اسلام قبول کر لیتے تھے جیسا کہ یہود کا وطیرہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ایک ضابطہ حیات اور قانون بھی ہے لہٰذا اس کے باغی کو بغاوت کی سزا جو کہ قتل ہے، دی جاتی ہے، ہر مذہب وملت اور قانون میں بغاوت کی سزا قتل ہے۔ اسلام کے باغی کو دراصل دھوکہ دہی اور توہین اسلام کی سزا دی جاتی ہے۔ مسلمان ہونے والے کے لئے واپسی کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے تاہم اسلام قبول کرنے سے پہلے اسے اختیار تھا کہ وہ چاہتا تو اسلام قبول نہ کرتا کیونکہ کسی کو مسلمان بنانے کے لئے اسلام جبر نہیں کرتا جیسا کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (۲/البقرۃ: ۲۵۶) سے عیاں ہے۔

حدیث میں آنے والے المفارق للجماعۃ دراصل التارک لدینہ کی ہی وضاحت ہے۔ یہاں جماعت سے ملت اسلامیہ مراد ہے، مسلمانوں کا کوئی خاص گروہ یا تنظیم مراد نہیں۔ کوئی شخص ان تنظیموں میں شامل ہو یا نہ ہو وہ مسلمان ہی شمار ہوتا ہے۔

فقہ الحدیث

۱) مسلمان کو ناحق قتل کرنا حرام ہے۔

۲) قرآن وحدیث کے حکم اور اجازت سے بعض مسلمانوں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

۳) حدود وتعزیرات اور قصاص کے احکام مردوں کی طرح عورتوں پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

۴) حلال وحرام کا اختیار اللہ اور اس کے رسول کے پاس ہے۔

۵) خون بہانا قتل سے کنایہ ہے۔ خون بہائے بغیر بھی مسلمان کو قتل کرنا حرام ہے۔

۶) مسلمان کو قتل کرنے کے اسباب تین میں منحصر نہیں ہیں۔

۷) قواعد وضوابط میں استثناء کو تسلیم کرنا چاہیے۔

۸) شادی شدہ زانی اور غیر شادی شدہ زانی کی سزا میں فرق ہے۔

۹) شادی شدہ زانی مرد وعورت کی سزا رجم ہے۔

۱۰) بیٹے کے قصاص میں باپ کو قتل نہیں کیا جاتا۔

۱۱) مومن کو کافر کے قصاص میں قتل کرنا جائز نہیں۔

۱۲) اظہارِ رائے کی آزادی حدود وقیود کے بغیر نہیں ہوتی۔

۱۳) مرتد اگر توبہ نہ کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔

۱۴) مسلمانوں کو ارتداد سے جہاں تک ممکن ہو روکنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵) اسلام سے منحرف ہونے والے کو بھی اسلامی قوانین کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔
۱۶) مسلمان ملت واحدہ ہیں جس کی انہیں پاسداری کرنی چاہیے۔
۱۷) اسلام میں جان، خاندان، ازدواجی حقوق، نسب، عزت اور دین کے تحفظ کے معقول انتظامات کیے گئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۵

مومن سے ایمان کے تین مطالبات

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ.

(بخاری، الادب، من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہ، ح:۶۰۱۸، مسلم، الایمان، الحث علی اکرام الجار والضیف ولزوم الصمت الاعن الخیر...... ح:۴۷)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ خیر کی بات کرے یا پھر خاموش رہے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

شرح الحدیث

یہ حدیث کئی طرق سے مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ بعض میں فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ کے بجائے فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ اور فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ کے بجائے فَلْيُحْسِنْ قِرٰى ضَيْفِهِ کے الفاظ ہیں۔ جب کہ بعض میں ہمسائے کے تذکرے کے بجائے فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان لاتا ہو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ والدین اور دیگر اعزہ واقرباء کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اچھے لوگ صلہ رحمی جب کہ برے لوگ قطع رحمی کرتے ہیں۔

حدیث میں بیان کردہ تینوں معاشرتی آداب کو اپنانے کا حکم اسے دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر کامل یقین رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والا اور یوم آخرت کو جوابدہی کا عقیدہ رکھنے والا ان معاشرتی آداب کی خلاف ورزی سے گریز کرتا ہے۔

حدیث میں بیان کردہ تین معاشرتی آداب یہ ہیں:

۱- پہلی چیز جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اچھی بات کی جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر اچھی بات نہ کہنا ہو تو خاموشی اختیار کر لینی چاہیے۔ انسان کو ہر بات سوچ سمجھ کر کہنی چاہیے کیونکہ اس کی باتیں تحریر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (۵۰/ق:۱۸) ''وہ (انسان) جو کچھ بولتا ہے (اس کو لکھنے کے لئے) اس کے پاس ایک نگران تیار ہوتا ہے''۔

لہٰذا مومن کو سوچ سمجھ کر گفتگو کرنی چاہیے۔ زبان کو اللہ کے ذکر، توبہ و استغفار اور کلمہ خیر میں مشغول رکھنا چاہیے۔ اسے فضول باتوں اور کلمۂ شر سے پاک رکھنا چاہیے۔ ارشاد نبوی ہے: بہت سے لوگوں کو ان کی زبانوں کی کاٹ (گفتگو) منہ کے بل جہنم میں گرائے گی۔ (ترمذی، الایمان، ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ، ح:۲۶۱۶)

زبان جُرم (جسامت) کے لحاظ سے چھوٹی مگر اس کے جرائم بڑے بڑے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ تلوار کے زخم تو مندمل ہو جاتے ہیں مگر زبان کے زخم مندمل نہیں ہوتے۔

حدیث نبوی میں ہے کہ آدمی (بعض اوقات) بات کرتا ہے، اسے اس بات کی سنگینی کا اندازہ نہیں ہوتا مگر وہ اسی بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی گہرائی میں جا گرتا ہے (بخاری، الرقاق، حفظ اللسان، ح:۶۴۷۷، مسلم، الزہد، حفظ اللسان، ح:۲۹۸۸)

بعض احادیث میں ہے کہ ایسا شخص جہنم میں ستر سال تک گرتا چلا جائے گا۔ (مسند احمد، ح: ۷۶۱۷-۷۷۱۸، ترمذی، الزہد، ح:۲۳۱۴)

کلمہ کفر و شرک، افتراء پردازی، استہزاء، شہادتِ زور (جھوٹی گواہی)، جھوٹ، جادو، بہتان، طعن و تشنیع، سب و شتم، غیبت اور چغلی وغیرہ ایسے گناہ ہیں جو زبان سے ہی سرزد ہوتے ہیں، معاشرے میں بڑے بڑے فتنے، خاندانوں کی باہمی لڑائیاں، محلے داروں کی چپقلش اور بیشتر خون خرابوں کے پس منظر میں زبان کے نشتر ہی تباہی و بربادی پھیلا رہے ہوتے ہیں۔

کلمہ حق امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دیگر اچھی باتوں سے خاموشی اختیار کرنا درست نہیں، ایک شخص نے چپ رہنے کی نذر مانی تھی، آپ نے اس سے فرمایا کہ وہ بات کرے (بخاری، ح: ۶۷۰۴)۔ اس کے برعکس جو شخص اس بات کی گرنٹی دے کہ وہ زبان اور شرمگاہ کو غلط استعمال نہیں کرے گا اسے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی ضمانت دی ہے (بخاری، الرقاق، حفظ اللسان، ح:۶۴۷۴)

ایک اور حدیث میں ہے: مَنْ صَمَتَ نَجَا (ترمذی، الصحیحۃ:۵۳۶) ''جو خاموش رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجات پا گیا"۔

تا مرد سخن نا گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد (سعدی)

۲) قرآن وحدیث میں ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (۴/النساء:۳۶) "اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، والدین کے ساتھ احسان کرو، اور رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار (قریبی) پڑوسی اور اجنبی (یا دور کے) پڑوسی اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ بھی (حسن سلوک کرو)"۔

ارشاد نبوی ہے: اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہو (ترمذی، البر والصلۃ، ماجاء حق الجوار، ح:۱۹۴۴)

ایک اور حدیث میں ہے: مجھے جبریل ہمسائے کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ اسے وراثت کا بھی حقدار ٹھہرایا جائے گا (ایضاً:۱۹۴۲، بخاری، الادب، الوصیۃ بالجار، ح:۶۰۱۴، ۶۰۱۵، مسلم، البر والصلۃ، الوصیۃ بالجار والاحسان الیہ، ح:۲۶۲۴-۲۶۲۵)

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حسب استطاعت کھانے پینے اور دیگر اشیاء پیش کر کے ہمسایہ کی خبر گیری کی جائے، نیز پڑوسی کے ہدیے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ (بخاری، الھبۃ، ح: ۲۵۶۶، مسلم، الزکوۃ، الحث علی الصدقۃ ولو بالقلیل ...... ح: ۱۰۳۰، البر والصلۃ، ح:۲۶۲۵)

اگر سب ہمسایوں کو ہدیہ بھیجنے کی استطاعت نہ ہو تو اسے ہدیہ بھیجا جائے جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو (بخاری، الشفعۃ، ای الجوار اقرب، ح:۲۲۵۹)

ے اک شجر محبت کا ایسا لگایا جائے
جس کا ہمسائے کے آنگن میں بھی سایہ جائے

ہمسایوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا معاملہ کرنا چاہیے، جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت پر یقین رکھتا ہو اسے چاہیے کہ ہمسایہ کو اذیت نہ دے۔ نبی اکرم ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: اللہ کی قسم! وہ (کامل) مومن نہیں۔ لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! کون؟ آپ نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کی ایذا رسانیوں اور شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ جب کہ ایک اور روایت میں ہے کہ ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا (بخاری، الادب، اثم من لم یامن جارہ بوائقہ، ح:٦٠١٦، مسلم، الایمان، تحریم ایذاء الجار، ح:٤٦)

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ زنا کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ حرام ہے، اسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور وہ تا قیامت حرام ہے، تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمسایہ عورت سے بدکاری کرنا دیگر دس عورتوں کے ساتھ بدکاری کرنے سے بھی بڑھ کر سنگین جرم ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا: چوری کے بارے میں تمہارا کیا موقف ہے؟ انہوں نے کہا کہ چوری حرام ہے، اسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ قیامت تک حرام ہے۔ آپ نے فرمایا: دس گھروں میں چوری کرنا اس سے کمتر (گناہ) ہے کہ آدمی ہمسائے کے گھر میں چوری کرے (مسند احمد، ح:٢٢٧٣٤) ہمسائیگی کے حقوق کی بنا پر جرم کی شناعت بڑھ جاتی ہے۔ ہمسائے کو تنگ کرنے والے اور اسے پریشان کرنے والے پر اللہ اور لوگوں کی لعنت برستی ہے (مستدرک حاکم ٨٣/٤، ابوداؤد، الادب، حق الجوار، ح:٥١٥٣)

پڑوسی کو اذیت دینے والی عورت جہنم میں جائے گی اگرچہ وہ عبادت کرنے والی، تہجد گزار اور روزے رکھنے والی ہو (مسند احمد ٤٤٠/٢)۔ بُرے ہمسائے سے نبی اکرم ﷺ اللہ کی پناہ مانگتے تھے: اَعُوْذُ بِکَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْاِ قَامَۃِ "میں برے پڑوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (الکبیر للطبرانی، صحیح الجامع، ح:١٢٩٩)

٣) اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لانے والوں سے تیسرا مطالبہ یہ کیا گیا ہے کہ مہمانوں کی تکریم کریں۔

تکریم ضیف کا مطلب یہ ہے کہ خندہ پیشانی اور شرح صدر کے ساتھ اس کا استقبال کیا جائے۔ خوش دلی کے ساتھ حسب استطاعت اس کی ضیافت کی جائے۔ نیز اس کے راحت و آرام کا حتی المقدور خیال رکھا جائے۔ ارشاد نبوی ہے: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہمان کی عزت کرتے ہوئے اس کا جائزہ (حق) ادا کرنا چاہیے۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک دن اور رات (حسبِ استطاعت بہتر کھانا تیار کرے) اور مہمان نوازی تین دن ہے۔اس کے بعد (مہمان کی خدمت وتواضع) اس پر صدقہ ہے۔
(بخاری، الادب، اکرام الضیف، وخدمتہ ایاہ بنفسہ، ح:۶۱۳۵ مسلم، اللقطۃ، الضیافۃ، ح:۴۸)

یعنی مہمان نوازی کے تین دنوں میں سے پہلے دن عمدہ کھانے کا اہتمام کیا جائے جب کہ باقی دو دن حسب معمول ضیافت کی جاسکتی ہے۔تین دن کے بعد بھی اگر مہمان ٹھہرے تو اس کی مہمان نوازی صدقہ شمار ہوگی یعنی مہمان نوازی کے ثواب کے بعد میزبان کو صدقہ کرنے کا اجر دیا جائے گا۔

مہمان نوازی انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کا طریقہ ہے۔قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔آپ علیہ السلام نے (مہمانوں سے پوچھے بغیر) ایک پلا ہوا بچھڑا بھون کر انہیں پیش کیا (الذاریات:۲۴-۲۷)

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے مہمان کو اپنا مہمان بنایا، کھانا چونکہ کم تھا اس لئے انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا اور خود نہیں کھایا اور مہمان کو پتہ بھی نہیں چلنے دیا۔اللہ ان سے بہت خوش ہوا، اور یہ آیت نازل کی: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (۵۹/الحشر:۹) یعنی وہ اپنی ضرورت پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں (مسلم، الاشربۃ، اکرام الضیف وفضل ایثارہ، ح:۲۰۵۴)

اگر کوئی شخص مہمان کی ضیافت نہ کرسکتا ہو تو دوسرے لوگوں کو چاہیے کہ وہ مہمان نوازی کریں۔

قرآن مجید سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ سمجھدار لوگ مہمانوں کے سامنے میزبان کی عزت اور بھرم کا خیال رکھتے ہیں۔ جب کہ نادان لوگ میزبان کو مہمان کے سامنے بے آبرو کر دیتے ہیں۔مہمانوں کو ایذا پہنچانا میزبان کی توہین ہے۔حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا: وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ (ھود:۸۷) ''اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی بھی سمجھدار آدمی نہیں ہے؟''

جولوگ استطاعت ہونے کے باوجود مہمان کی ضیافت سے انحراف کرتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں ہیں۔حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ میں آنے والے الفاظ فَأَبَوْا أَن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُضَيِّفُوهُمَا (۱۸/ الکہف:۷۷) میں اس کا اشارہ ملتا ہے۔

تاہم مہمان کو بھی چاہیے کہ میزبان کی عزت کا لحاظ رکھے اور بلاضرورت زیادہ دیر تک ٹھہر کر میزبان کو تنگی اور پریشانی میں مبتلا نہ کرے۔ ارشاد نبوی ہے: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی (مسلمان) کے پاس اتنی دیر ٹھہرے کہ اسے گناہ گار کردے۔ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! مہمان اسے گناہ گار کیسے کرے گا؟ آپ نے فرمایا: وہ اس کے پاس یہاں تک ٹھہرا رہے کہ اس کے پاس مہمان نوازی کے لئے کچھ نہ رہے (مسلم، اللقطۃ، الضیافۃ ح:۴۸)

فقہ الحدیث

۱) شریعت اسلامیہ میں معاشرتی زندگی سے متعلق بھی ہدایات دی گئی ہیں۔

۲) ایمان کے مطالبات تسلیم کرنے سے معاشرتی معاملات بھی بہتر ہو سکتے ہیں۔

۳) اعمال ایمان میں داخل ہیں۔

۴) اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان لانے کے نتیجے میں اللہ کے سامنے جواب دہی کا تصور اجاگر کرنا چاہیے۔

۵) چپ رہنے کے بجائے اچھی بات کرنا بہتر ہے۔

۶) اچھی بات نہ کرنا ہو تو چپ رہنا چاہیے۔

۷) تمام اقسام کے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔

۸) ہمسایوں سے حسن سلوک صلہ رحمی کا ہی ایک پہلو ہے۔

۹) پڑوسی کو ایذا پہنچانا عام لوگوں کو اذیت دینے سے دس گنا بڑا جرم ہے۔

۱۰) مہمان کا حق تین دن تک ہے۔ تین دن کے بعد اس پر کئے جانے والے اخراجات صدقہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۱) مہمان نوازی انبیاء و رسل علیہم السلام کی سنت اور ان کی تعلیمات کا حصہ ہے۔

۱۲) حقوق کے ساتھ ساتھ فرائض کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔

۱۳) اسلام ایسے امور کی ترغیب دیتا ہے جن سے مسلمانوں میں ایک دوسرے کی معاونت اور محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۶

طیش کی ممانعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِي، قَالَ: لَا تَغْضَبْ، فَرَدَّدَ مِرَاراً، قَالَ: لَا تَغْضَبْ.

(بخاری، الادب، الحذر من الغضب، ح:۶۱۱۶)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: آپ مجھے وصیت فرمائیں! آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو، اس نے سوال بار بار دہرایا تو آپ نے (ہر بار) یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کرو۔

شرح الحدیث

نبی اکرم ﷺ سے مختلف اوقات میں کئی لوگوں نے جب آپ سے نصیحت طلب کی تو آپ نے انہیں لَا تَغْضَبْ فرمایا۔ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرتا ہے یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ سکھا دیں مگر بہت زیادہ باتیں نہ بتانا تاکہ میں یاد رکھ سکوں۔ آپ نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ غصہ نہ کیا کرو؟ اس کے بار بار پوچھنے کے باوجود آپ نے یہی جواب دیا (ترمذی، البر والصلۃ، ح:۲۰۲۰، مسند احمد، ح:۱۵۳۹۸)

طبرانی میں ہے کہ ایک آدمی عرض کرتا ہے یارسول اللہ ﷺ! ایک ایسا عمل بتا دیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے مگر زیادہ اعمال نہ بتانا (کہ کہیں یہ نہ ہو کہ میں یاد ہی نہ رکھ سکوں) آپ نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ ''غصہ نہ کیا کریں تمہارے لئے جنت ہے''۔ اس کے بار بار سوال کرنے پر آپ نے یہی جواب دیا۔ (صحیح الجامع، ح:۷۳۷۴)

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے اسے غصہ کرنے سے منع کیا۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ جو آپ نے فرمایا تھا میں نے اس میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ اَلْغَضَبُ يَجْمَعُ الشَّرَّ كُلَّهُ ''غصہ ساری شر کا مجموعہ ہے''۔ (مسند احمد، ح:۲۲۰۸۸)

جن لوگوں کو آپ نے غصہ سے منع کیا، زیر مطالعہ حدیث کی شرح میں فتح الباری میں ان کے نام جاریہ بن قدامہ، سفیان بن عبداللہ ثقفی، ابودرداء اور عبداللہ بن عمر ذکر کئے گئے ہیں۔ غصے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حالت میں اکثر لوگوں سے چونکہ اعتدال کا دامن چھوٹ جاتا ہے اس لیئے کئی لوگوں کو تکرار کے ساتھ لَا تَغْضَبْ ''غصہ نہ کر'' فرمایا۔

غصہ آنے سے پہلے لَا تَغْضَبْ سے مقصود یہ ہے کہ آدمی کوشش کرے کہ اسے غصہ نہ آئے۔ تا آنکہ غصہ نہ کرنا اس کی عادت کا حصہ بن جائے۔ وہ ایسے اسباب اپنائے جن کی بنا پر اسے غصہ نہ آئے۔ عاجزی وانکساری، حلم وبردباری، عفوودرگزر اور خندہ پیشانی سے ملنا وغیرہ غصے کو روکتا ہے۔

جب غصہ آ جائے تو اس وقت لَا تَغْضَبْ کا مطلب ہوگا کہ غصے کے کہنے پر عمل نہ کیا جائے۔ جب انسان مغلوب الغضب ہو تو اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ غصہ گویا کہ اسے برائی اور معصیت پر اُکسا رہا ہوتا ہے اور نیکی سے رکنے کا حکم دے رہا ہوتا ہے۔ اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ (۷/الاعراف:۱۵۴) ''جب موسیٰ کا غصہ خاموش (فرو) ہوا''۔

جب انسان غصے کی بات نہیں مانتا تو اس کا شر بھی رک جاتا ہے۔ گویا کہ وہ غصے میں آیا ہی نہیں تھا۔ قرآن پاک میں اس مفہوم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ (۴۲/الشوریٰ:۳۷) ''جب وہ (مومن) غصہ میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں''۔ ایک اور آیت میں متقین کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (۳/آل عمرٰن:۱۳۴)۔ ''اور وہ غصے کو پی جانے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف کسی شخص نے بات کی مگر انہوں نے اسے حکم قرآن کی بنا پر معاف کر دیا (بخاری:۵۶۴۲)

عام حالات میں کسی کی غلطی سے درگزر کرنا آسان مگر غصے کی حالت میں بہت دشوار ہوتا ہے۔ جو مومن اس حالت میں بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھتا ہے اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انسان جو کچھ پیتا ہے، اس میں اللہ کے نزدیک زیادہ اجر والا وہ گھونٹ ہے جو اس نے اللہ کی رضا کی خاطر پیا (ابنِ ماجۃ، الزہد، الحلم، ح:۴۱۸۹)

ایک اور حدیث میں ہے: مَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهٗ وَلَوْ شَاءَ اَنْ يُّمْضِيَهٗ اَمْضَاهُ مَلَا اللّٰهُ قَلْبَهٗ رَجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''جو شخص اپنے غصے کو روکے اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا اور جو شخص اپنے غصے کو ایسی حالت میں پی جائے کہ اگر وہ غصہ پورا کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا تو اللہ اسے قیامت کے دن امید سے بھر دے گا''۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، ح:۶۰۲۳، سلسلہ صحیحہ:۹۰۶، نیز دیکھیے تقریباً اسی معنی کی روایت کنز العمال:۷۱۶۴)

بعض دیگر احادیث میں بھی اس شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو غصہ پورا کرنا چاہے تو کر سکتا ہو مگر وہ پی جائے (ابوداود، الادب، من کظم غیظا، ح:۴۷۷۷، ترمذی:۲۰۲۱، ابن ماجۃ:۴۱۸۶)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلوان اور طاقتور تو وہ شخص ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے (بخاری، الادب، الحذر من الغضب، ح:۶۱۱۴، مسلم، البر، فضل من یملک نفسہ عند الغضب، ح:۲۶۰۹، ابوداود:۴۷۷۹)

غصے کو کافور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل شرعی تجاویز اور ہدایات پر عمل کیا جائے:

۱) اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھا جائے (بخاری:۶۱۱۴، مسلم:۲۶۰۹) یا یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (ابوداود:۴۷۸۰)

۲) جب غصہ آئے تو آدمی خاموش ہو جائے (مسند احمد:۲۰۲۹)

۳) اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے (ابوداود:۴۷۸۲)

۴) اگر پھر بھی غصہ ختم نہ ہو تو لیٹ جائے (ایضاً) (ہیئت تبدیل کرنے سے بھی مزاج کی کیفیت بدل سکتی ہے)

۵) غصے کی آگ کو وضو کر کے ٹھنڈا کیا جائے (ابوداود:۴۷۸۴)

غصے کی استثنائی صورت

اللہ تعالیٰ کی حرمتوں، شعائر اور احکام کی پامالی پر اللہ کی خاطر غضبناک ہونا ایمان کا حصہ اور سنت نبوی ہے۔ نبی اکرم ﷺ خلاف شریعت عمل دیکھتے تو آپ کے چہرے مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا، آپ شدید غصے میں آتے اور سختی کرتے بلکہ حرمات اللہ کی پامالی پر لوجہ اللہ انتقام بھی لیتے۔ کسی کو سرزنش کرنے کی ضرورت پیش آتی تو وہ بھی کرتے۔ صحیح بخاری کتاب الادب میں اس قسم کی کئی روایات موجود ہیں۔ ان احادیث پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تبویب مندرجہ ذیل ہے:

باب ما یجوز من الغضب والشدۃ لامر اللہ عزوجل وقال اللہ تعالیٰ: جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (۹/التوبۃ:۷۳، ۶۶/التحریم:۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ پردے پر تصاویر دیکھ کر آپ ﷺ ناراض ہوئے (بخاری ایضاً)

☆ ایک امام کے بہت زیادہ لمبی نماز پڑھانے پر آپ نے لوگوں کو نصیحت کے دوران میں شدید غصہ کیا (ایضاً)

☆ آپ ﷺ نے مسجد میں قبلہ جانب تھوک دیکھا تو صاف کر دیا اور لوگوں کے ایسا کرنے پر آپ غصے ہوئے (ایضاً)

☆ ایک آدمی کے بے مقصد سوال کرنے پر آپ غصے ہوئے (ایضاً)

☆ غنائم کی محمدی تقسیم پر منافقوں نے اعتراض کیا تو آپ بہت غصے ہوئے (بخاری: ۳۱۵۰، مسلم: ۱۰۶۲)

نبی ﷺ کو کفار و مشرکین پر سختی کرنے کا حکم دیا گیا تھا جیسا کہ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ سے ظاہر ہے، تاہم غصے کی حالت میں بھی آپ ﷺ حق اور سچ ہی کہتے، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے تھے: اَسْأَلُکَ کَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا (مسند احمد: ۱۷۶۰۵، نسائی، السہو، ح: ۱۲۳۷-۱۲۳۸) ''(اے اللہ) میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے غصے اور خوشی میں کلمہ حق کہنے کی توفیق عطا فرما''۔

کفار کے خلاف نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کی دلی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ○ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ...... (۹/التوبۃ: ۱۴-۱۵) ''ان (کفار و مشرکین) سے لڑو۔ اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا، انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر غلبہ دے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا بخشے گا اور ان کے دلوں سے غصہ دور کرے گا......''۔

فقہ الحدیث

۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ سے نصیحت طلب کرتے تھے۔

۲) نبی اکرم ﷺ لوگوں کی ضرورت کے مطابق انہیں ہدایات دیتے، جسے جس نصیحت کی زیادہ ضرورت ہوتی اسے وہی نصیحت فرماتے۔

۳) بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیادہ مسائل پوچھنے کی بجائے جامع امور دریافت کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا کہ انہیں یاد رکھنا آسان ہو اور اُن پر عمل بھی کیا جا سکے۔

۴) اعلیٰ اخلاق اپنانا اور ادانیٰ سے بچنا اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔

۵) برے اخلاق سے روکنا سنتِ نبوی ہے۔

۶) شریعت اسلامیہ میں غصہ روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز لوگوں کو بھی غیظ وغضب سے روکنا چاہیے (کیونکہ اس کے نتائج بہت نقصان دہ ہوتے ہیں)

۷) اگر کوئی غصہ روکنا چاہتا ہو تو روک بھی سکتا ہے۔

۸) غصہ نہ کرنا جنت میں جانے کا ایک سبب ہے۔

۹) کسی تاکیدی حکم کو اگر ایک سے زیادہ مرتبہ دہرانے کی ضرورت ہو تو اسے دہرایا جائے۔

۱۰) صبر وتحمل اور سنجیدگی اچھی صفات ہیں۔

۱۱) احکام شریعت کی پامالی پر غضبناک ہونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

۱۲) حدود الٰہیہ کو پامال کیے جانے پر غصے میں آنا اور سختی کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۷

ہر کام میں احسن طریقہ

عَنْ أَبِی یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَۃَ، وَلْیُحِدَّ أَحَدُکُمْ شَفْرَتَہُ وَلْیُرِحْ ذَبِیحَتَہُ.

(مسلم، الصید والذبائح، الامر باحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرۃ، ح: ۱۹۵۵)

ابویعلیٰ شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا ضروری قرار دیا ہے، جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، تمہارے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی چھری تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

راوی الحدیث

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابویعلیٰ ہے، بعض نے ابوعبدالرحمٰن بھی بیان کی ہے۔ آپ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ آپ کا شمار عباد الصحابۃ (شب بیداری اور دیگر نفل عبادات کرنے والے صحابہ) میں ہوتا ہے۔ آپ فقہاء صحابہ میں سے ہیں۔ آپ سے مروی احادیث کی تعداد پچاس ہے۔ صحیحین میں سے صرف صحیح مسلم میں یہی ایک روایت آپ سے مروی ہے۔ آپ کی وفات ۵۸ھ میں بیت المقدس میں ہوئی۔

شرح الحدیث

اس حدیث میں ہر کام کو اچھے طریقے اور خوبصورتی سے کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں: إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ مُحْسِنٌ فَأَحْسِنُوا فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُکُمْ فَلْیُحْسِنْ مَقْتُولَہُ وَإِذَا ذَبَحَ فَلْیُحِدَّ شَفْرَتَہُ وَلْیُرِحْ ذَبِیحَتَہُ (ابن ابی عاصم، الدیات، ص: ۵۶، الکامل لابن عدی ۲/ ۳۲۸، صحیح الجامع: ۱۸۲۳)

"اللہ عزوجل احسان کرنے والا ہے، تم بھی احسان کرو، جب تم میں سے کوئی شخص قتل کرے تو مقتول سے احسان کرے اور جب ذبح کرے تو چھری کی دھار تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو آرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچائے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی طبرانی کی ایک روایت میں ہے: اِذَا حَکَمْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ مُحْسِنٌ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (صحیح الجامع:۴۹۴)

"جب تم فیصلہ کرو تو عدل کرو اور جب قتل کرو۔ تو احسان کرو یقیناً اللہ احسان کرنے والا ہے اور احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

حدیث زیر بحث میں آنے والے الفاظ کَتَبَ الْاِحْسَانَ سے مراد ہے کہ احسان کو فرض اور حتمی قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں کَتَبَ اس معنی و مفہوم کو ادا کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ ان آیات کریمہ میں ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (۴/النساء:۱۰۳)، کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ (۲/البقرۃ:۱۸۳)، کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ (۲/البقرۃ:۲۱۶)، کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (۵۸/المجادلۃ:۲۱)، وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ (۲۱/الانبیاء:۱۰۵)، اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ (۵۸/المجادلۃ:۲۲)

نماز تراویح کے لئے خَشِیْتُ اَنْ تُکْتَبَ عَلَیْکُمْ (بخاری:۹۲۴) اور مسواک سے متعلق حدیث میں خَشِیْتُ اَنْ تُکْتَبَ عَلَیَّ (مسند احمد:۱۵۴۳۳) کے الفاظ آئے ہیں۔

تاہم بہت سے اعمال میں احسان کا ایک حصہ تو لازم ہوتا ہے جب کہ دوسرا حصہ مستحبات کی قبیل سے ہوتا ہے۔ اس لئے ہر چیز میں احسان اس کے حسب حال ہوتا ہے۔ (احسان کی مزید تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۲ کا مطالعہ کیجئے)

i) قتل میں احسان: قتل سے مراد کسی موذی جانور (مثلاً چھپکلی)، قصاص میں قاتل اور میدان جنگ میں دشمن کو قتل کرنا ہے یا کسی بھی واجب القتل شخص کو قتل کرنا ہے، خواہ اسے کسی حد کے نفاذ کے لئے قتل کیا جائے، ان تمام صورتوں میں مقتول کو سلیقہ اور عمدگی سے قتل کیا جائے تو یہ 'احسان' کہلاتا ہے۔ اَلْقِتْلَۃَ قتل کی ہیئت و کیفیت کو کہتے ہیں۔

آدمی کے قتل میں احسان یہ ہے کہ گردن پر تیز تلوار مار کر سر قلم کر دیا جائے۔ کفار کی گردن زدنی کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی کیا گیا ہے (الانفال:۱۲، محمد:۴)

جاہلیت میں عربوں کے ہاں قتل کے بھیانک اور وحشیانہ طریقے رائج تھے، دشمن پر قابو پا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے تو سنگدلی سے اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر اسے تڑپاتے ، اس کی شکل مسخ کر دیتے، کان، ناک، دل اور جگر کاٹ ڈالتے ۔ مگر اسلام نے یہ حکم دیا کہ کسی شرعی حکم کی تعمیل میں بامر مجبوری اگر کسی کی جان بھی تلف کرنی پڑے تو اس میں سلیقہ شعاری ہونی چاہیے تاکہ مقتول کو کم سے کم تکلیف ہو۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع کر دیا (مسلم، الجہاد، ح:۱۷۳۱، ابوداؤد: ۲۶۶۷، مسند احمد، ح: ۱۹۱۰۳)۔ بدر کے سہیل نامی قیدی کا مثلہ بھی اسی لئے نہیں کیا گیا تھا (بخاری، المظالم، ح:۲۴۷۴)

ایک دفعہ کفار قریش کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے جو بھی پکڑا جائے اسے صرف قتل کیا جائے جلایا نہ جائے (بخاری، الجہاد، لایعذب بعذاب اللہ، ح:۳۰۱۶) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زندہ مچھلی کو (بھی) آگ میں بھوننا جائز نہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (سبائیہ) مرتدین کو جلا دیا تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب اطلاع ملی تو فرمانے لگے: اگر میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب (آگ) کی سزا نہ دو، البتہ میں انہیں قتل ضرور کرتا جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص (مسلمان) اپنا دین تبدیل کر لے (مرتد ہو جائے) تو اسے قتل کر دو (بخاری، استتابۃ المرتدین، حکم المرتد والمرتدۃ، ح:۶۹۲۲)

البتہ شادی شدہ زانی کو جرم ثابت ہونے پر سنگسار کر کے مار دیا جاتا ہے، اس کے علاوہ محاربہ (ڈاکہ زنی) کے مجرم کی سزا پھانسی ہے۔ ان حدود کا حکم چونکہ شریعت نے دیا ہے اس لئے جائز بلکہ ضروری ہیں۔

اگر کسی مقتول کا مثلہ کیا گیا ہو تو اس کے قصاص میں قاتل کا بھی مثلہ کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ قبیلہ عکل وعرینہ کے ساتھ کیا گیا تھا، اسی طرح قصاص میں یہودی کا سر پتھروں سے کچلا گیا تھا۔ (بخاری: ۲۳۳، ۶۸۷۷، مسلم، القسامۃ ح: ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ابوداؤد: ۴۵۲۹، ترمذی: ۷۲، نسائی: ۴۷۵۷-۴۷۶۷) (مزید وضاحت کے لئے حدیث نمبر ۱۴ کا مطالعہ کیجئے)

ii) ذبح میں احسان: اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ جانوروں پر بھی رحم وکرم اور ترس کیا جائے۔ اسی لئے جانوروں کو باندھ کر مارنے، ان پر نیزہ بازی وغیرہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری: ۵۵۱۳-۵۵۱۵، مسلم: ۱۹۵۶-۱۹۵۸)

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتا ہے کہ مجھے بکری ذبح کرتے وقت اس پر ترس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ تا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اس پر رحم کرو گے تو اللہ تم پر رحم کرے گا (مسند احمد: ۱۵۰۳۹)۔ تا ہم آپ نے اسے یہ نہیں فرمایا کہ ذبح ہی نہ کرو۔ جانور کے اس بچے کو بھی ذبح نہیں کرنا چاہیے جس کے ذبح کرنے سے اس کی ماں کو نقصان یا تکلیف پہنچے (ابوداؤد: ۲۸۴۲)

اگر بوقت ضرورت کسی جانور کو ذبح کرنا پڑے تو بھی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اسے کم سے کم تکلیف پہنچے۔ کیونکہ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ کا حکم ہے، اس کی چند صورتیں یہ ہیں:

۱) چھری تیز کر لی جائے (مسلم: 1955، مسند احمد: ۵۵۹۲) کند چھری سے جانور کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہے۔

۲) چھری کو جانور کے سامنے تیز نہ کیا جائے (المعجم الکبیر: ح: ۱۱۹۱۶) تا کہ وہ پریشان نہ ہو۔

۳) چھری کو جانور سے چھپا کر رکھا جائے (مسند احمد: ۵۵۹۲)، ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔

۴) ذبح کرتے وقت زیادہ دیر نہ لگائی جائے (مسند احمد: ۵۵۹۲)

۵) کسی جانور کو ذبح کرنے کے لئے اگر اس کی گردن پر پیر رکھنے (یا باندھنے) کی ضرورت ہو تو یہ اس وقت کیا جائے جب آپ ذبح کرنے کے لئے تیار ہوں (المعجم الکبیر: ۱۱۹۱۶)

۶) جانور ذبح ہونے کے بعد جب تک ہل رہا ہو اس کی کھال نہ اتاریں کیونکہ ابھی تک اس میں زندگی کے آثار موجود ہیں، جب کہ زندہ جانور کا کوئی عضو یا اس میں سے کوئی چیز کاٹنا جائز نہیں (دیکھیے ابن ماجہ: ۳۲۱۶، حاکم ۴/۱۲۴)

نوٹ: واضح رہے کہ برقی رو کے جھٹکوں سے ذبح کرنا جائز نہیں کیونکہ اس طرح ذبح کرنے سے خون نہیں بہتا جب کہ ذبح ایسی دھار والی چیز سے کیا جا سکتا ہے جس سے جانور کا خون بہہ جاتا ہو (سوائے ہڈی اور دانت کے) (ابوداؤد: ۲۸۲۴، نسائی: ۴۴۰۵، ابن ماجہ: ۳۱۷۶-۳۱۷۸)

اس کے علاوہ مشینی ذبیحے میں تکبیر بھی نہیں پڑھی جاتی لہٰذا ایسا ذبیحہ حلال نہیں۔

فقہ الحدیث

۱) اسلام دین رحمت و شفقت ہے حتیٰ کہ حیوانات بھی اس رحمت سے متمتع ہوتے ہیں۔

۲) اسلام کے بہت سے احکام فرض کا درجہ رکھتے ہیں۔

۳) اسلام صرف عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ معاشرتی زندگی سے اس کا گہرا ربط ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴) بعض جانوروں اور بعض انسانوں کو قتل کرنا جائز ہے۔
۵) زندہ یا مردہ شخص کا مثلہ کرنا ممنوع ہے۔
۶) عمومی حکم کی بنا پر عورت بھی جانور ذبح کر سکتی ہے (حدیثِ تقریری اور صحابیات سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے)
۷) قتل اور ذبح میں بھی عمدگی کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔
۸) حلال جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے (تاہم اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے)
۹) کسی تیز دھار والے آلے سے (ہڈی اور دانت کے سوا) جانور ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہوتا ہے۔
۱۰) تمام امور کو حسن وخوبصورتی اور عمدہ طریقے سے انجام دینا چاہیے۔
۱۱) جانوروں کی راحت کا خیال رکھنا چاہیے (انسانوں کے آرام وراحت کی فکر کرنا بدرجہ اولیٰ ضروری ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۸

تقویٰ، گناہ کا کفارہ اور اخلاقِ حسنہ

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ.

(ترمذی، البر والصلۃ، ماجاء فی معاشرۃ الناس، ح:۱۹۸۷)

ابو ذر جندب بن جنادہ اور ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو، گناہ کے ہو جانے کے بعد نیکی کرو، نیکی گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا: حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں 'حسن صحیح' لکھا ہوا ہے)

راویانِ الحدیث

یہ حدیث دو صحابہ ابو ذر غفاری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

ابو ذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ کنانہ کے ایک قبیلہ غفار سے تعلق رکھنے کی وجہ سے غفاری کہلاتے ہیں۔ آپ کی والدہ رملہ رضی اللہ عنہا اور بھائی اُنَیس رضی اللہ عنہ دونوں صحابی ہیں۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں۔ آپ طویل القامت تھے۔ آپ نے زاہدانہ زندگی بسر کی، وہ ضرورت سے زیادہ ذخیرہ کرنے کو ناجائز سمجھتے تھے۔ ان سے مروی احادیث کی تعداد ۲۸۱ ہے۔ ۱۲ متفق علیہ، ۲ صرف بخاری اور ۱۹ صرف مسلم میں ہیں۔

آپ نے مدینہ سے تین دن کی مسافت پر واقع مقام ربذہ پر ۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور انہیں سپرد خاک کیا، پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ واپس آ گئے اور وہ دس دن بعد وفات پا گئے۔

حدیث کے دوسرے راوی ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس الانصاری الخزرجی ہیں جو ۱۸ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ آپ دوسری بیعت عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے تمام معرکوں میں شرکت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے اور عبداللہ بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کی۔ آپ حلال وحرام کا بہت زیادہ علم رکھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں نعم الرجل (اچھا آدمی) قرار دیا۔ انہیں نبی اکرم ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا۔ آپ کی مرویات کی تعداد ۱۵۷ ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رملہ اور بیت المقدس کے درمیان واقع شام کے ایک شہر عمواس میں طاعونِ عمواس (۱۸ھ) میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۳۳ سال تھی۔

شرح الحدیث

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحت کی، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی آپ نے یہ نصیحت فرمائی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم پوشیدہ اور علانیہ دونوں حالتوں میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جب تم برائی کے مرتکب ہو جاؤ تو نیکی کرو۔ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا تمہارا دُرہ (کوڑا) بھی گر جائے تو کسی سے سوال نہ کرنا۔ اپنے پاس امانت نہ رکھنا اور نہ دو اشخاص کے درمیان فیصلہ کرنا (مسند احمد: ۲۰۵۹۲، صحیح الجامع: ۲۵۴۴) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا تو عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! مجھے نصیحت فرمائیں! آپ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ مجھے مزید نصیحت فرمائیں: آپ نے فرمایا: استقامت اختیار کرو اور اپنے اخلاق عمدہ رکھو (مستدرک حاکم ۱/۱۲۱، مجمع الزوائد ۸/۲۶)

نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ کو یمن بھیجا تو فرمایا: معاذ! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ اور جب کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لیا کرو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: لا الٰہ الا اللہ کہنا ان حسنات میں سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ سب سے بڑی نیکیوں میں سے ہے (التمہید ۶/ ۵۵)

حدیث زیر بحث میں ابوذر غفاری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو تین باتوں کی نصیحت فرمائی۔ یہ عظیم نصیحت حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پر مشتمل ہے۔

۱) تقویٰ اللہ: بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ کما حقہ اس کا تقویٰ اختیار کریں۔ پہلوں پچھلوں سب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی نصیحت فرمائی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے (دیکھیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النساء:۱۳۱)۔تقویٰ ایک جامع لفظ ہے۔اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت اور جلال واکرام کو مدِ نظر رکھ کر اطاعت کرنا اوراس کی نافرمانی سے بچنا تقویٰ کہلاتا ہے۔

کامل تقویٰ فرائض وواجبات کی ادائیگی اور محرمات ومشتبہات سے پرہیز کرنے پر مشتمل ہے۔کبھی اس میں مندوبات کا کرنا اور مکروہات سے بچنا بھی داخل ہوتا ہے۔دنیا کی اس خاردار وادی سے دامن بچا کر گزرنا یعنی محتاط زندگی بسر کرنا تقویٰ ہے۔ابن معتز فرماتے ہیں: ہر چھوٹے بڑے گناہ کو چھوڑ دو یہی تقویٰ ہے اور زمین پر اس آدمی کی طرح چلو جو کانٹے کو دیکھ کر اپنے دامن کو بچاتا ہے۔چھوٹی چھوٹی برائیوں کو بھی حقیر نہ جانو کہ بے شک پہاڑ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے وجود پاتے ہیں (قطرے قطرے سے دریا بن جاتا ہے)

قرآن مجید میں متقین کی صفات اور ان کی جزا کا جابجا تذکرہ کیا گیا ہے(مثلاً دیکھیے البقرۃ:۱-۵، ۱۷۷، آل عمرٰن:۱۳۳-۱۳۴)

تقویٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ ہے جیسا کہ آیت کریمہ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (۶۵/ الطلاق:۲-۳) سے معلوم ہوتا ہے۔

تقویٰ سے اللہ معاملات میں آسانی پیدا کر دیتا ہے(ایضاً:۴)

تقویٰ سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اللہ عظیم اجر عطا فرماتا ہے(ایضاً)

تقویٰ اختیار کرنے والوں کا اللہ ساتھ دیتا ہے(النحل:۱۲۸)

زیادہ متقی لوگ ہی اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہیں(الحجرات:۱۳)

تقویٰ اپنانے والوں کو اللہ تعالیٰ حق و باطل میں تفریق کرنے کا ملکہ عطا فرماتا ہے (الانفال:۲۹)

تقویٰ ہر چیز (خیر) کی جڑ ہے(مسند احمد:۱۱۳۴۹)

بہت سے اوامر ونواہی سے پہلے یا بعد میں تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔

تقویٰ کی اسی اہمیت وفضیلت کے پیشِ نظر نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تقویٰ کی تلقین کرتے۔آپ ﷺ کسی کو وداع کرتے اور اہتمام وعظ ونصیحت کے وقت تقویٰ کی خصوصی نصیحت کرتے۔جیسا کہ آیات خطبہ اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے(ابو داؤد: ۴۶۰۷،ترمذی:۲۶۷۶،ابن ماجۃ:۴۲،مسند احمد: ۱۱۳۴۹، ۱۶۵۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں تقویٰ عطا فرمائے۔ محمد رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی (مسلم، الذکر، فی الادعیۃ، ح:۲۷۲۱)

''الٰہی! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور تونگری کا سوال کرتا ہوں''۔

۲) گناہوں کا کفارہ: ظاہر و پوشیدہ تقویٰ اختیار کرنے والے شخص سے بھی بشری تقاضے سے کبھی کبھار گناہ کا صدور ہو سکتا ہے۔ شیطانی حملے سے ایسے لوگ چوکنے ہو جاتے ہیں۔ ان سے غلطی ہوتی ہے مگر یہ گناہ پر مصر نہیں رہتے بلکہ اپنے گناہوں کی اپنے رب سے فوراً معافی مانگتے ہیں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ متقی لوگوں کے محتاط ہونے کے باوجود ان سے نافرمانی سرزد ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ (۳/ ال عمران:۱۳۵) سے ظاہر ہے۔

گناہوں پر اصرار کرنے والے قابل مذمت ہیں۔ ارشاد نبوی ہے: رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا، معاف کرو تمہیں معاف کیا جائے گا۔ جو بات سن کر عمل نہیں کرتے، ان کے لئے بربادی ہے۔ ان اصرار کرنے والوں کے لئے بھی تباہی ہے جو اپنی غلطی جانتے ہوئے بھی اصرار کرتے ہیں (مسند احمد:۶۲۵۵)

نیک اعمال انسان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ نیک اعمال صغیرہ گناہوں کو کالعدم کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (۱۱/ھود:۱۱۴)

''یقیناً نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں''۔ گناہوں کو مٹانے والے بیشتر اعمال صالحہ یہ ہیں:

وضو، اذان، فرض نماز، نماز جمعہ، تہجد و تراویح، رمضان المبارک کے روزے، یومِ عرفہ کا روزہ، عاشوراء کا روزہ، زکوٰۃ ادا کرنا، حج و عمرہ، حجرِ اسود کو چومنا اور چھونا، جہاد فی سبیل اللہ، اللہ کی راہ میں شہید ہونا، درود، اذکار مسنونہ، سورۃ الملک کی تلاوت، کفارۂ مجلس کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، کھانا کھانے کے بعد کی دعا، نیا کپڑا پہننے کی دعا، استغفار و توبہ، تکلیف پر صبر، تقویٰ، اتباع رسول ﷺ، صدقہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر ترس کھانا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، حالت اسلام میں بال سفید ہونا، کبیرہ گناہوں سے اجتناب، مسلمان بھائی سے مصافحہ کرنا، میت کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا، مجرم پر حد و تعزیر کا اجراء وغیرہ (تفصیل کے لئے دیکھیے مولانا محمد ارشد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمال کی کتاب ''گناہوں کو مٹانے والے اعمال'')

اَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا کے سلسلے میں یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ نیکی کرنے سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (کبائر کی بخشش کے لئے توبہ واستغفار ضروری ہے) ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا (۴/النساء:۳۱) ''اگر تم کبیرہ گناہوں، جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے، سے اجتناب کرو تو ہم تمہاری برائیاں معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت واحترام کے مقام میں جگہ دیں گے''

امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ توبہ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۴۹/الحجرات:۱۱) ''اور جنہوں نے توبہ نہ کی وہی لوگ ظالم ہیں''۔ اور فرائض کی ادائیگی نیت وقصد کے بغیر نہیں ہوتی۔ اگر کبائر نماز، روزہ اور دیگر فرائض کی ادائیگی سے معاف ہوتے ہوں تو توبہ کی حاجت نہ رہے جو کہ درست نہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک گناہوں کا کفارہ ہیں (مگر اس کے لئے شرط یہ عائد کی گئی ہے کہ) مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَآئِرَ ''جب کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے'' (مسلم، الطہارۃ، ح:۲۳۳)

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز، اس کے لئے اچھا وضو اور خشوع وخضوع سابقہ گناہوں کا کفارہ ہیں۔ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً ''جب تک اس نے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو (ایضاً: ح:۲۲۸)

توبہ کئے اور دنیوی سزا ملے بغیر کبیرہ گناہ معاف نہ ہونے کی ایک دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا: اس پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، نہ چوری کرو گے، نہ بدکاری کرو گے، آپ نے انہیں ایک آیت پڑھ کر سنائی۔ تم میں سے جو اس بیعت سے وفا کرے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ البتہ جو شخص ان میں سے کسی گناہ کا مرتکب ہوا اور اسے اس کی سزا مل گئی وہ اس کا کفارہ ہے۔ جو شخص ان میں سے کسی برائی کا مرتکب ہوا مگر اللہ نے اس کی پردہ پوشی کر دی (کسی کو علم ہی نہ ہوا) تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے (بخاری، الایمان، ح:۱۸، مسلم، الحدود، ح:۱۷۰۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض علماء کا کہنا ہے کہ وہ حدود وتعزیرات گناہوں کا کفارہ ہیں جن کے اجراء سے پیشتر مجرم توبہ کر لے تاہم توبہ سے حدود معاف نہیں ہوتیں۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (۳/ ال عمرٰن:۱۹۳)

۴) خلقِ حسن: احکام الٰہیہ کی اس قدر تعمیل کہ وہ انسان کی پختہ عادت بن جائیں اور وہ انہیں بسہولت ادا کرتا جائے حسن خلق کہلاتا ہے۔ حدیث ''آپ کا اخلاق قرآن تھا'' (مسلم: ۱۳۹) سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قرآن کے اوامر ونواہی اور احکام و آداب اس طرح اپنا لئے تھے کہ وہ آپ کی طبعی عادت بن گئے تھے (حسن خلق کے معنی ومفہوم اور ماہیت کو بطور مثال کے البقرۃ: ۱۷۷، الفرقان: ۶۳-۷۴، التوبۃ: ۱۱۲، المومنون: ۱-۱۱، المعارج: ۲۳-۳۵ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے) حدیث میں نیکی (کی جملہ انواع واقسام) کو عمدہ اخلاق کا نام دیا گیا ہے (مسلم، البر والصلۃ، تفسیر البر والاثم، ح:۲۵۵۳)

اخلاق حسنہ کی فضیلت پر چند احادیث کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں:

☆ سب سے زیادہ مکمل ایمان والا وہ مومن ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں (ابوداؤد:۴۶۸۲)
☆ مومن کو جو سب سے افضل چیز ملی ہے وہ اچھا اخلاق ہے (مسند احمد:۱۷۷۲۶)
☆ مومن اپنے عمدہ اخلاق کی بدولت روزہ دار اور تہجد گزار کا درجہ پالیتا ہے (ایضاً:۴۷۹۸)
☆ میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی عمل نہیں (ایضاً:۴۷۹۹)
☆ لوگوں کو جنت میں زیادہ داخل کرنے والا عمل اللہ کا تقویٰ اور عمدہ اخلاق ہے۔ (ترمذی: ۲۰۰۴، ابن ماجۃ:۴۲۴۶)
☆ حسن اخلاق اختیار کرنے والے شخص کو نبی ﷺ نے جنت کے اعلیٰ مقام میں ایک گھر کی ضمانت دی ہے (ابوداؤد:۴۸۰۰)
☆ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور روز قیامت نبی ﷺ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس کا اخلاق سب سے عمدہ ہو (ابن حبان:۴۸۵)

عمدہ اخلاق اختیار کرنا اخلاقِ انبیاء سے مطابقت رکھتا ہے اس لئے ایسے لوگوں کو انبیاء و رسل علیہم السلام کے قریب جگہ ملے گی۔

اخلاق نبوی کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (۶۸/ القلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴: ''بے شک آپ عظیم اخلاق پر فائز ہیں''۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: مجھے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہے (موطا، حسن الخلق، ما جاء فی حسن الخلق)

اعلیٰ اخلاقی اقدار پر فائز ہونے کے باوجود نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ'' (مسند احمد ۱/۴۰۳)

''الٰہی! تو نے جیسے میری صورت عمدہ بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی عمدہ بنا دے.....''

عمدہ اخلاق کے حصول اور برے اخلاق سے پناہ کے لئے افتتاح نماز کی ایک لمبی دعا میں آپ ﷺ یہ بھی پڑھتے: وَاھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ (مسلم، صلاۃ المسافرین صلوۃ النبی ﷺ ودعاءہ باللیل، ح:۷۷۱، ابوداود: ۷۶۰)

''عمدہ اخلاق و عادات کی طرف میری رہنمائی فرما۔ اچھے اخلاق کی توفیق تجھی سے مل سکتی ہے۔ برے اخلاق کو مجھ سے دور رکھ۔ بری عادات کو تو ہی پھیر سکتا ہے''۔

نبی اکرم ﷺ کی پیروی کرنے والے مومن اپنے آپ کو برے اخلاق سے بچاتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے: مومن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بیہودہ بکنے والا قطعاً نہیں ہوتا (ترمذی: ۱۹۷۷، مستدرک حاکم ۱/۱۲)

خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ پر عمل کا یہی تقاضا ہے۔

فقہ الحدیث

۱) اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مجموعہ ہے۔

۲) حقوق العباد کی حیثیت دوہری ہوتی ہے، وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا مرکب ہوتے ہیں۔

۳) خلوت و جلوت ہر دو حالت میں اللہ تعالیٰ کے رقیب (نگہبان) ہونے کا عقیدہ نگاہ میں رکھنا چاہیے۔

۴) لوگوں کو تقویٰ کی تلقین کرنا سنت نبوی ہے۔

۵) مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے رعب و جلال سے ہیبت زدہ ہونا چاہیے۔

۶) تقویٰ بارگاہ الٰہی میں جواب دہی کا تصور اجاگر کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷) نیکی سے گناہ کو مٹانا اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا تقویٰ کے ہی مظاہر ہیں۔

۸) مومن کی شان یہ ہے کہ اگر اس سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو وہ اس کا ازالہ عملِ صالح سے کرتا ہے۔

۹) گناہوں کا کفارہ نیک اعمال ہیں نہ کہ کسی کی شخصیت (نصرانیوں کا عقیدہ کفارہ کئی وجوہ کی بنا پر غلط ہے)

۱۰) نبی اعلیٰ اخلاقی اقدار پر فائز ہوتا ہے اور اس کی تلقین کرتا ہے (بداخلاق نبی نہیں ہوسکتا)

۱۱) مومنین کو ہدایت ہے کہ وہ لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آئیں۔

۱۲) اخلاقی تعلیمات اسلام کا حصہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۱۹

اللہ کے در کے سوالی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَ إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَ اعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَّنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَ إِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ، وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ). وَفِي رِوَايَةِ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ: احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفُكَ فِي الشِّدَّةِ، وَ اعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا.

(ترمذی، صفۃ القیامۃ، ح:۲۵۱۶، مسند احمد ۱/ ۲۰۷، ح: ۲۵۳۷، مستدرک حاکم ۳/ ۶۲۴، المعجم الکبیر، ح:۱۱۲۴۳)

ابو العباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے (بیٹھا ہوا) تھا تو آپ نے فرمایا: لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں: تُو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کرے گا، تُو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ، تُو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ سے کر، جب تو مدد چاہے تو صرف اللہ سے مدد طلب کر، یاد رکھ ساری دنیا جمع ہو کر بھی تجھے فائدہ پہنچانا چاہے تو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سب لوگ تجھے نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو تجھے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس (نقصان) کے جو اللہ نے تیرے مقدر میں کر دیا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں (اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی کے علاوہ ایک اور روایت میں ہے کہ) تُو اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کر تُو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے سامنے پائے گا، تُو خوشحالی میں اللہ کی طرف رجوع کر وہ تنگ دستی کے وقت تیری مدد فرمائے گا۔ یاد رکھ جو چیز تجھے نہیں مل سکی وہ تمہیں مل ہی نہیں سکتی تھی، جو کچھ تجھے مل گیا اس سے تُو محروم نہیں رہ سکتا تھا۔ جان لے کہ (اللہ کی) مدد صبر کے ساتھ ہے اور تکلیف کے بعد کشادگی آتی ہے اور تنگی کے بعد آسانی ہے۔

راوی الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔ آپ کی والدہ کا نام ام الفضل ہے، جو ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۳ برس تھی۔ حدیث میں ان کے لئے لفظ غلام استعمال ہوا۔ عربی زبان میں عمر کے تیسرے سال کے آغاز سے لے کر ۹ سال کے آخر تک کے لڑکے کو غلام کہتے ہیں۔

بحر العلوم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں میں سے حظِ وافر ملا۔ تاہم کم سنی کی وجہ سے آپ نبی اکرم ﷺ سے زیادہ احادیث روایت نہیں کر سکے۔ آپ کی روایات کی تعداد ۶۶ کے لگ بھگ ہے۔ آپ کی بیشتر روایات کبار صحابہ سے مروی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے آپ کو تفسیر القرآن میں نمایاں مقام حاصل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی بہت تکریم کرتے تھے۔ آپ عمر کے آخری حصے میں نابینا ہو گئے تھے۔

آپ نے طائف میں ۶۸ ھ کی عمر میں وفات پائی۔ نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن الحنفیہ نے پڑھائی۔ آپ طائف میں ہی سپرد خاک کیے گئے۔

شرح الحدیث

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے چند ایسی نصیحتیں فرمائیں جن پر اہتمام کے ساتھ عمل کرنا چاہیے۔ ان کلمات کو نبی اکرم ﷺ نے اہتمام اور تاکید کے ساتھ سکھایا۔ ان باتوں پر عمل کرنے سے انسان کی زندگی میں اطمینان و سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے پیچھے چل رہے تھے یا سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ دوسرا مفہوم زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بعض روایات میں ردیف کا لفظ استعمال ہوا ہے، جو سواری میں پیچھے بیٹھنے والے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہما کو نبی اکرم ﷺ کے ارداف (ردیف کی جمع) میں شمار کیا جاتا ہے۔ ارداف رسول ﷺ کی تعداد تیس سے کچھ زیادہ ہے۔

یہ نصیحتیں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ایک کتاب بعنوان ''نور الاقتباس فی مشکاۃ وصیۃ النبی ﷺ لابن عباس'' لکھی ہے۔

اس حدیث میں مندرجہ ذیل نصیحتیں کی گئی ہیں:

۱) پہلی نصیحت اِحْفَظِ اللہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود، حقوق اور اوامر ونواہی کی حفاظت کی جائے۔ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی اور ان کے لئے انعامات کا اعلان فرمایا ہے۔ جیسا کہ هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ (۵۰/ق:۳۲) کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

شریعت اسلامیہ میں وضو، نماز، قسم، نگاہ، شرمگاہ، زبان وغیرہ کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ اِحْفَظِ اللہ کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کو نگاہ میں رکھنا اور اسے یاد رکھنے کا مفہوم بھی داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاس اور دھیان رکھنے والے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔ جیسا عمل تھا ویسا ہی صلہ دیا گیا۔ آیات کریمہ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ (۲/البقرۃ:۴۰)، فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (۲/البقرۃ:۱۵۲)، إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ (۴۷/محمد:۷) وغیرھا آیات میں بھی الجزاء من جنس العمل کا تذکرہ ہے۔

اس نصیحت پر عمل کرنے والے کی دنیوی مصلحتوں جیسے جسم وجان، اہل وعیال اور اولاد کی اللہ تعالیٰ حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ (۱۳/الرعد:۱۱) ''اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے چوکیدار ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ بہترین حافظ وحفیظ ہے۔ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائے (دیکھیے بخاری: ۶۳۲۰، مسلم: ۲۷۱۴، ابوداؤد: ۵۰۷۴، مسند احمد: ۴۵۵۴)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ایسے طریقوں سے حفاظت فرماتا ہے کہ لوگوں کو ان کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا (مثلاً دیکھیے مسلم: ۱۹۳۵، ۲۵۵۰، ۳۰۰۵)

حفاظت کی اعلیٰ شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دین وایمان کی حفاظت فرماتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراسی طرح اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔

نبی اکرم ﷺ مسافر کواس دعا کے ساتھ الوداع کہتے: اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ (ابوداود:۲۶۰۰،مسند احمد۲/ ۳۸) ''میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں''۔

حدیث نبوی ہے کہ ''جب کسی چیز کو اللہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے''۔(عمل الیوم واللیلۃ:۵۱۷،ابن حبان:۲۳۷۶)

حدیث نبوی میں آنے والے الفاظ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ یا تَجِدْہُ اَمَامَکَ کا مطلب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود اور حقوق کی پاسداری کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کو اس اعتبار سے اپنے ساتھ اور سامنے پائے گا کہ وہ اس کی نگہبانی فرماتا ہے، اللہ کی مدد ونصرت اس کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے غار ثور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جن کے ساتھ تیسرا اللہ بھی ہے۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (۹/التوبۃ:۴۰) ''غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے''(بخاری:۴۶۶۳، مسلم:۲۳۸۱)

قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس معیت کا تذکرہ کیا گیا ہے (دیکھیے النحل:۱۲۸، طٰہٰ:۴۶، الشعراء:۶۲)

۲) تَعَرَّفْ اِلَی اللّٰہِ فِی الرَّخَاءِ یَعْرِفْکَ فِی الشِّدَّۃِ میں نبی اکرم ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ نصیحت فرمائی کہ نعمت وخوشی اور فراوانی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ۔اس کی جان پہچان رکھ۔عموماً یہ ہوتا ہے کہ انسان خوشحالی اور نعمتوں کی فراوانی میں اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے (دیکھیے یونس:۱۲، الزمر:۸، حم السجدہ:۴۹-۵۱) کشائش کو وہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ماننے کے بجائے اپنی محنت وصلاحیت کا ثمر قرار دیتا ہے۔یہ قارون کی اور مشرکانہ سوچ ہے۔

انسان اگر مصیبت اور تنگ دستی میں اللہ کا محتاج ہوتا ہے تو آسانی اور فراخی میں بھی اسے اسی کا دست نگر ہونا چاہیے۔بہادر شاہ ظفر نے کیا خوب کہا ہے ؎

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا
ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

ارشادنبوی ہے: جوشخص یہ پسند کرتا ہے کہ مصائب اور مشکلات میں اللہ کے ہاں اس کی دعا قبول ہوتو اسے چاہیے کہ فراخی کی حالت میں کثرت سے دعا کرے (ترمذی:۳۳۸۲، الصحیحۃ:۵۹۳)

فرعون نے اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیا تھا مگر جب اس پر کڑا وقت آیا تو اس نے ایمان لانے کا اعلان کر دیا مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (۱۰/ یونس:۹۱) ''اب! جب کہ اس سے قبل تو نے نافرمانی کی اور تو فساد پھیلانے والوں میں سے تھا''۔

جو لوگ صحت و عافیت اور آسودگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں جب ان پر مشکل وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا ہے۔ حضرت نوح، حضرت ایوب، حضرت یونس، حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور حضرت محمد ﷺ پر مشکلات آئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔

۳) ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے ایک نصیحت یہ فرمائی: اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ ''تو جب بھی سوال کرے تو اللہ سے کر''۔

ایک اور حدیث میں ہے: جوشخص اللہ سے نہ مانگے تو وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے (ترمذی:۳۳۷۳، ابن ماجۃ:۳۸۲۷)

ایک اور حدیث میں ہے: اللہ صاحب حیا و کرم ہے۔ جب آدمی اس کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس کر دے (ابوداؤد: ۱۴۸۸، ترمذی: ۳۵۵۶، ابن ماجۃ: ۳۸۶۵)

اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے مانگو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (۴/النساء:۳۲) ''اور اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو''۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے: کوئی ہے مجھے پکارنے والا؟ میں اس کی پکار کا جواب دوں، ہے کوئی سائل؟ کہ میں اسے عطا کروں، کیا کوئی ہے بخشش مانگنے والا؟ میں اسے بخش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوں (بخاری: ۱۱۴۵، مسلم: ۷۵۷)

سارے نبی اللہ کے در کے سوالی تھے جیسا کہ ان کی دعاؤں سے ظاہر ہے اور افضل الرسل محمد رسول اللہ ﷺ بھی اَسْئَلُکَ (میں تجھ سے سوال کرتا ہوں) کی صدا لگاتے تھے۔ (مسند احمد ۱/۳۹۱، ح: ۳۷۱۲)

لہٰذا مانگنا اس سے چاہیے جس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں، جن میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ جو مانگنے سے ناراض نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے۔

۴) نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایک نصیحت یہ کی: وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ "جب بھی تُو مدد مانگے تو اللہ سے مانگ"!

صرف اللہ سے مدد مانگنے کا اقرار مسلمان ہر نماز میں کرتے ہیں: وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۱/ الفاتحۃ: ۵) "اور ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں"۔

وہی ہے جو مافوق الاسباب لاچاروں اور بے بسوں کی پکار سنتا ہے اور مدد فرماتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی مشکلات کو کشا کرنے والا نہیں (دیکھیے النمل: ۶۲، یونس: ۱۰۶-۱۰۷، الاعراف: ۱۹۱-۱۹۴)

ارشاد نبوی ہے: تم اس چیز کے لئے کوشش کرو جو تمہیں فائدہ پہنچائے، اللہ سے مدد مانگو اور درماندہ ہو کر نہ بیٹھو (مسلم، القدر، ح: ۲۶۶۴)

جو شخص اللہ سے مدد مانگنا چھوڑ دیتا ہے اور غیر اللہ سے مدد مانگتا ہے تو اللہ اسے اسی کے حوالے کر دیتا ہے جس سے اس نے مدد مانگی ہوتی ہے۔ نتیجتاً وہ شخص ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے (جامع العلوم والحکم ص: ۲۵۷)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ غیر اللہ سے مدد نہ مانگنا ورنہ اللہ تجھے اسی کے حوالے کر دے گا (ایضاً)

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگتے تھے مثلاً نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے: فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (۵۴/ القمر: ۱۰) "اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں عاجز آ گیا ہوں تو میری مدد فرما"۔

۵) ایک نصیحت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو آپ ﷺ نے یہ کی کہ تمام خلقت مل کر بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارا نفع ونقصان نہیں کرسکتی، مگر اسی قدر جو تمہارے مقدر میں ہے۔ لکھی ہوئی تقدیر کو ایک عرصہ ہو چکا ہے، لکھنے والے قلم اٹھا لئے گئے ہیں، جن صحیفوں میں تقدیر لکھی گئی تھی وہ بھی خشک ہو چکے ہیں اور جو کچھ ملا ہے وہی ملنا تھا۔ جو نہیں ملا وہ ملنا ہی نہیں تھا، کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو کوئی بدل نہیں سکتا وہ اگر کسی کو کچھ دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ روک دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا مختارِ کل ہے۔ اسی کے حکم سے سب کچھ ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا (۹/التوبۃ:۵۱) کہہ دو! ہمیں وہی پہنچے گا جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے اور وہی ہمارا کارساز ہے"۔

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (۳/آل عمرٰن:۱۵۴) "کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے"۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ...... (۵۷/الحدید:۲۲-۲۳) "کوئی مصیبت زمین پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔ یہ (کام) اللہ کو آسان ہے، تاکہ جو چیز تم سے چھوٹ گئی ہے اس کا غم نہ کھایا کرو اور تمہیں اس نے دیا ہو اس پر اترایا نہ کرو"۔

ارشادِ نبوی ہے: ہر چیز کی ایک حقیقت ہے، بندہ ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ جان نہ لے کہ اسے جو کچھ میسر آیا ہے وہ اس سے چھوٹنے والا نہیں تھا اور جو کچھ چھوٹ گیا وہ اسے ملنے والا ہی نہ تھا (ابوداود:۴۶۹۹، مسند احمد:۲۶۲۱۸)

لہٰذا مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ کے فیصلوں پر راضی رہے۔ مومن کے لئے اللہ کا ہر فیصلہ باعث خیر ہوتا ہے۔ اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اگر نعمت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے (مسلم: ۲۹۹۹، ترمذی: ۲۳۹۶، نسائی: ۱۲۳۷)

نبی اکرم ﷺ اپنی دعا میں یہ الفاظ بھی پڑھتے تھے: عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ (مسند احمد ۱/۳۹۱) "(اللہ!) میرے بارے میں تیرا فیصلہ سراسر عدل ہے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تقدیر کی مزید وضاحت کے لئے حدیث نمبر۲ اور ۴ کا مطالعہ کیجئے)

۶) نبی اکرم ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایک یہ بات یاد رکھنے کی تلقین فرمائی کہ النَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ یعنی اللہ کی مدد صبر کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (۲/البقرۃ:۱۵۳) ''ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے اللہ سے مدد مانگو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

ارشادِ الٰہی ہے: قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (۲/البقرۃ:۲۴۹)

''جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ انہیں اللہ کے رو برو حاضر ہونا ہے، وہ کہنے لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور اللہ صبر و استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے''۔

ایک اور آیت کریمہ میں ہے: فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (۸/الانفال:۶۶) ''اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے''۔

غزوہ بدر میں صبر و ثبات کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی اور وہ قلیل ہونے کے باوجود کثیر گروہ پر غالب آ گئے۔

واضح رہے کہ صبر کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے صبر کی مندرجہ ذیل تین صورتیں بیان کی ہیں:

۱) معصیت الٰہی سے صبر (گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنے نفس پر قابو رکھنا یعنی نفس کے خلاف جہاد کرنا (ترمذی:۱۶۲۱)

۲) اطاعت الٰہی پر دوام اور ثابت قدمی۔

۳) مصائب پر صبر، یعنی شکوہ و شکایت نہ کرنا۔

(تفصیل کے لئے دیکھیے طریق الہجرتین و باب السعادتین لابن قیم، ترجمہ و تلخیص اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیقات از ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن، مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار لاہور)

۷) نبی اکرم ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ تعلیم بھی دی کہ یاد رکھو تکالیف و مصائب کے بعد کشادگی اور فراخی آتی ہے۔

انبیاء ورسل علیہم السلام کے حالات و واقعات سے بھی یہی درس ملتا ہے۔

اَلْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ کا اصول اِس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے: وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ (۴۲/الشوریٰ:۲۸) ''اور وہی تو ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت (بارش) کو پھیلا دیتا ہے''۔

فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ○ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ (۳۰/الروم:۴۸-۴۹) ''پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں جب کہ وہ بارش کے اترنے سے پہلے تو نا امید ہو رہے تھے''۔

حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا (۱۲/ یوسف: ۱۱۰) ''یہاں تک پیغمبر جب (لوگوں کے ایمان لانے اور نصرت الٰہی کے نزول سے) مایوس ہوگئے اور انہوں نے خیال کیا کہ (اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کہی تھی اس میں) وہ سچے نہ نکلے تو ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی''۔

حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ (۲/ البقرۃ:۲۱۴) ''حتی کہ رسول اور مومن لوگ، جو ان کے ساتھ تھے، سب پکار اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی؟ دیکھو اللہ کی مدد قریب ہے''۔

لہٰذا تکالیف و شدائد میں صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اور نہ رحمتِ الٰہی سے مایوس ہونا چاہیے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: يٰبَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَايْئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (۱۲/ یوسف:۸۷) ''بیٹو! (یوں کرو کہ ایک دفعہ پھر) جاؤ! یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو''۔

۸) آخر میں نبی اکرم ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بات یاد رکھنے کی تلقین کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تنگی کے بعد آسانی بھی ہے۔ یہ اصول قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا (۶۵/الطلاق:۷) ''عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا''۔ ایک اور مقام پر تکرار اور تاکید کے ساتھ ارشاد الٰہی ہے: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ٥ (۹۴/الم نشرح:۵-۶) ''بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے''۔

نبی اکرم ﷺ پر تنگی کے بعد جو آسانی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی تھی یہاں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسا کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ٥ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ٥ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ٥ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ٥ (۹۴/الم نشرح:۱-۴) سے ظاہر ہے۔ اس سورت کے آخر میں تنگی سے نکلنے کا نسخہ بھی بتایا گیا اور وہ عبادت میں محنت کرنا اور رب کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

فقہ الحدیث

۱) ایک سواری پر دو آدمیوں کا سوار ہونا آدابِ اسلامی کے منافی نہیں۔
۲) نبی اکرم ﷺ کے ساتھ برابر بیٹھنا بے ادبی شمار نہیں ہوتا تھا۔
۳) نبی اکرم ﷺ میں عاجزی و انکساری پائی جاتی تھی۔
۴) گفتگو بامقصد اور مفید ہونی چاہیے۔
۵) بچوں کو اسلامی عقائد و اعمال بالخصوص عقیدہ توحید سے روشناس کرانا سنت نبوی ہے۔
۶) اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی معرفت کے بہت سے دنیوی اور اخروی فوائد ہیں۔
۷) اسلامی عقائد اور شرعی احکام و آداب کے دنیوی فوائد بیان کرنا خلاف شریعت نہیں۔
۸) جیسا عمل ہو ویسا ہی صلہ ملتا ہے۔
۹) جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھے اللہ تعالیٰ بھی اس کا خیال رکھتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے۔
۱۰) اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔
۱۱) اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔
۱۲) اللہ نہ چاہے تو کوئی کسی کا نقصان نہیں کر سکتا۔
۱۳) کشادگی اور فراخی کی حالت میں یاد الٰہی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴) نیک اعمال کا صلہ دنیا میں بھی مل سکتا ہے۔
۱۵) تکلیف میں مبتلا شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ کوئی بھی مصیبت مستقل نہیں رہتی۔
۱۶) مافوق الاسباب طریقے سے نہ کسی سے سوال کیا جائے اور نہ مدد مانگی جائے۔
۱۷) تقدیر بہت پہلے سے لکھی ہوئی ہے۔
۱۸) النافع، القہار، المعطی اور المانع صرف اللہ تعالیٰ ہے۔
۱۹) تمام حالات میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے اور صابر و شاکر رہنا چاہیے۔
۲۰) فرج وکرب اور عسر ویسر ہر دو حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے۔
۲۱) اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔
۲۲) صبر واستقامت سے ہر مصیبت کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۲۰

شرم وحیا کی اہمیت وفضیلت

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

(بخاری، الادب، اذا لم تستح فاصنع ماشئت، ح: ۶۱۲۰، ابوداؤد، الادب، فی الحیاء، ح: ۴۷۹۷)

ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سابقہ نبوت کے کلام میں سے لوگوں نے جو باتیں پائی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تو حیا نہ کرے تو جو جی چاہے کر۔

راوی الحدیث

ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ انصاری اور بدری صحابی ہیں۔ مدینہ کے مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ نے انصار قرار دیا جو اوس وخزرج پر مشتمل تھے۔ انہوں نے مہاجرین کے لئے بہت قربانیاں دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے انصار کی محبت کو ایمان کی نشانی جب کہ ان سے بغض کو نفاق کی علامت ٹھہرایا۔

عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر میں شریک ہونے یا بعض علماء کے نزدیک بدر کے کنویں کے پاس نزول کرنے کی وجہ سے بدری کہا جاتا ہے۔

ان کی مرویات کی تعداد ۱۰۲ ہے۔ ۹ متفق علیہ، ایک صرف بخاری (حدیث ھٰذا) جب کہ ۷ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ جنگ صفین میں شرکت کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ مشہور قول کے مطابق آپ نے ۴۰ھ میں وفات پائی۔

شرح الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں بے حیائی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اس کے برعکس حیا کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ حیا سے مراد طبیعت کا کسی کام سے اس لئے رک جانا کہ اسے کرنے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملامت، مذمت یا عیب لگنے کا خدشہ ہو۔ حیادار آدمی کو اس بات کا خوف لاحق ہوتا ہے کہ کہیں برائی کی نسبت اس کی طرف نہ ہو جائے۔

یہ فطری جذبہ انسان کو نیکی کی طرف راغب کرتا ہے اور خلافِ مروت امور کے خلاف نفرت پیدا کرتا ہے۔ باحیا آدمی قبیح کاموں سے بچتا ہے نیز وہ حقداروں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی پر آمادہ نہیں ہوتا۔ حیا ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان اور حیوان میں تمیز پیدا کرتا ہے۔ حیا سے وقار اور سکینت حاصل ہوتی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

اَلْحَیَاءُ لَا یَأْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ (بخاری، الادب، الحیاء، ح:٦١١٧)

''حیا ہمیشہ خیر و برکت ہی لاتی ہے'' ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں: اَلْحَیَاءُ کُلُّهٗ خَیْرٌ ''حیا سراسر خیر ہے'' (مسلم، الایمان، ح:٣٧، ابوداود:٤٧٩٦)

نبی ﷺ کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو اپنے بھائی پر حیا کرنے کی وجہ سے ناراض ہو رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ تم بہت شرماتے ہو، گویا وہ کہہ رہا تھا کہ تم اس کی وجہ سے اپنا نقصان کر لیتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: دَعْهُ فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ ''اسے (ڈانٹنا) چھوڑ دے کہ حیا تو ایمان سے ہے'' (بخاری، ح: ٦١١٨، الایمان، الحیاء من الایمان، ح:٢٤، مسلم:٣٦)

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں: وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ (بخاری، الایمان، امور الایمان، ح:٩، مسلم:٣٥،) ''حیا ایمان کی ایک شاخ ہے''۔

حیا اگرچہ فطری عمل ہے تاہم شرعی امور میں اس کے اظہار کے لئے قصد و ارادہ اور کسب اور علم کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اسے ایمان کا جزو قرار دیا گیا ہے۔

بعض احادیث میں ہے کہ بے ہودگی اور بے حیائی جس میں ہو اسے معیوب بنا دیتی ہے اور جس میں حیا آ جائے وہ اسے مزین کر دیتی ہے (ترمذی، البر والصلۃ، ماجاء فی الفحش والتفحش، ح: ١٩٧٤، ابن ماجۃ، الزہد، الحیاء، ح:٤١٨٥)

حدیث میں ہے کہ حلم و حیا ایسی صفات ہیں جو اللہ کو پسند ہیں (نسائی، فضائل الصحابۃ، ح: ٢١٠، مسند احمد، ح:١٧١٦٠)

اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰی کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ (شریعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمدیہ کے علاوہ) شرم وحیا سے متعلق احکام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک موجود رہے ہیں۔ انہیں کسی نے منسوخ نہیں کیا۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں اس لڑکی کا تذکرہ ہوا ہے جو اپنے باپ کے کہنے پر انہیں بلانے آئی تھی۔ قرآن اس کی چال کا نقشہ کھینچتا ہے:

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ لِیَجْزِیَکَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا (۲۸/القصص:۲۵)

"(تھوڑی دیر بعد) ان دونوں میں سے ایک عورت، جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی، اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ آپ کو میرے والد بلاتے ہیں تاکہ تم نے جو ہمارے لئے پانی پلایا تھا اس کی تمہیں اجرت دیں"۔

شریعت محمدیہ میں شرم وحیا کی بہت تلقین کی گئی ہے۔ جس ہستی نے شرم وحیا کی یہ تعلیمات پیش کیں ان کے بارے میں ایک روایت میں اَشَدُّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا (بخاری:۶۱۱۹) کے الفاظ ہیں۔ یعنی آپ ﷺ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔

قرآن مجید میں بھی نبی کریم ﷺ کی حیا کا تذکرہ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ (۳۳/الاحزاب:۵۳) کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ یعنی آپ ﷺ مسلمانوں سے شرماتے تھے۔

اس کے برعکس شرم وحیا نہ کرنے والوں کے لئے بڑی وعید ہے۔ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ میں شرم وحیا کی پاکیزہ عادت چھوڑنے والوں کے لئے بہت بڑی دھمکی ہے۔ جو شخص حیاء کے دامن کو تارتار کر دیتا ہے وہ کسی بھی برائی پر آمادہ ہو سکتا ہے۔

ڈانٹ کا یہ اسلوب قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ اللہ کی آیات کے سلسلے میں کجروی اختیار کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۴۱/حم السجدۃ:۴۰) "تم جو چاہو کرو، جو کچھ تم کر رہے ہو یقیناً وہ اسے دیکھنے والا ہے"۔

اسی طرح کی وعید کا انداز اس آیت میں بھی پایا جاتا ہے: فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ (۳۹/الزمر:۱۵) "اس کے سوا جس کی تم چاہو عبادت کرو"۔ جن سے فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ کہا بعد میں ان کی سزا کا بھی تذکرہ کیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ جب حیا نہ کرو تو تمہارے پلے کیا رہا۔ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔ جو جی میں آئے کرتے رہو، اس کی سزا تمہیں اللہ کی طرف سے مل جائے گی۔

بعض علماء نے فَاصْنَعْ کو خبر کے معنیٰ میں لیا ہے۔ یعنی جو شخص حیا نہیں کرتا ہو اس کا جو جی چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ نجس کاموں میں ملوث ہونے میں بھی عار محسوس نہیں کرتا، اس میں مروت اور دوسروں کا لحاظ باقی نہیں رہتا۔

جس کو خدا کی شرم ہے وہ ہے بزرگ دین
دنیا کی جس کو شرم ہے، مرد شریف ہے
جس کو کسی کی شرم نہیں اس کو کیا کہوں
فطرت کا وہ رذیل ہے دل کا کثیف ہے (اکبر الہ آبادی)

نوٹ: واضح رہے کہ فرائض کی ادائیگی، احکام شریعت پر عمل اور شرعی مسائل دریافت کرنے میں شرمانا درست نہیں (مثلاً دیکھیے بخاری، الادب، مالایستحیا من الحق للتفقہ فی الدین، ح: ۵۱۲۰، ۶۱۲۱-۶۱۲۳، ۱۳۰۶۱)

فقہ الحدیث

۱) حیا سب نبیوں کی تعلیمات کا مشترکہ حصہ ہے۔
۲) بے حیائی تمام شریعتوں میں ممنوع ہے۔
۳) بے حیائی کے بہت سے نقصانات ہیں۔
۴) پہلی شریعتوں کے احکام و مسائل جو شریعت اسلامیہ نے منسوخ نہیں کیے، ہمارے لئے حجت ہیں۔
۵) برے اعمال کے انجام سے لوگوں کو باخبر رکھنا چاہیے۔
۶) سابقہ شریعتوں کے بعض احکام کو شریعت اسلامیہ نے اجاگر کیا ہے۔
۷) بے حیائی سے بچنے والا بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔
۸) ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی بعض تعلیمات کو محفوظ رکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث: ۲۱

ایمان پر استقامت

عَنْ أَبِي عَمْرٍو وَقِيلَ أَبِي عَمْرَةَ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ، قَالَ: قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ فَاسْتَقِمْ.

(مسلم، الایمان، جامع اوصاف الاسلام، ح: ۳۸)

ابوعمرو - بعض کے نزدیک ابوعمرہ - سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اسلام کے بارے میں ایک بات فرمادیں کہ اس کے متعلق مجھے آپ کے علاوہ کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپ نے فرمایا: کہہ کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر (اس پر) ثابت قدم رہ۔

راوی الحدیث

سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ الثقفی الطائفی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو ہے، بعض نے کہا ہے کہ آپ کی کنیت ابوعمرہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آپ کو طائف کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ میں آپ بحرین چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے آپ کے بیٹوں عبداللہ، عروہ اور نافع نے احادیث روایت کی ہیں۔ صحیح بخاری میں ان سے کوئی روایت مروی نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں بھی ان سے صرف یہی ایک روایت مروی ہے۔

شرح الحدیث

سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اسلام کے بارے میں ایک جامع اور واضح بات کا مطالبہ کیا تاکہ وہ اسے پلے باندھ لیں اور انہیں اس کے بارے میں کسی اور سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایک ایسی بات بیان کریں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ آپ نے فرمایا کہ کہو! رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ ''میرا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہو''۔ میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! کس چیز کا خطرہ ہونا چاہیے اور میرے بارے میں آپ کو کیا ڈر ہے؟ آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خطرناک ہے) (ترمذی، الزہد، ما جاء فی حفظ اللسان، ح:۲۴۱۰)

تمام اعضاء و جوارح کو سیدھا رکھنا استقامت کہلاتا ہے۔ حدیث نبوی کے مطابق روزانہ انسان کے اعضاء زبان سے عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ اگر تو سیدھی ہوگئی تو ہم سب سیدھے ہو جائیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے (ایضاً ح:۲۴۰۷)

ایک اور حدیث میں ہے: کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو، دل اس وقت تک سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو (مسند احمد ۳/ ۱۹۸، ح:۱۲۵۷۹)

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور اہل ایمان کو استقامت کا حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ (۴۲/الشوریٰ:۱۵) ''اس (دین کی) طرف بلاتے رہو اور جیسا تجھے حکم ہوا ہے اسی پر قائم رہنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور کہہ دو کہ جو کتاب اللہ نے نازل کی ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں''۔

ایک اور مقام پر ارشاد الٰہی ہے: فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا (۱۱/ھود:۱۱۲) ''جیسا تمہیں حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو اور حد سے تجاوز نہ کرنا''۔

دعوتِ نبوی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ (۴۱/حم السجدۃ:۶) ''اسی (معبودِ واحد) کی طرف سیدھے رہو اور اسی سے مغفرت مانگو اور مشرکوں پر افسوس ہے''۔

اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ استقامت میں اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو اس کا ازالہ استغفار سے کیا جائے۔ ارشاد نبوی ہے: قَارِبُوْا وَ سَدِّدُوْا (مسلم، المنافقین، لن یدخل احد الجنۃ بعملہ، ح:۲۸۱۶) اعتدال کی راہ اختیار کرو اور سیدھے رہو، یعنی استقامت اور درستی اختیار کرو''۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہنے پر استقامت یہ ہے کہ اس ایمان کی خاطر جو بھی مشکلات آئیں انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداشت کیا جائے۔ ایمان باللہ اور عقیدہ توحید کے ساتھ آمیزش کو قبول نہ کیا جائے اور اس کی خاطر جو بھی قربانی دینا پڑے اس سے دریغ نہ کیا جائے۔

انبیاء ورسل علیہم السلام کو بھی ایمان کی خاطر بہت زیادہ پریشان کیا گیا، ان پر ظلم وتشدد کیا گیا اور بعض کو لوگوں نے شہید بھی کر دیا۔ حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم السلام اور دیگر انبیاء کو اذیتیں پہنچائی گئیں، کچھ پیغمبروں کو لہولہان کر دیا گیا مگر ان کے پایۂ استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آئی۔

تاریخ میں ایسے مومن بھی ہوئے ہیں جنہیں گڑھا کھود کر اس میں ڈال دیا جاتا اور سر پر آری چلا دی جاتی، لوہے کی کنگھیوں سے ان کے جسموں میں دھنسایا جاتا، ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرا جاتا مگر پھر بھی اپنے دین سے پھرتے نہیں تھے (بخاری، المناقب، مالقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکۃ، ح ۳۸۵۲، نیز دیکھیں بخاری: ۶۹۴۳)

مسلمان ہونے والے جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ جو تُو نے کرنا ہے کر لے! ہم ایمان چھوڑ نہیں سکتے (سورۃ الاعراف اور سورۃ طٰہٰ میں ان کا تفصیلی تذکرہ ہوا ہے۔)

قرآن میں صاحبِ یٰس، اصحاب الاخدود کے مظالم برداشت کرنے والے مومنین (بالخصوص ایک بچے کا واقعہ بہت ایمان افروز ہے، مسلم، الزہد، قصۃ اصحاب الاخدود، ترمذی، التفسیر، سورۃ البروج) زوجۂ فرعون اور آل فرعون کے مومن کی استقامت کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

ایمان کی خاطر بہت سی آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے (دیکھیے البقرۃ: ۲۱۴، العنکبوت: ۲-۳) صحابہ رضی اللہ عنہم پر کیے جانے والے مظالم کی داستان بھی بہت طویل ہے۔ حضرات بلال، عمار، یاسر، خباب، سمیہ (تاریخ اسلام کی پہلی شہیدہ)، زنیرہ رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ وصحابیات نے بھرپور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے تختہ دار پر لٹکائے جانے کا تفصیل واقعہ صحیح بخاری (ح: ۴۰۸۶) میں بھی موجود ہے۔ آیت کریمہ: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ (۱۶/ النحل: ۱۰۶) کی تفسیر میں بھی بعض ایسے واقعات ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

(صحابیات پر ڈھائے جانے والے انواع واقسام کے مظالم کی داستان جاننے کے لئے ڈاکٹر شہباز حسن کی کتاب "مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن" کا مطالعہ کیجیے)

ایمان پر استقامت اختیار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کئی انعامات کا اعلان فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (۴۱/حم السجدۃ: ۳۰-۳۲) ''جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ۔ اور تمہیں خوشخبری ہے اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیوی زندگی میں اور آخرت میں بھی، تمہارے لئے وہاں وہ کچھ ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں وہ کچھ ہے جو تم مانگو، مہمانی ہے بہت بخشنے والے اور بہت رحم کرنے والے کی طرف سے''۔

دوسرے مقام پر ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (۴۶/الاحقاف: ۱۳-۱۴)

''یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے، انہیں نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ لوگ ہیں جنت والے، اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ان کاموں کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے''۔

فقہ الحدیث

۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مفید اور ضروری سوالات نبی ﷺ سے دریافت کرتے۔
۲) استقامت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔
۳) نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جامع کلمات عطا کئے گئے۔
۴) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے۔
۵) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور پھر اس پر استقامت اختیار کرنے کی تلقین کرنا مسنون ہے۔
۶) اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ تمام ایمانیات کو مستلزم ہے۔
۷) جب پیغمبر ﷺ نے کسی مسئلے کی وضاحت کر دی ہو تو کسی اور سے پوچھنے کی حاجت نہیں رہتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸) ایمان کا اقرار زبان سے کرنا بھی ضروری ہے۔

۹) سچا مومن جو ایمان کی حقیقی لذت چکھ چکا ہو اسلام سے انحراف نہیں کرتا۔

۱۰) نبی اکرم ﷺ کی ہدایات کو تاحیات یاد رکھنا چاہیے۔

۱۱) ہر کام کو اس کے آداب کے مطابق کرنا چاہیے۔

۱۲) اپنے آپ کو اسلام پر قائم رکھنے کے لئے تمام اسباب وذرائع بروئے کار لانے چاہئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ سوم

عقائدِ اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: ''تو ان سے پوچھ کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے۔ تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے۔ اِس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علمی دلیل پیش کرو، اگر تم سچے ہو (تو ضرور ایسا کرو)''

سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۳۲-۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے:

''اور جو کوئی اللہ کے پکارنے والے کی نہ مانے گا وہ اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتا اور اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی والی وارث نہیں۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں کیا یہ لوگ جانتے نہیں؟ کہ جس خدا نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور ان کے پیدا کرنے سے اس کو کسی قسم کی تکان نہ ہو وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔ ہاں بیشک وہ ہر کام پر قادر ہے''۔

۱- ''توحید'' تین چیزوں کا نام ہے: اللہ کی ربوبیت کی پہچان، اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس سے تمام شریکوں کی نفی کرنا۔

۲- توحید اکیلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرنے کا نام ہے۔

۳- شریعت میں توحید اس کو کہتے ہیں کہ ''اللہ کے حقوق صرف اللہ کو دیئے جائیں اور وہ تین ہیں: ملکیت کا حق، عبادت کا حق اور اسماء وصفات کا حق۔

اِن تینوں تعریفات سے ''توحید'' کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے اکیلے اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق و مالک ماننا، تمام عبادات صرف اسی کے لئے بجالانا اور اس کے اسماء و صفات میں اسے یکتا تصور کرنا۔

کلمہ توحید

کلمہ ''توحید'' وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء ورسل علیہم السلام دعوت دیتے رہے یعنی پہلے جزو میں تمام معبودان باطلہ کی نفی ہے اور دوسرے جزو میں صرف اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کا اثبات ہے۔ گویا اس کلمے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودان باطلہ کا انکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو تمام عبادات کا مستحق گردانا جائے۔ یہ مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے:

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرة: ۱۶۳)

''اور تم سب کا معبود ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے''۔

ایک الٰہ کی عبادت ہی دراصل توحید ہے، جو عقیدہ توحید کا اقرار نہیں کرتا گویا اس نے اللہ کی عبادت ہی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوھیت کے تمام اوصاف میں یکتا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کا انتہا درجے کا محبوب ہے اور یہی کہ جو مومن ہیں ان کی تمام امیدیں اس لا شریک ذات کے ساتھ وابستہ ہیں یہی مفہوم ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ﴾ کا ہے۔ اس لئے فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ (۲/البقرة:۱۶۵)

''لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہی جو دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہرا لیتے ہیں، وہ ان سے اس طرح محبت رکھتے ہیں جیسے کہ اللہ سے محبت ہونی چاہیے اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہوئے ہیں ان کی محبت اللہ سے ہی شدید ترین ہوتی ہے۔ اے کاش جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کرانہیں سوجھنے والا ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری کی ساری قوت اللہ کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے''۔

لا الہ الا اللہ کا مفہوم

﴿اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ پس قوت، اختیار اور تصرف صرف اللہ کے پاس ہے۔

۱- لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

۲- لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی محبت کے لائق نہیں ہے۔

۳- لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی بھی صاحب تصرف اور صاحب قوت نہیں ہے۔ سارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔

۴- لا الٰہ الا اللہ کے سوا کوئی بھی ایسی ہستی نہیں جس سے کوئی امید، لالچ یا طمع رکھی جائے۔

۵- لا الٰہ الا اللہ کے سوا کوئی اور ذات نہیں جس سے خوف یا ڈر رکھا جائے۔

وہ اول واحد ہے

یہ ہے کہ وہ اول ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں، وہ ہمیشہ رہنے والی اور کبھی نہ ختم ہونے والی ذات ہے، وہ غنی ہے، کسی کا محتاج نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○

''آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے''۔

اس کی ذات پاک پر زوال نہیں، اس کے لئے ساری سرداری شایان شان ہے، اسی کی ذات ساری کائنات کے لئے ملجا و ماوٰی ہے۔ جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا کیونکہ شجرہ نسب پر پیدائش کا ہونا صفات مخلوقات میں شمار ہوتا ہے۔

''اللہ کے سوا جو ہمیشہ رہنے والا اور سب مخلوق کو تھامنے والا ہے کوئی اور معبود نہیں نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمان اور زمین کی سب چیزیں اسی کی ہیں، کوئی نہیں جو بلا اجازت اس کے پاس کسی کی سفارش کرے وہ سب لوگوں کے آگے اور پیچھے کی چیزیں جانتا ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جان سکتے مگر اسی قدر جو وہ سکھائے اس کی کرسی کی وسعت تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے وہ اُن کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے اور وہی بلند بڑی عظمت والا ہے''۔ (۲/البقرۃ:۲۵۴)

''کہہ دیجئے! اے اللہ تمام سلطنت کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ بھلائی سب تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو سب کاموں پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو زندوں کو مردوں سے نکال لیتا اور مردوں کو زندوں سے الگ کر دیتا ہے اور تو جس کو چاہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے حساب رزق دیتا ہے“(آل عمران:۲۶-۲۷)

”وہ اللہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا اس کی اولاد کہاں ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس کی بیوی بھی نہیں اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ معبود برحق تمہارا پالنہار ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا پس تم اسی کی عبادت کرو وہ ہر ایک چیز پر نگہبان ہے اس کو آنکھیں نہیں پاسکتیں اور وہ سب آنکھوں کو پاتا ہے اور وہ بڑا ہی باریک بین باخبر ہے“۔

(الانعام:۱۰۱-۱۰۳)

توحید کی اہمیت

☆ ”توحید“ دین اسلام کی بنیاد ہے۔

☆ ”توحید“ سب سے پہلا فرض ہے جس کا اقرار کرنا اور اسے دل و جان سے قبول کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

☆ ”توحید“ وہ چیز ہے جس کے بغیر کوئی انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

☆ ”توحید“ ہی وہ چیز ہے کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں (انبیاء و رسل علیہم السلام) کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو غیر اللہ کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی عبادت میں لگائیں۔

☆ ”توحید“ ہی وہ اساسی فریضہ دین ہے جو ایک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرتا ہے۔

☆ ”توحید“ ہی وہ چیز ہے کہ اگر اسے کماحقہ قبول کر لیا جائے، اور اسی طرح موت آئے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

انبیاء کی دعوت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت کے عقیدہ کو بنیادی اہمیت عطا کی ہے۔ دنیا میں جب بھی کوئی رسول اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوا تو اس نے سب سے پہلے اللہ کی توحید اپنی قوم کے لوگوں کو سکھائی۔

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ

”اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ہم نے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے سوا کوئی معبود نہیں تو تم صرف میری ہی عبادت کرو''۔

تمام انبیاء کرام اس نظریہ توحید پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں یہ خبر دے کر کہ یہ ساری کائنات جو بنی آدم کے گردوپیش پھیلی ہوئی ہے۔ اللہ ہی نے سب کو وجود بخشا ہے، سروسامان عطا کیا ہے، زندگی کی ضروریات بخشی ہیں، مادی وسائل واسباب بھی دیئے ہیں، اور روحانی ہدایت و اخروی سعادت کا انتظام بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یکتا اور تنہا ہے۔ اپنے کاموں میں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہی سب کا پروردگار ہے اور متصرف و مختار ہے، زندگی وہی دیتا ہے اور موت بھی اسی کے حکم سے آتی ہے، نفع ونقصان کا اختیار اس کے سوا کسی کو نہیں۔ رزق کے خزانے اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ زندگی کے نشیب وفراز، انقلاب عالم اور حالات کا اتار چڑھاؤ اسی کی مشیت کا مرہون منت ہے۔ یہ کائنات ایک منظم سلطنت ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کا حاکم و فرمانروا ہے۔ تمام اختیارات کا منبع اسی کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق و مالک ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ کریم اور غفورالرحیم ہے۔ اس کی رحمت اپنی مخلوق کے لئے اتنی وسیع ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا لیکن وہ اپنی مخلوق کو جہنم کی آگ میں کیوں جلاتا ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ کسی قسم کا ذرا برابر شرک بھی برداشت نہیں۔ توحید تو یہ ہے کہ اللہ ''وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ'' ہے وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اس کی ذات بے مثل بے مثال ہے وہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے وہ اکیلا معبود ہے، مشکل کشا ہے، حاجت روا ہے۔ اس اکیلے کی عبادت لازم ہے۔ وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔ اسی کے لئے قیام ورکوع، سجدہ، دعا، استعانت سب اسی اکیلے کے لئے ہے۔ وہ رزاق ہے سب اسی کے محتاج ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر تمہارے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: سب سے پہلی چیز اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں......الخ۔ (متفق علیہ)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"معاذ بن جبل!" میں نے کہا: "اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں"۔

پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟

میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"چند مسلمانوں کو جہنم میں (ان کے گناہوں کی) سزا دی جائے گی یہاں تک کہ وہ کوئلے بن چکے ہوں گے، پھر رحمت الٰہی ان کو پالے گی، چنانچہ انہیں جہنم سے نکال کر جنت کے دروازوں پر پھینک دیا جائے گا۔ پھر اہل جنت ان پر پانی چھڑکیں گے جس سے وہ یوں اگیں گے جیسے سیلاب کے لائے ہوئے کوڑا کرکٹ میں نباتات اگتے ہیں (یعنی ان کے بدن بہت جلد اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئیں گے) پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے"۔ (مسند احمد، ج ۳ ص ۳۹۱)

کلمۂ توحید کی فضیلت میں دو عظیم احادیث

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے میری امت کے ایک شخص کو پکارا جائے گا، پھر اس کے سامنے ۹۹ رجسٹر پھیلا دیے جائیں گے جن میں سے ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک لمبا ہوگا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تم اپنے ان اعمال میں سے کسی عمل کا انکار کرتے ہو؟ وہ کہے گا: نہیں میرے رب! پھر اسے کہا جائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر یا کوئی نیکی ہے؟ تو وہ شخص ڈر جائے گا اور کہے گا: نہیں۔ تو اسے کہا جائے گا: کیوں نہیں، تیری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے اور آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس کے لئے ایک کارڈ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا:

(أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

وہ کہے گا: اے میرے رب! یہ کارڈ اتنے رجسٹروں کے سامنے تو کچھ بھی نہیں!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے کہا جائے گا: آج تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پھر تمام رجسٹروں کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور اس کارڈ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ چنانچہ رجسٹروں والا پلڑا اوپر اُٹھ جائے گا اور کارڈ والا پلڑا جھک جائے گا'' (ترمذی: ۲۶۴۱، ابن ماجہ: ۴۳۰۰، مسند احمد ۲/۲۱۳)

☆ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کے ساتھ میں آپ کا ذِکر کروں اور اس کے ساتھ آپ سے دعا مانگوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے کہا: اے موسیٰ تم لا إلـه إلا الله پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! یہ تو تیرے تمام بندے پڑھتے ہیں؟ تو اللہ نے فرمایا: اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ ان میں رہنے والے تمام کے تمام اور اسی طرح ساتوں زمینوں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور ''لا إلـــه إلا الله'' کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو ''لا إله إلا الله'' کا وزن زیادہ ہوگا۔ (ابن حبان: ۲۳۲۴)

توحید کی اقسام

☆ توحیدِ الوہیت

اس سے مراد یہ ہے کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کو یکتا مانا جائے، تمام عبادات صرف اسی کے لئے بجالائی جائیں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت کا اقرار کرنے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ:

☆ اللہ تعالیٰ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے،

☆ اللہ تعالیٰ سے تمام امیدیں وابستہ رکھے،

☆ اس کے دل میں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہو،

☆ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، اور صرف اسی کی عبادت کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام: ۱۶۲) ''آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً میرے نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا یہ سب اللہ ہی کے لئے ہے جو کہ رب العالمین ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا: وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ (البینۃ:۵)
''انہیں محض اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے لئے دین کو خالص رکھیں''۔

☆ توحید ربوبیت

توحید ربوبیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام افعال میں یکتا و تنہا مانا جائے۔ یعنی وہی اکیلا پوری کائنات کا خالق و مالک ہے، وہی اکیلا تمام مخلوقات کا رازق ہے اور وہی پوری دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے اور مدبر الأمور ہے۔ اکیلا اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''آپ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہ کہیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے۔ تو ان سے کہئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے''۔ (یونس:۳۱)

☆ توحید الأسماء والصفات

توحید کی تیسری قسم ''توحید الاسماء والصفات'' ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات میں بھی یکتا مانیں۔ یعنی جو اسماء وصفات اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ذکر ہیں یا اس کے رسول ﷺ نے اس کے لئے ذکر ہیں، ہم ان سب کو مخلوقات سے تشبیہ دیئے بغیر تسلیم کریں اور انہیں اس طرح مانیں جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الاعراف:۱۸۰)

''اور اچھے اچھے نام اللہ کے لئے ہی ہیں۔ لہٰذا تم ان ناموں سے ہی اللہ کو پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ کرو جو اس کے اسماء میں کج روی کرتے ہیں، ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی''۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ:۱۱)

''اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینا قطعاً درست نہیں ہے۔اس میں دو صفات (سمیع، بصیر) کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا ہے، لیکن اس کا دیکھنا اور سننا اسی طرح ہے جیسا کہ اس کی بڑائی اور کبریائی کے لائق ہے...... اسی طرح اللہ تعالیٰ کی باقی صفات پر بھی ہم ایمان لاتے ہیں۔لیکن نہ تو تشبیہ اور تمثیل کو جائز تصور کرتے ہیں اور نہ ہی ان صفات کی کیفیت کو جانتے ہیں اور نہ ہی ان کی کیفیت بیان کرنے کو جائز تصور کرتے ہیں، کیونکہ کیفیت کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جب اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (طٰہٰ:۵) کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''استواء کا معنی معلوم ہے لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں ہے، اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے''۔

☆ شرک سب سے بڑا ظلم ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمٰن:۱۲) ''شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے''۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت بڑے ظلم سے مراد یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا ظلم ہے، اس سے بڑا ظلم کوئی نہیں۔(تفسیر ابن کثیر ۳/۱۷۰۸)

شرک سب سے بڑا ظلم اس لئے ہے کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی پیدا کی گئی مخلوق کو اس باری تعالیٰ کے برابر تصور کرتا ہے اور مخلوق ناقص اور ہر اعتبار سے محتاج ہے۔اسے اُس کامل رب کے برابر قرار دیتا ہے اور جو ایک رائی کے دانے کے برابر (کسی چھوٹی سی) نعمت کے حصول پر بھی قدرت نہیں رکھتا، وہ معبود کیونکر ہو سکتا ہے۔اللہ اپنے بندوں کو ہر قسم کی نعمتیں عطا کرتا ہے، تمام خزانوں کی چابیاں اسی کے پاس ہیں اور وہی ہر قسم کے شرک کو ان سے دور رکھتا ہے۔اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا لیکن اس نے اپنے آپ کو اللہ مالک الملک کے سامنے جھکانے کی بجائے غیر اللہ کے سامنے جھکا دیا! اور اس نے اپنے آپ کو اس حد تک گرا دیا کہ بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی بندگی کرتا، اس نے مخلوق کی بندگی شروع کر دی جسے کسی چیز کا اختیار ہی نہیں ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الانعام:۸۲)

”جولوگ ایمان لائے، پھر اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا انہی کے لئے امن و سلامتی ہے اور یہی لوگ راہِ راست پر ہیں“۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے مراد وہ نہیں جیسا کہ تم گمان کر رہے ہو، بلکہ اس سے مراد (شرک ہے) جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے“۔ (البخاری:۳۲، مسلم:۱۲۴)

☆ شرک سے اللہ نے منع کیا ہے اور اُسے حرام قرار دیا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا (النساء:۳۶) ”اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ“۔

اور فرمایا: قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا (الانعام:۱۵۱)

”آپ کہہ دیجئے کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں، وہ یہ ہے کہ تم کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ“۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شرک سے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا بندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی جبینِ نیاز صرف اللہ کے سامنے جھکائیں، اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور اسی سے مانگیں اور یوں اپنا دامن شرک سے پاک رکھیں۔

☆ شرک سب سے بڑا گناہ ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟“

ہم نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کے رسول!

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا“۔

(البخاری:۵۹۷۶، مسلم، الایمان: ۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو''۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یعنی ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اس جان کو قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرمت والا قرار دیا ہے، سوائے یہ کہ حق کے ساتھ اسے قتل کیا جائے، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن، بے خبر اور ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا''۔ (البخاری:٦٨٥٧، مسلم، الایمان-٨٩)

☆ شرک نا قابل معافی جرم

مشرک اگر شرک سے توبہ نہ کرے اور اس کی موت آ جائے تو اس کا یہ جرم نا قابل معافی ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (النساء:١١٦)

''بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بناتا ہے وہ بہت دور کی گمراہی میں چلا جاتا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:۳۶)

''اور یقیناً ہم نے ہر اُمت میں اپنا ایک رسول مبعوث کیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (شیطان) سے بچتے رہو''۔

فرمایا: قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:۱۵۸)

''کہہ دو! لوگو! یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف''۔

تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں اپنے ایک خاص برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا اور اسے پوری انسانیت کا امام مقرر کیا۔ یہ انتخاب خداوندی تھا کہ آپ ﷺ کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا اور آپ کو ایک عالمگیر دعوت کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل مذہب کا عالمگیر تصور نہ تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں جو وسعت اور عالمگیریت ہے اس سے گزشتہ تمام مذاہب خالی ہیں۔ قرآن حکیم نے اسلام کو ''دین مکمل'' کیا ہے اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ:۳) ''آج کے دن ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے'' کے لفظ سے ملقب فرمایا ہے اور بتقاضائے ''ختم نبوت'' محمد رسول اللہ ﷺ اپنی ایک منفرد اور امتیازی شان رکھتے ہیں اور یوں اسلام کی یہ تحریک ابد تک اپنی اصلی صورت میں برقرار رہے گی۔

آپ ﷺ نے جب اپنے مشن کا آغاز کیا تو آپ ﷺ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عربوں کی جاہلی عصبیت، قبائل، رنگ و نسل، زبان خاندان اور علاقے کے امتیازات تھے اور انہی بنیادوں پر وہ ایک مستقل جنگ میں مبتلا تھے اور تیزی سے ہلاکت اور تباہی کے غار کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ درحقیقت یہ اپنے اندر سے کھوکھلے ہو چکے تھے۔ مستحکم و معقول اصولوں اور تصور انسانیت سے بے خبر تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعوت کے سب سے بڑے دشمن ان کے یہی تصورات و عقائد تھے۔ آپ ﷺ نے اسلام کی شمع روشن کی، انسانیت کو زندگی بخشی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاہلی عصبیت کی بیخ کنی کی اور احترام و آبرو، عزت وقار اور خلوص و محبت کا وہ اعلیٰ منشور بخشا جو آج بھی اقوام عالم کی بہبود کا واحد جامع منشور ہے۔ اسلام نے جو جامع تصور انسانیت بخشا ہے اس میں رنگ و نسل، قوم و علاقہ اور زبان کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ تمام انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ بڑائی کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔ سارے لوگ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں اللہ نے ان سے جاہلی غرور، نخوت اور آباؤ اجداد پر فخر کا خاتمہ کر دیا ہے اور یہ کہ جو لوگ اللہ کے احکام بجا لاتے ہیں۔ جس سے انہیں دنیوی مسائل اور اخروی معاملات میں سعادت کی راہ ملے گی۔

مختصر حالات: سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

آپ ﷺ کا نام مبارک قرآن شریف میں پانچ جگہ آیا ہے۔ رفع عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو پینتالیس (545) سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ انجیل میں آپ کا نام فارقلیط ہے جس کا ترجمہ احمدؐ ہے۔ آپؐ کے والد کا نام عبداللہ، اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جدِ اعلیٰ تھے۔ توریت اور انجیل میں آپؐ کی آمد کی خبر موجود تھی۔

بخاریؒ و مسلم میں حدیث ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں پیغمبر بنایا گیا۔ اس کے بعد تیرہ برس مکہ میں رہے اور اس عرصہ میں وحی آتی رہی۔ پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور ہجرت کے بعد آپؐ دس برس تک مدینہ میں رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؐ سے قبل جتنے انبیاء و رسل دنیا میں مبعوث ہوئے سب ہی اپنی قوم اور بستی والوں کے لئے اور کچھ مدت معین تک نبی بن کر آتے تھے۔ مگر ہمارے نبی ﷺ ساری دنیا کل بنی آدم و جن کے لئے قیامت تک رحمۃ للعٰلمین بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ کو جو شریعت دی گئی ہے وہ تمام جہان والوں کے لئے قیامت تک مکمل قانون ہے، اکمل ضابطۂ حیات ہے، وہ اوصاف حمیدہ جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہئیں سب ہی آپؐ کے اندر موجود تھے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کی صفات کا بیان مختلف مواقع پر کمالِ شان کے ساتھ موجود ہے مثلاً اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:۴) وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء: ۱۰۷) یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۵-۴۶)

جامع ترمذی میں حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ برائی کا بدلہ برائی سے لیتے تھے بلکہ معاف اور درگذر فرمادیا کرتے تھے۔ دوسری حدیثوں میں ہے کہ حضور ﷺ زیادہ خاموش رہتے تھے۔ بیمار کی عیادت کرتے، جنازہ کے ساتھ جاتے، اپنے گھر کا کام کاج خود کرلیا کرتے بلکہ محتاج اور حاجت مندوں کی خدمت کرتے۔ ان کے کام کاج کردیا کرتے تھے۔ تواضع آپؐ کی عادت تھی۔ عبادت و ریاضت کا آپ مجسمہ تھے۔ آپؐ کے اخلاق کریمانہ کا ہی اثر یہ تھا کہ سخت سے سخت دشمن اور بدخواہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوکر جاتا تھا۔ مکہ مکرمہ میں چالیس سال کے بعد جب آپؐ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو اہل مکہ کو دعوتِ توحید سخت ناگوار گذری اور بہرصورت انہوں نے اس آواز کو بند کرنا چاہا۔ وہ آپ کو تکلیف اور صدمے پہنچائے کہ بیان سے باہر ہیں مگر آپؐ نے نہایت صبر و استقلال سے ان تمام مصائب کو برداشت کیا حتیٰ کہ جب مسلمانوں پر تکالیف و مصائب کی انتہا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی۔ اس وقت آپؐ کی عمر ترپن برس کی تھی۔ تاریخ اسلام قمری حساب سے آپ ﷺ کی ہجرت سے رکھی گئی ہے۔ ہجرت کے بعد دس سال مدینہ میں ہی رہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے متعدد غزوات میں شرکت فرمائی مثلاً غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خیبر، غزوہ خندق اور فتح مکہ وغیرہ اکثر غزوات میں بہ نفسِ نفیس شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے معجزے آپ ﷺ کو عطا فرمائے۔ معجزہ شق صدر، معجزہ شق القمر، واقعہ معراج، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا معجزہ، طعام میں برکتِ کثیر ہونے کا معجزہ، نیز غزوات کے دوران بے شمار معجزے مشہور و معروف ہیں اور سب معجزوں سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہمارے درمیان موجود ہے۔ یہ حق اور باطل کے درمیان فرق ہے۔ حقائق فصاحت و بلاغت میں بے مثل ہے۔ آنحضرت ﷺ کا لایا ہوا یہ معجزہ یعنی قرآن و حدیث تا قیام قیامت باقی رہے گا۔ عرب کے بڑے بڑے فصحاء اس کے مقابلہ میں عاجز رہے اور اب بھی کوئی جابر و مقابل قیامت تک اس کو نہیں مٹا سکتا۔ یہ تیئیس برس میں حسب ضرورت مسائل و احوال پورا نازل ہوا۔ فتح مکہ کے بعد حجۃ الوداع میں آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ: ۵) نازل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی جس میں اس امر کی بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیج کر اور اپنی کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید کو نازل فرما کر اپنی نعمت دینِ حق کا اتمام کر دیا ہے۔ اس کے چند ہی روز بعد سورتِ نصر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کو وفات کی خبر دے دی گئی ۱۱ھ ماہِ صفر کے آخری دنوں میں آنحضرت ﷺ علیل ہو گئے۔ بخار نہایت شدت سے چڑھا۔ جسم مبارک میں ناتوانی اس قدر ہو گئی کہ گھر سے باہر نکلنے کی طاقت نہ رہی۔ بار بار بے ہوشی طاری ہوتی، وفات سے پانچ روز قبل حالت اور زیادہ نازک ہو گئی۔ صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ہی بے تاب و بے چین تھے۔ مگر الٰہی فیصلے اور قدر کے سامنے کس کو اُف کرنے کی مجال ہے۔ تقریباً چودہ روز بیمار رہ کر پیغمبر آخر الزمان محبّ رب العلمین حضرت محمد ﷺ ۱۲ ربیع الاولیٰ ۱۱ھ بروز پیر بوقت چاشت وصال پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ.

اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال اور پانچ دن کی تھی۔ مسجد نبوی کے متصل اپنے ہی مسکن میں تدفین ہوئی۔ اب اس روضہ مبارک میں (۱) آنحضرت ﷺ (۲) آپ کے یار غار خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت فاروق اعظم خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت جب نازل ہوں گے اور مدینہ آ کر ان کا انتقال ہو گا تو اس جگہ اُن کی تدفین ہو گی۔

قیامت کے روز سب سے پہلے آنحضرت محمد ﷺ کی قبر مبارک شق ہو گی۔ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کی تعریفوں کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھوں میں ہو گا۔ شفاعت کبریٰ اور مقام محمود آپ کا منصب ہو گا۔ حوضِ کوثر پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنی امت کو جامِ کوثر سے سیراب فرما دیں گے۔ جنت کا دروازہ سب سے پہلے آپ ہی کھلوائیں گے اور سب سے اوّل آپ ہی داخل ہوں گے پھر اپنی امت کو داخل کرائیں گے۔ گناہ گار امتیوں کی اللہ کی اجازت سے شفاعت کرائیں گے ان کو بھی جنت میں داخل کرائیں گے۔

اللہ اپنے تمام انبیاء خصوصاً ہماری نبی حضرت محمد ﷺ پر لاکھوں رحمتیں اور بے شمار سلام نازل فرمائے اور ہم کو ہر طرح کے شرک و بدعت سے محفوظ و مامون رکھے کہ قیامت کے دن ہمیں آپ کی شفاعت نصیب ہو اور ہم سب مسلمان مستحق رحمت و جنت ہو جائیں۔ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَاۤ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ - اٰمِيْنَ - يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ (ماخوذ از حدیث الغاشیۃ،نواب صدیق حسن خانؒ)

رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کے فضائل

سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے آخری رسول ہیں۔

آپ ﷺ اپنے نسب (خاندان) کے اعتبار سے اعلیٰ وارفع مقام رکھتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ’’بے شک اللہ نے حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے کنانہ کو چنا، پھر کنانہ سے قریش کو چنا، پھر قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے اس نے مجھے منتخب فرمایا‘‘۔ (مسلم:٦:٢٢٧٦)

اسی طرح جب بادشاہِ روم (ہرقل) نے ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نبی اکرم ﷺ کے حسب ونسب کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: وہ ہم میں اعلیٰ حسب ونسب والے ہیں تو ہرقل نے کہا: کہ ایسے ہی پیغمبرانِ عظام علیہم السلام اپنی قوموں میں عالی نسب ہوتے ہیں۔ (البخاری:٧، مسلم ١٧٧٣)

احسانِ عظیم

یوں تو انسانیت پر اللہ تعالیٰ کے احسانات بے شمار ہیں لیکن ان میں سب سے بڑا احسان، جسے اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے وہ آپ ﷺ کی بعثت ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

> ’’بے شک مومنوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ نیز انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے‘‘ (آل عمران:١٦٤)

آپ ﷺ کی بعثت کے وقت انسانیت گمراہ تھی اور جہالت کی انتہائی تاریک گھاٹیوں میں بھٹک رہی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں تاریکی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکالا اور آپ ﷺ کے ذریعے صراطِ مستقیم کی طرف ان کی راہنمائی کی۔فرمان الٰہی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. (الأنبياء: ۱۰۷)

''اور ہم نے یقیناً آپ کو جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا''۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! بے شک میں رحمت ہوں جسے لوگوں کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا'' (الحاکم ۹۱/۱)

رسول اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت نے ''روشن چراغ'' قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اے نبی! ہم نے ہی آپ گواہی دینے والا، خوشخبریاں سنانے والا، آگاہ کرنے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے''۔(الاحزاب:۴۵-۴۶)

رسول اللہ ﷺ امت پر مشفق اور مہربان ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تمہارے پاس ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری ہی جنس سے ہیں، جن کو تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں''۔(التوبہ:۱۲۸)

آپ ﷺ اپنی امت کے لئے دعا مانگتے تھے:

''اے اللہ، میری امت، میری امت!''

رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے مصداق ہیں۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''میں ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں میری آمد کی بشارت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے دی'' (صحيح الجامع للألباني: ۱۴۶۳)

اللہ کے ذکر کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو مقام عظیم عطا کیا ہے۔چنانچہ جہاں اللہ کا ذکر آتا ہے وہاں آپ ﷺ کا ذکر بھی آتا ہے،کلمہ، اذان، اقامت، خطبہ،تشہد اور دیگر کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام لیا جاتا ہے۔انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں میں بھی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام بلند کیا اور دنیا و آخرت میں بھی آپ ﷺ کے نام کا چرچا کیا...... یہ سب آپ ﷺ کی عظمت اور شان کی دلیل ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۝ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ۝ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ " (الم نشرح: ۱–۴)

"اے پیغمبر! کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا؟ اور ہم نے آپ کا بوجھ آپ پر سے اُتارا جس نے آپ کی کمر کو جھکا رکھا تھا، اور ہم نے آپ کا نام بلند کیا"۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور ان کی تائید و نصرت کریں گے۔ اس لئے اگر حضرت محمد ﷺ ان میں سے کسی ایک کے زمانے میں مبعوث کردیے جاتے تو ان کے لئے آپ ﷺ کی اتباع کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ نے انبیاء سے یہ عہد لیا کہ اگر میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اُس کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تمہیں لازماً اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی نصرت کرنا ہوگی۔ اللہ نے پوچھا: کیا تم اقرار کرتے ہو اور میرے اس عہد کی ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا: گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو بھی اس عہد سے پھر جائے تو ایسے لوگ نافرمان ہیں"۔ (آل عمرٰن: ۸۱–۸۲)

اِس عہد کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی باقی تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر برتری ثابت کردی۔

معجزۂ معراج

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسراء و معراج کے معجزہ سے نوازا جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی دیگر تمام انبیاء و رسل علیہم السلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر برتری ثابت کر دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کرائی۔ پھر آپ ﷺ کو آسمانوں کے اوپر، جہاں تک اللہ نے چاہا، لے جایا گیا اور اِس بابرکت سفر میں آپ ﷺ کی جُملہ انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرائی گئی۔ آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی اور پانچ نمازیں فرض کی گئیں......

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات

رسول اکرم ﷺ کو وہ خصوصیات حاصل ہیں جو اور کسی نبی اور رسول کو حاصل نہیں، ان میں سے بعض خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱) خاتم النّبیّین

حضرت محمد ﷺ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے آخری نبی اور رسولؐ ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی اور نبی اور رسول آنے والا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الأحزاب: ۴۰)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے آخری''۔

یعنی آپ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے، اب آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ یقینی طور پر کذاب اور دجال ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص مکان بنائے، اس کی تعمیر نہایت خوبصورتی سے کرے اور اسے خوب سجائے لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ پھر لوگ اس کا چکر لگائیں اور اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران ہوں۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی کہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی! تو میں دراصل وہ آخری اینٹ ہوں، اور اسی لحاظ سے خاتم النبیین ہوں''

(البخاری۔ المناقب، باب خاتم النبيين: ۳۵۳۵، مسلم . باب ذكر كونه ﷺ خاتم النبيين: ۲۲۸۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھ خصوصیات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے چھ چیزوں کے ساتھ دوسرے تمام انبیاءؑ پر فضیلت دی گئی ہے:

۱) مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں۔
۲) رعب ودبدبہ کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔
۳) میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا ہے۔
۴) زمین کو میرے لئے پاکیزہ اور مسجد بنایا گیا ہے۔
۵) مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔
۶) میری بعثت پر سلسلۂ نبوت ختم کیا گیا ہے''۔ (مسلم، حدیث نمبر ۵۲۳)

شفاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''میں جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، پوچھا جائے گا کون ہے؟ تو کہا جائے گا: محمد ہیں، لہٰذا وہ میرے لئے دروازہ کھول دیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے، پھر میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ مجھے حمد وثناء کے الفاظ الہام کرے گا، پھر کہا جائے گا: محمدؐ! اپنا سر اٹھایئے اور سوال کیجئے! آپ ﷺ کا مطالبہ پورا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے! آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور آپ بات کیجئے آپ کی بات سنی جائے گی۔

اور یہی ہے وہ مقامِ محمود، جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل: ۷۹) (الترمذی: ۳۱۴۸)

حوضِ کوثر

رسول اکرم ﷺ کو قیامت کے روز حوضِ کوثر عطا کیا جائے گا جس سے آپ ﷺ اپنی اُمت کو پانی پلائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ سورت پڑھی اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○ اس کے بعد آپ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ الکوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس پر خیرِ کثیر موجود ہے اور وہ ایسا حوض ہے جس پر میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے، اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔

- اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الکوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے کنارے سونے کے اور اس کے بہنے کے راستے موتیوں اور یاقوت کے ہیں، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ اچھی ہے اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے''۔ (الترمذی: ۳۳۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یومِ آخرت پر ایمان

''کافروں کا خیال یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تمہیں ضرور بالضرور اٹھایا جائے گا۔ پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی تمہیں خبر دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر انتہائی آسان ہے''۔

قربِ قیامت

ہمیں اس بات پر بھی پختہ یقین ہونا چاہیے کہ جس دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے وہ انتہائی قریب ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''آپ ﷺ نے انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا: میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں ہیں''۔

(اس حدیث سے آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوتا ہے یعنی میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا بلکہ میرے بعد قیامت ہی آئے گی)۔

قیامت کا وقت صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب ہی کے پاس ہے۔ اسے وقت پر صرف وہی ظاہر کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا۔ وہ تم پر اچانک آپڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

(الاعراف:۱۸۷، نیز دیکھیے النازعات:۴۲-۴۶)

اور حدیثِ جبریل میں ہے کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: مجھے قیامت کے متعلق بتائیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

(بخاری:۵۰، مسلم:۸) (مزید وضاحت کے لئے حدیث نمبر۲ کی تشریح ملاحظہ کریں)

قیامت کی نشانیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء نے قیامت کی نشانیوں کو چھوٹی اور بڑی دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ مثلاً دجال کا آنا، امام مہدی کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا، یاجوج ماجوج کا خروج، زمین کے جانور کا ظاہر ہونا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

اور چھوٹی نشانیوں سے مراد یہ نشانیاں ہیں: علم کا اٹھایا جانا، جاہلوں کا بڑے بڑے عہدوں تک پہنچنا، موسیقی کا بکثرت مروج ہونا، شراب نوشی کرنا، اس امت کے آخری لوگوں کا اس کے پہلے لوگوں پر لعنت بھیجنا اور قتل وغارت گری کا عام ہونا وغیرہ۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ:

۱) دو بڑی جماعتیں باہم قتال کریں گی اور ان کے مابین بہت بڑی جنگ ہوگی جب کہ دونوں کا دعوی ایک ہی ہوگا۔

۲) تیس کے قریب دجال آئیں گے جن میں سے ہر ایک کا دعوی یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

۳) علم اٹھالیا جائے گا (علم صرف نام کا رہ جائے گا اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا)

۴) زلزلے زیادہ آئیں گے۔

۵) لوگوں میں بگاڑ جلدی پھیلنے لگے گا۔ (اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وقت تنگ ہو جائے گا اور اس کی برکت ختم ہوجائے گی۔)

۶) فتنوں کا ظہور ہوگا۔

۷) قتل وغارت گری عام ہو جائے گی۔ چنانچہ بنی آدم اور خاص طور پر مسلمانوں کا خون ارزاں ہو جائے گا۔

۸) لوگوں کے پاس مال بہت زیادہ ہو جائے گا حتی کہ صاحب مال صدقہ دینے کی خاطر مستحق کی تلاش میں سرگرداں ہوگا۔

۹) لوگ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

۱۰) ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر کے پاس سے گذرے گا تو کہے گا: کاش! میں اس کی جگہ پر ہوتا۔

۱۱) سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور جب ایسا ہوگا اور تمام لوگ اسے دیکھ لیں گے تو وہ سب ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اس وقت کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھتا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا تھا"۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت ضرور بالضرور قائم ہوگی۔ اور ایک آدمی اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھا چکا ہوگا لیکن وہ اسے کھا نہیں سکے گا" (البخاری: الفتن: ۷۱۲۱)

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی جو اللہ، اللہ کہتا ہوگا"۔

اِس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب قیامت قائم کرے گا اس وقت سب لوگ برے ہوں گے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے دین پر قتال کرتا رہے گا۔ وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور اس کا کوئی مخالف اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ بدستور اسی حالت پر قائم ہوگا"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "صور کے پھونکے جاتے ہی سب کے سب اپنی قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں گے"۔ (یٰسٓ: ۵۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے"

پھر کفار کہیں گے: ہائے ہائے! ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا۔ (یٰسٓ: ۵۲)

اِن آیات سے ثابت ہوا کہ صور میں دو مرتبہ پھونکا جائے گا: ایک مرتبہ پھونکے جانے سے لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، یعنی ان پر موت آ جائے گی۔ پھر دوسری مرتبہ پھونکے جانے سے وہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "جس دن اس زمین کے علاوہ کوئی اور زمین ہوگی اور آسمان بھی بدل جائیں گے اور تمام لوگ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے جو ایک ہے اور وہ سب پر غالب ہے (ابراہیم: ۴۸)

ہر ایک کو اپنی فکر دامن گیر ہوگی

"اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا (حالانکہ) وہ ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی۔ایک مجرم چاہے گا کہ وہ اپنے بیٹوں کو، اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو، اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور روئے زمین کے سب لوگوں کو اس دن کے عذاب کے بدلے میں دے دے، پھر وہ اسے نجات دلا دیں۔مگر ہرگز ایسا نہ ہوگا،یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے اور جمع کر کے سنبھال رکھتا ہے"۔ (المعارج:١٠-١٨)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش منظور کی جائے اور نہ کسی سے کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائے اور نہ لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں"۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:''بنی اسرائیل کے بگاڑ کی ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ آخرت کے متعلق ان کے عقیدے میں خرابی آ گئی تھی۔وہ اس قسم کے خیالات خام میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ہم جلیل القدر انبیاء کی اولاد ہیں، بڑے بڑے اولیاء صلحا اور زُہاد سے نسبت رکھتے ہیں، ہماری بخشش تو انہیں بزرگوں کے صدقے میں ہو جائے گی، ان کا دامن گرفتہ ہو کر بھلا کوئی سزا کیسے پا سکتا ہے، انہیں جھوٹے بھروسوں نے ان کو دین سے غافل اور گناہوں کے چکر میں مبتلا کر دیا تھا۔اس لیے نعمت یاد دلانے کے ساتھ فوراً ہی ان کی ان غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے"۔(تفہیم القرآن: ج ا ص ۸۴،۸۵)

فرمایا: ''اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔اپنی بیوی اور بیٹے سے" ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا"۔(عبس:۳۱،۳۴)

سورۃ معارج کی آیات میں فرمایا: اور کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہ ہوگا (حالانکہ) ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے،اس روز گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دے دے (یعنی) اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین پر ہیں (غرض) سب کچھ دے دے اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑا لے،لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔(آیات ۷۰/۱۵-۱۰)

سید مودودی لکھتے ہیں: بھاگنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ان عزیزوں کو، جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں اُسے سب سے زیادہ پیارے تھے، مصیبت میں مبتلا دیکھ کر بجائے اس کے کہ ان کی مدد کو دوڑے، الٹا ان سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اسے مدد کے لیے پکار نہ بیٹھیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں اللہ سے بے خوف اور آخرت سے غافل ہو کر جس طرح یہ سب ایک دوسرے کی خاطر گناہ اور ایک دوسرے کو گمراہ کرتے رہے، اس کے برے نتائج سامنے آتے دیکھ کر ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اپنی گمراہیوں اور گناہ گاریوں کی ذمہ داری اس پر نہ ڈالنے لگے۔ بھائی کو بھائی سے، اولاد کو ماں باپ سے، شوہر کو بیوی سے، اور ماں باپ کو اولاد سے خطرہ ہوگا کہ یہ کم بخت اب ہمارے خلاف مقدمے کے گواہ بننے والے ہیں۔ (تفہیم القرآن: ج ۶، ص ۲۶۰، ۲۵۹)

تو ثابت ہو گیا کہ اس دن باپ اپنے بچے کو یا بچہ اپنے باپ کے کچھ کام نہ آئے گا۔ ایک دوسرے کا فدیہ بھی نہ ہو سکے گا۔ تم دنیا پر اعتماد نہ کرو اور دار آخرت کو فراموش نہ کر جاؤ۔ شیطان کے فریب میں نہ آ جاؤ۔ قیامت کا دن جھگڑوں کے فیصلوں کا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ خود سامنے ہو گا، کوئی بغیر اس کی اجازت کے لب نہ ہلا سکے گا، کسی کو دوسرے کے بارے میں نہ پکڑا جائے گا، نہ باپ بیٹے کے بدلے نہ بیٹا باپ کے بدلے نہ بھائی بھائی کے بدلے نہ غلام آقا کے بدلے نہ کوئی کسی کا غم و رنج کرے گا نہ کسی کو کسی سے شفقت و محبت ہوگی۔ نہ ایک دوسرے کی طرف سے پکڑا جائے گا، ہر شخص آپا دھاپی میں ہوگا، ہر ایک اپنی فکر میں ہوگا، ہر ایک اپنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

''لو خود اپنی کتاب آپ ہی پڑھ لو۔ آج تو تُو آپ ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے''۔

اور خود ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

''آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے۔ اور ان کے پاؤں ان کاموں کی گواہیاں دیں گے جو وہ کرتے تھے''۔ (یٰس: ۶۵، اس کے علاوہ دیکھیے حم السجدۃ: ۱۹-۲۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پس جس شخص کو لوگوں کا امیر (حکمران) بنایا گیا اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔اور مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہوتا ہے تو اس سے بھی ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہوتی ہے، سو اس سے بھی اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے اس سے بھی اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا''۔(بخاری:۲۵۵۴، ۵۱۸۸، ۵۲۰۰، ۸۹۳، مسلم:۱۸۲۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (التکاثر:۸)

''پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا''۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''بے شک بندے سے قیامت کے دن نعمتوں میں سے سب سے پہلے اس نعمت کا سوال کیا جائے گا کہ کیا ہم نے تمہیں تندرستی نہیں دی تھی؟ اور کیا ہم نے تمہیں ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا تھا؟''(الترمذی:۳۳۵۸)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کا حق (زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو، قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جنہیں جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر ان کے ساتھ اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ گرم کیا جائے گا اور پھر اسے داغا جائے گا اور جب تک بندوں کے درمیان فیصلہ نہیں کر دیا جائے گا اس کے ساتھ یہ سلوک بدستور جاری رہے گا جب کہ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا''۔(مسلم، الزکاۃ، إثم مانع الزکاۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟ تو صحابہؓ نے جواب دیا: ''ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی اور ساز و سامان''۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان باندھا ہوگا، کسی کا مال کھالیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔لہٰذا ان میں سے ہر ایک کو اس کے حق کے بقدر اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر ان کے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ لے کر اس کی گردن میں ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حالت میں مر گیا کہ اس پر کسی کے دینار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور درہم تھے تو اس کی نیکیوں سے اس کا حق ادا کیا جائے گا کیونکہ وہاں دینار اور درہم نہیں ہوں گے"۔

زمین کی گواہی

روز قیامت زمین بھی گواہی دے گی اور اپنی خبریں بیان کرے گی کہ کس نے کہاں پر کیا عمل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ○ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ○ (۹۹/الزلزال:۴-۵)

"اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی، کیونکہ آپ کے رب نے اسے حکم دیا ہوگا"۔

نبی کریم ﷺ کا حوض

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو قیامت کے دن حوض کوثر عطا کیا جائے گا جس کے اوصاف آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں بیان فرمائے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ پر اونگھ طاری ہوگئی۔ پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا۔ ہم نے پوچھا: آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پڑھا: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ الکوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس پر خیر کثیر موجود ہے اور وہ ایسا حوض ہے جس پر میری امت کے لوگ قیامت کے دن آئیں گے۔ اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔ پھر کچھ لوگوں کو پیچھے دھکیلا جائے گا۔ تو میں کہوں گا: میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں۔ تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کئے تھے۔ (مسلم . الصلاۃ، حجۃ من قال البسملۃ آیۃ من اول کل سورۃ: ۴۰۰)

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حوض کے برتن کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس کے برتن ان ستاروں سے زیادہ ہیں جو تاریک اور بے ابر (صاف) رات میں ہوتے ہیں، وہ جنت کے برتن ہیں۔ جو شخص ان سے پیئے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کے دو میزاب بہہ رہے ہوں گے۔ جو شخص ایک بار اس پانی کو پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی اس کی لمبائی کے برابر ہے جو اتنی ہے جتنی عمان اور ایلہ کے درمیان ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا''۔

میزان

روز قیامت وزن برحق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور اس روز وزن بھی برحق ہے، پھر جس شخص کا پلا بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلا ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے'' (الاعراف)

''قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھیں گے، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہوگا تو اسے ہم سامنے لائیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں''۔ (الأنبیاء:۴۷)

یاد رہے کہ کافر کے اعمال کا بھی وزن کیا جائے گا چنانچہ اس کے کفر اور اس کی برائیوں کو ایک پلڑے میں اور اس کی نیکیوں (مثلاً صلہ رحمی، لوگوں سے ہمدردی اور غلاموں کو آزاد کرنا وغیرہ) کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ پھر کفر اور برائیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا جس کی بنا پر وہ جہنم کے عذاب کا مستحق قرار پائے گا۔ البتہ اس کی بعض نیکیوں کی بنا پر اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔

پل صراط

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''...... چنانچہ وہ محمد (ﷺ) کے پاس آئیں گے اور آپ کو (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رحم کو بھیجا جائے گا جو صراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر گزرنا شروع کریں گے) چنانچہ سب سے پہلا شخص بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گزر جائے گا''۔

میں (ابو ہریرہ) نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کوئی چیز بجلی کی سی تیزی کے ساتھ بھی گزر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے (آسمان پر) بجلی کو نہیں دیکھا، کیسے وہ تیزی کے ساتھ جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس آتی ہے!''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر دوسرا آدمی ہوا کی طرح تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔

پھر تیسرا آدمی پرندے کی اڑان اور (طاقت ور) مردوں کے دوڑنے کی طرح گزر جائے گا۔

یہ سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے گذریں گے اور تمہارا نبی (ﷺ) پل صراط پر کھڑا کہہ رہا ہوگا: (یَا رَبِّ! سَلِّمْ سَلِّمْ) اے میرے رب! تو ہی سلامتی دے اور تو ہی محفوظ فرما''۔ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور یہاں تک کہ ایک آدمی ایسا آئے گا جو گھسٹ گھسٹ کر ہی چلنے کے قابل ہوگا۔ پل صراط کے کناروں پر مڑے ہوئی سرے والی لوہے کی سلاخیں لٹکی ہوئی ہوں گی جنہیں بعض لوگوں کو پکڑنے اور اچک لینے کا حکم دیا گیا ہوگا۔ لہٰذا وہاں سے گزرنے والوں میں سے کچھ تو خراشیں وغیرہ لگنے کے بعد نجات پا کر اسے عبور کر جائیں گے اور کئی لوگوں کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور وہ جہنم میں گر جائیں گے''۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اللہ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے: وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم:۷۱) ''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے''؟

تو آپ نے فرمایا: تم نے اس سے اگلی آیت نہیں پڑھی ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (مریم: ۷۲)

''پھر ہم پرہیز گاروں کو بچا لیں گے'' (مسلم:۲۴۹۶)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ صبر کرے) تو اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی، ہاں صرف قسم کو پورا کرنے کے لئے'' (بخاری:۱۲۵۱، ۶۶۵۶، مسلم:۲۶۳۲)

نبی کریم ﷺ کی شفاعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے بڑا خوش نصیب کون ہوگا جس کے حق میں آپ شفاعت کریں گے؟

''ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس بارے میں تم ہی سوال کرو گے کیونکہ تمہیں احادیث سننے کا زیادہ شوق رہتا ہے۔ (تو سنو) قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہوگا جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اور اخلاص کے ساتھ لا إله إلا الله کہا''۔ (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے پاس میرے رب تعالیٰ کی طرف ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ میں یا تو اپنی آدھی امت کے جنت میں جانے پر راضی ہو جاؤں یا روز قیامت شفاعت کروں۔ تو میں نے شفاعت کو چن لیا ہے اور میری شفاعت ہر ایسے شخص کے لئے ہوگی جس کی موت اس حالت میں آئے گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا''۔ (ترمذی وابن ماجہ وصححہ الألبانی فی تخریج المشکاۃ: ۵۶۰۰)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (البقرۃ: ۲۵۵)

کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکے؟''

اسی طرح فرمایا: وَکَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰہُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی (النجم: ۲۶)

''اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ایسے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور چاہت سے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے''۔

کہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اسی کے بارے میں ہی شفاعت کرنے والے شفاعت کر سکیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی (الانبیاء: ۲۸)

''اور وہ صرف اسی کے لئے شفاعت کریں گے جس سے وہ راضی ہوگا''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ چہارم

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت محمدیہ

ہمارے نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف (ﷺ) ہیں۔ عدنان سے اکیسویں پشت میں ہوئے۔ عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل علیہ لسلام، حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ آنحضرت ﷺ مکہ میں دوشنبہ کے دن نو ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے کہ باپ کا انتقال ہوا۔ جب چھ سال کی عمر ہوئی تب ماں نے انتقال کیا۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ ہے۔ ان کا نسب تین پشت اوپر جا کر حضور ﷺ کے ددھیال سے جا ملتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ آٹھ سال دو مہینے دس دن کے ہوئے تو دادا فوت ہوئے۔ ابو طالب جو آنحضرت ﷺ کے والد عبداللہ کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا، سرپرست متعین ہوا، تیرھویں سال میں شام کے سفر کو چچا کے ساتھ گئے تھے مگر راہ میں سے واپس آ گئے، جوان ہو کر کچھ دنوں تجارت کرتے رہے۔ پچیس سال کی عمر پوری ہونے پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ پھر حضور اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت یا لوگوں کی بھلائی میں پورا کرتے رہے۔ پینتیس سال کی عمر میں جب قریش میں کعبہ کی عمارت میں حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا ہوا۔ سب نے آنحضرت ﷺ کو صادق اور امانت والا جان کر منصف بنایا۔

نبوت

چالیس سال ایک دن کی عمر ہوئی تو اللہ کی وحی ہوئی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا (بیوی) علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (بھائی عمر دس سال) ابوبکر صدیقؓ (دوست) زید بن حارثؓ (مولیٰ آنحضرت) فوراً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ہدایت سے عثمان غنی، عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے۔ ابو عبیدہ، ابوسلمہ، ارقم، عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن مسعود، عبیدہ بن الحارث، سعید بن زید، یاسر، عمار، بلال رضی اللہ عنہم ان کے بعد مسلمان ہوئے۔ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کے بعد ام الفضل رضی اللہ عنہا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی) مسلمان ہوئیں۔ پھر اسماء رضی اللہ عنہا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی) پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا (عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن)۔

تین برس تک آنحضرت ﷺ چپکے چپکے لوگوں کو اسلام سکھلاتے رہے۔ پھر کھلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھلانے لگے جہاں کوئی کھڑا بیٹھا مل جاتا یا مجمع نظر آتا وہیں جا کر ہدایت فرماتے تھے۔ مکہ والے اب مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ان کو رنج یہ تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے، وہ بت پوجنا چھوڑ دیتا ہے۔ مسلمان دو برس تک بڑی بری تکلیفیں سہتے رہے پھر انہوں نے تنگ آ کر مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔

مسلمانوں کا وطن چھوڑنا

سنہ ۵ نبوت: رجب میں سب سے پہلے عثمان غنیؓ گھر بار چھوڑ کا اپنی زوجہ رقیہؓ کو (جو نبی ﷺ کی دوسری بیٹی ہیں) ساتھ لے کر حبش کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت لوط علیہ السلام پیغمبر کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا ہے۔" ان کو سمندر تک پانچ عورتیں اور بارہ مرد مزید جا ملے ان کے پیچھے بہت سے مسلمان حبش گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیار بھی تھے جو حضرت علی مرتضیٰؓ کے سگے بھائی ہیں۔

سنہ ۶ نبوت: حمزہؓ (آنحضرت ﷺ کے چچا) اور ان سے تین دن پیچھے حضرت عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے۔ مسلمان اس وقت تک چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

سنہ ۷ نبوت: قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ "کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ لین دین اور رشتہ ناطہ نہ کرے۔ ہاشمی قبیلہ کے ساتھ بھی لین دین، رشتہ ناطہ بند کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑتا"۔

اس ظلم کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور ہاشمی قبیلے کے سب لوگ ایک پہاڑی کی کھوہ میں (شعب ابی طالب) میں بند رہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی دشمن اندر نہ جانے دیتے۔ گڑھی کے اندر بچے جب بھوک کے مارے روتے۔ تو ان کے رونے کی آواز شہر تک سنائی دیتی۔ کوئی شخص ترس کھاتا تو تھوڑا بہت اناج چھپ چھپا کر رات کو پہنچا دیتا تھا۔ ان سب سختیوں پر بھی آنحضرت ﷺ اللہ کے پاک نام اور سچے دین کو برابر پھیلاتے رہے۔

سنہ ۱۰ نبوت: آنحضرت ﷺ طائف پہاڑ پر اسلام کا وعظ فرمانے لگے۔ جب آنحضرت ﷺ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارا کرتے، حضور ﷺ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے لہو بہہ بہہ کر جوتے میں جم جاتا، پاؤں سے جوتا اتارنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دن آنحضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے اتنی چوٹیں لگیں کہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئے۔ منہ پر پانی چھڑکنے سے ہوش پایا، پھر نبی اکرم ﷺ وہاں سے چلے آئے اور یہ فرمایا کہ "اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد تو ضرور اللہ پاک کو ایک ماننے والی ہو جائے گی۔ (آٹھ برس کے بعد سارا طائف مسلمان ہو گیا تھا)۔

سنہ ۱۱ نبوت: آنحضرت ﷺ راستوں اور گزرگاہوں پر جایا کرتے۔ آتے جاتے کو وعظ سناتے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی دی۔ اُدھر ہی گئے۔ وہاں مدینہ کے چھ آدمی اترے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وعظ فرمایا۔ اسلام سمجھایا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

سنہ ۱۲ نبوت

(۱) ۲۷/ رجب کو ۵۱/ سال ۵ مہینہ کی عمر میں آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دو نمازیں فجر اور عصر کی پڑھی جاتی تھیں۔

(۲) موسم حج میں اٹھارہ شخص مدینہ سے مکہ آئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ اس پاک زمین میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ حضرت مصعبؓ کے وعظ سے بنو نجار اور بنو اشہل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سارے لوگ ایک ہی سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔

سنہ ۱۳ نبوت

(۱) آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مدینہ چلیں۔ آنحضرت ﷺ نے منظور فرمایا کہ مدینہ رہا کریں گے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم اسلام پر پکے رہ کر حضور ﷺ کی اطاعت اور نصرت کیا کریں گے۔

(۲) جب مکہ کے دشمنوں نے سنا کہ اسلام مکہ سے باہر پھیل رہا ہے تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیں۔ ایک رات انہوں نے آنحضرتؐ کے گھر کو گھیر لیا۔ آنحضرت ﷺ ان کے گھیرے میں سے صاف نکل گئے۔

(مہر نبوت از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ پنجم

اسلام اور جدید سائنس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم اور سائنس

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (۲/البقرۃ:۱۶۴)

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کے لئے رواں ہیں اور مینہ میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا اور اُس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے اللہ کی (قدرت کی) نشانیاں ہیں۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (۳/آل عمران:۱۹۰-۱۹۱)

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے) ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے۔ تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔

وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (بنی اسرائیل:17:85)

”اور تم کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے“۔

ربِ کائنات نے قرآن حکیم کو نورِ ہدایت 'سرچشمہ علوم' لاریب و محفوظ اور جامع و اکمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلام کا مرتبہ عطا کر کے روحانی ضروریات کا ضابطہ قرار دیا ہے۔ کائنات کا سب سے بڑا ہمدرد و شفیق انسان محمد ﷺ جب غارِ حرا کی خلوتوں میں انسانیت کے اصل مقام و مرتبہ کی آشنائی کے لئے غور و فکر کی بلندیوں پر تھا کہ ایک دن یکا یک خالق کائنات کی طرف سے یہ آواز گونجی......

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ‌(۹۶/العلق:۱)

''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا''

قرآن کا یہ پیغام کفر و جہالت کے اندھیروں میں ڈوب ہوئی بدحال انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ایک نئے حیات بخش نظام کے نزول کا آغاز تھا۔ ہزاروں سالوں پر محیط انسانیت کی تاریخ پر نظر غائر ڈالیں تو قبل از اسلام کا ماضی تاریکیوں سے پُر دکھائی دیتا ہے۔ علم و حکمت کی ترقیوں کے نمونے نہ ملنے کے برابر ہیں۔ گویا شریعت اسلامی کی علمی ترقی سابقہ ہزاروں سالوں پر محیط ہے کیونکہ اسلام دورِ جدید کی ہر گمراہی کو دور کرتا ہے۔ اسلام زندگی کے ہر شعبہ اور عمل کے ہر گوشہ کے لئے اصلاحی تدابیر رکھتا ہے۔

قرآن حکیم میں ایمان والوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ تم آسمانوں اور زمین کی تخلیق، کواکب اور اجرام علویہ کے نظام، ہواؤں کے چلنے، دن اور رات کے اختلاف، سمندر کے عجائبات، جمادات و نباتات و حیوانات کی تخلیق، شمس و قمر کا مسخر ہونا، انسان کی تخلیق، علم و عقل اور ادراک کے اعتبار سے ان کے امتیازات اور دوسری مخلوقات پر انسان کے تفریق پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

سائنس لاطینی زبان کے لفظ "scientia" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ''علم'' ہیں۔ غور و فکر اور تحقیق و مطالعہ سے حقیقت کا منکشف ہو جانا ''سائنس'' ہے اس لئے اس ''علم'' کا حاصل کرنا، پڑھنا، سمجھنا اور اس کے لئے جستجو کرنا مسلمان کی فطری ضرورت ہے۔

غور و فکر کے حوالے سے قرآن حکیم میں متعدد بار اس قسم کی ترغیبات استعمال ہوئی ہیں۔ غور و فکر کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے لیکن محض غور و فکر منزل نہیں ہے۔ خدائی قانون جدوجہد کا قانون ہے صرف مثالوں کا قانون نہیں ہے۔ یہ انسانوں کے لیے دائمی ترقی کا راستہ واضح کرتا ہے، علم سے عمل اور عمل سے اطمینان قلب تک۔

'' اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (۳۹/الزمر:۴۲) اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴/النساء:۸۲) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ...... (۲/البقرہ:۱۶۴)
قرآنی الفاظ اس بات کا اشارہ دیتے ہیں کہ "علم" اور "سائنس" معنوی لحاظ سے ایک ہی شے ہیں مگر دور جدید میں "سائنس" مظاہر فطرت، قدرتی واقعات کے مطالعہ و مشاہدہ کے لئے مخصوص ہوگیا ہے۔ چنانچہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمان ایسے علم کو چھوڑ دیں جس سے زندگی کے شعبے وابستہ ہیں کیونکہ اس علم کی بنیاد عمیق مطالعہ اور تجربہ و مشاہدہ کائنات ہے۔ اس لئے ایسے علم سے معرفت الٰہیہ کا فیضان حاصل ہوتا ہے۔

عقل سلیم کا مالک انسان ضرور اس حقیقت کا اعتراف کرے گا کہ کائنات میں علوم کا پھیلاؤ اسلام ہی کا مرہونِ منت ہے۔ لفظ research یعنی "تحقیق" ایک ایسا علم ہے جو مخفی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے انبیاء و رسل "وحی" کے ذریعہ حقیقت منکشف فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل کو محدود و محتاج بنا کر اسے وحی الٰہی کے تابع کر دیا تاکہ رسول کی تعلیم و تربیت کے تحت تحقیقات کی جائیں۔

"انسان اصل میں بالکل بے علم تھا۔ اسے جو کچھ بھی علم حاصل ہوا اللہ کے دینے سے حاصل ہوا، اللہ ہی نے جس مرحلہ پر انسان کے لئے علم کے جو دروازے کھولنے چاہے وہ اس پر کھلتے چلے گئے۔ یہی بات "آیۃ الکرسی" میں اس طرح فرمائی گئی ہے:

وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ (البقرہ: ۲:۲۵۵)

"اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے جو خود چاہے"۔

"حکمت" بعض اوقات منصب نبوت سے علیحدہ بھی عطا کی گئی۔ مثلاً فرمایا: وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ (۳۱/لقمٰن:۱۲) "اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی"۔

اس سے مراد اعلیٰ بصیرت 'درست قوت فیصلہ' بھی ہے۔ کیونکہ یہ زندگی کو خوش کام و نیک انجام دیتی ہے۔ یُّؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا (۲/البقرہ:۲۶۹) "وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بے شک اسے بڑی نعمت ملی"۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

کلمة الحکمة ضالة المومن اذا وجدها اخذها (ترمذی ابواب العلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حکمت کی بات مومن کا گمشدہ مال ہے جہاں اسے پائے اپنا مال سمجھ کر لے لے"۔

امام غزالی "الحکمۃ فی مخلوقات اللہ" کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"اللہ تجھے حق شناسی کی توفیق عطا کرے اور دین و دنیا کی فلاح و کامرانی نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے عجائبات و مصنوعات میں تدبر و تفکر کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا کی ہے۔ وحی کے ذریعے اس کی رہنمائی فرمائی اور اصحاب نظر اور ارباب عقول کو اپنی مصنوعات میں غور و فکر کی اپنی اپنی تعداد کے مطابق دعوت دی" (قرآن نمبر جلد:۲، ص:۱۴۳)۔

قرآن مجید میں بہت ساری ایسی آیات موجود ہیں جن میں کائنات اور اس کے مظاہر کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں قرار دے کر ان میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ فرمایا:

اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (۷/ الاعراف:۱۸۵)

"کیا یہ لوگ آسمانوں اور زمین کے انتظام میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس میں غور و فکر نہیں کرتے اور یہ کہ شاید ان کی اجل قریب ہی آ لگی ہو؟ پھر اس تعلیم کو چھوڑ کر کس بات کو باور کریں گے"۔

ایک اور آیت میں فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۲۹/ العنکبوت:۴۴)

"اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے کچھ شک نہیں کہ ایمان والوں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں"۔

علاوہ ازیں سورۃ الرعد: ۲-۳، سورۃ الحدید: ۴، القلم: ۳۲-۳۴، آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱، الجاثیہ: ۳ اور القصص سے روشنی ملتی ہے کہ کائنات کی تنظیم کارفرما ہونے میں غور و فکر کے لئے "ایمان و علم" سے ہی مدد حاصل کی جائے، قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْۤ اَنْفُسِهِمْ (حم السجدہ - ۵۳:۴۱)

"ہم عنقریب ان کو آفاق و انفس میں نشانیاں دکھلائیں گے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درج بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کی تہ تک پہنچنے کا راز تحقیق ہے اور علم، ایمان اور عقل کی محتاج ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے تو گویا قرآن مجید ''بصائر'' کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے مومن ذہنی ارتقاء حاصل کرتا ہے اور یہی اسلام اور مسلمان کی عظمت کا بین ثبوت ہے۔

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ (۶۷/الملک: ۲)

''کیا تو رحمٰن کی آفرینش میں کہیں بھی کوئی نقص دیکھتا ہے''۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (۷۵/القیامۃ: ۱۴-۱۵)

''انسان خواہ ہزار بہانے بناتا پھرے مگر وہ اپنے لئے خود دلیل ہے''۔

اور فرمایا:

وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ (۳۱/لقمان: ۱۰)

''اور زمین میں پہاڑ رکھ دیئے مبادا تمہیں ایک طرف کو جھکا دے''۔

قرآن کی یہ دعوت فکر و نظر ابدی نوعیت کی حامل ہے۔ خواہ کتنے ہی اسرار و رموز منکشف ہوتے جائیں۔ مگر تمہیں ان پر بار بار توجہ دینا پڑے گی۔ جس سے مومن سائنسدان کے قلب میں معرفت الٰہی موجزن ہوگی اور اس طرح یہ علم اخلاقی و روحانی قدروں سے منور ہوتا چلا جائے گا۔

توجہ طلب پہلو

موجودہ دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے محیر العقول ترقی کی ہے مگر مسلم ممالک کی حالت اس میدان میں کمزور ہے اور یہ ترقی یافتہ اقوام کے دست نگر ہیں۔ دنیا کے اہم اور حساس مقامات پر واقع ہونے کے باوجود بھی دوسروں کے زیر اثر زندگی گذار رہے ہیں۔ اس لئے مسلم زعماء اس سوچ میں ہیں کہ امت مسلمہ کے اندر اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کی جائے تاکہ وہ عالم انسانیت کی قیادت و سیادت اپنے ہاتھ میں لے کر ''خیر امت'' ہونے کا فریضہ ادا کر سکیں۔

تسخیر کائنات کے نظریات تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ اسی لئے علمائے متقدمین کے درمیان قرآن و سنت کی نصوص سے کائنات کے علوم کی کھوج لگانا اختلافی مسئلہ رہا ہے۔ مثلاً امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) قرآن و سنت سے کائنات کے علوم سمجھنے کے قائل تھے۔

قرآن اپنی صداقت کے اثبات کے لئے سائنس کا محتاج نہیں کیونکہ سائنسی نظریات تغیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پذیر ہوتے رہتے ہیں جب کہ قرآنی حقائق اٹل اور مستقل ہیں۔

درحقیقت قرآنی علوم.......... انسانی ذہن کے خود ساختہ نظریات سے ماوراء ہیں۔اس لئے تفسیر کے متعین اصول وضوابط کے بغیر قرآن کے سائنسی اعجاز پر کلام کرنا خطرے سے خالی نہیں۔قرآن نے کائنات کی تسخیر کا جو فرمان جاری کیا ہے اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ انسان اپنی اردگرد پھیلی ہوئی کائنات سے ٹکرا جائے۔کتاب الٰہی کا منشاء یہ ہے کہ وہ اس کے اسرار سے واقفیت حاصل کر کے نوامیس فطرات سے استفادہ کرے۔

موجودہ دور کے شکست خوردہ ذہن قرآن کریم کو یا تو سائنس کا تابع بتاتے ہیں یا اس کی حقانیت سائنس سے ثابت کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔اسی مکتب فکر کے لوگ قرآنی آیات کو سائنس کی ہرنئی ایجاد پر ''فٹ'' کر دیتے ہیں۔مظاہر فطرت اور سماوی حقائق کا تذکرہ اس حیثیت و انداز سے کرتے ہیں کہ قرآن سائنسی موضوع کی کتاب بھی ثابت ہو جائے۔اس طرح کی تاویلات وتشریحات سے ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دینا چاہتے ہیں اگر ہم عصری تقاضوں کے مطابق قرآنی آیات کی تطبیق کرتے رہے تو پھر خدشہ ہے کہ اللہ کی کتاب بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گی۔اسی طرح دشمنان اسلام کو استہزاء کا نیا موقعہ مل جائے گا۔

قرآن مجید ایک اور حانی کتاب ہے جسے سائنس سے بالواسطہ کوئی تعلق نہیں۔لیکن چونکہ یہ پاک کتاب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کائنات اس کا فعل ہے اس لئے اس کتاب کے پڑھنے سے ہمیں قدرتی مظاہر میں ایک باقاعدگی نظر آتی ہے اور بعض کو سائنسدانوں نے بڑی کاوش کے بعد اب دریافت کیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ قرآن کریم بنیادی طور پر پیغام ہدایت ہے۔تمام سائنسی اشارے جو قرآنی آیات میں ملتے ہیں، اسی بنیادی مقصد کے تابع ہیں اور ان کی حیثیت ثانوی ہے۔اس لئے مسخر شدہ اشیاء میں تمہارے لئے فوائد مہیا کئے گئے ہیں۔مگر ''جدید مفسرین'' کو جو ''حسن اتفاق'' میسر ہوا ہے اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ سائنس کی ہرنئی ترقی پر قرآنی آیات کو پیش کرتے ہیں۔قرآن سے ہر مسلمان کو سچی عقیدت ہے کیونکہ یہ ایمان کا جز ولاینفک ہے مگر ''عقیدت'' کو بنیاد بنا کر اور جدید مفسر بننے کی تڑپ یہاں تک تو نہ پہنچائے کہ قرآن کے اجمالی اشارات کو اس طرح واضح کیا جائے ''قرآن نے سائنس کے ابواب مدوّن کر دیئے ہیں'' اور پھر ان ''مدوّن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابواب'' کے حق میں آیات سے خاص خاص الفاظ نکالے جاتے ہیں۔یہی وہ ''طرزفکر'' ہے کہ جس کے تحت چاند تک انسان کی رسائی کا واقعہ ہو جانے کے بعد مضحکہ خیز طریقے سے نکتے نکالے گئے کہ ''چاند پر انسان پہنچے گا''۔''وہ تین انسان ہونگے'' تینوں ہی کافر ہوں گے، وغیرہ اس طرح لفظ ''حطمہ'' کا ایٹم بم'' بنادیا اور لفظ ''سلطان'' کو راکٹ'' ثابت کر دیا۔ایسی تفسیری تنگ و دو احساس کمتری کے سوا کچھ نہیں۔ فی الحقیقت مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ رشتہ اسباب اللہ تعالیٰ کی بالاتر قوت کے ہاتھ میں ہے۔اس عقیدے پر عمل کے بعد ہم افراط وتفریط کا شکار نہ ہوں گے۔

قرآن کریم میں نہ تو ریاضی کا کوئی کلیہ درج ہے اور نہ ہی سائنس کا اصطلاحی فارمولا اس نقطہ نظر سے قرآن نہ ریاضی کی کتاب ہے اور نہ سائنس کی بایں ہمہ قرآن علم وحکمت کا سرچشمہ ہے کیونکہ اسی بزرگ و برتر کتاب میں قوانین فطرت کو سمجھنے اور ان پر غور وتدبر کرنے کی ہدایت بار بار فرمائی گئی ہے۔اس لئے قرآن بجاطور پر قرآن حکیم کہلاتا ہے۔ (قرآن نمبر ص:۵۱۷)

مسلمان ایک عظیم قوم ہیں کہ ان کی اساس عظیم ہے۔علم وحکمت کی عالی شان عمارت ''قرآن وسنت'' ان کے پاس ہے مضبوط قوت بننے کے لئے انہیں بنیادوں پر اپنی قیادت و سیادت کو استوار کر کے ہی کامیابی حاصل کرنا ہوگی۔قرآن نے کائنات کے علوم کے بارے میں جدوجہد کو مفید قرار دیا ہے کہ اس کی ترغیب بھی دی ہے۔امت مسلمہ تسخیر کائنات کے مادی وروحانی فوائد سے اسباب ووسائل کا ذخیرہ جمع کرے تاکہ اپنی فتوحات ومہمات کا دائرہ بھی برابر وسیع ہوتا رہے۔اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان کو جو صلاحیتیں دی گئی ہیں۔وہ ان کا بھرپور استعمال کر کے اپنے گردوپیش پھیلی ہوئی حیات وکائنات کے متعلق علم حاصل کرے۔آیات قرآنی پر غور وفکر کرے تاکہ اسلام کے بارے میں اہل مغرب نے (اس خاص سائنسی میدان میں) تشکیک پیدا کرنے کی جو روش اختیار کر رکھی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔اسلام عقل انسانی سائنس اور مذہب کے مابین مخاصمت کا قائل نہیں۔مگر اللہ کے لئے قرآنی آیات کی بے جا تاویلات کر کے جدید سائنسی نظریات سے مطابقت پیدا کرنے کی پرتکلف روش ترک کر دینا ضروری ہے۔اب حالات کا شدید تقاضہ ہے کہ ہم مسلم نوجوانوں کو دینی جذبہ کے ساتھ ان علوم کے لئے تیار کریں تاکہ یہ مسلم نوجوان اپنے علم سے اہل ایمان کے وقار کو بلند کریں اور اقوام غیر کے دست نگر ہونے سے محفوظ ہو سکیں۔انہیں کی شان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی سائنسی تاریخ کا مختصر تعارف

ساتویں صدی کے اواخر اور آٹھویں صدی کی ابتداء میں یورپ میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ یورپین مؤرخین اس دور کو قرونِ مظلمہ (The dark ages) سے تعبیر کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس مسلم قوم میں علمی" تہذیبی اور ثقافتی بیداری کا دور تھا۔ موجودہ دور میں علمی فضیلت یا برتری کی بات کرنا تحصیل حاصل ہے۔ مگر جس زمانے میں اسلام کا آغاز حجاز مقدس کی وادیوں سے ہو۔ پوری دنیا علم وعرفان کی فضیلت سے بالکل جاہل وغافل تھی۔ قرآن اس دور کا نقشہ یوں بیان فرماتا ہے:

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الجمعه : ۲:۶۲)

"اور اس سے قبل تو لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے"۔

موجودہ سائنسی تحقیق کی ابتداء خاندان بنوامیہ سے ہوئی۔ خالد بن یزید بن معاویہؒ نے کیمیا اور طب کی یونانی کتب کے تراجم کرائے اور اس طرح مسلمانوں میں طبیعاتی علوم کے مطالعے کا ذوق پیدا ہوا۔ عباسی دور خلافت میں مامون الرشید اور ہارون الرشید کے کارنامے سر فہرست ہیں۔ "بیت الحکمۃ" اس دور کی جدید ترین سائنسی یونیورسٹی تھی۔ جس میں سائنس کے میدان میں "بیت الحکمۃ" نے انقلاب عظیم برپا کیا۔ جب یورپ کی گلیوں میں کیچڑ بھری رہتی تھی اور انہیں پانی کے استعمال یعنی نہانے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا تو یہی مسلمان تھے جنھوں نے انہیں دنیا میں رہنا سکھایا۔ احبار ورہبان پر ایک وہ دور بھی آیا جب "کلیسا" کے حکم سے ہر ابھرنے والے سائنسدان کو قید یا قتل یا زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ یوں ان مذہبی ٹھیکیداروں نے تقریباً ساڑھے تین لاکھ انسانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جو علم وعقل کی بات کرتے تھے۔ اس ظلم کے نتیجے میں ایک ایسا انقلاب برپا ہوا کہ ان کے نوجوان یہودیت وعیسائیت کی مذہبی گرفت سے نکل بھاگے اور آج "مذہب کا نام" ان کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔

مقابلتاً اسلامی حکومتوں نے علم وحکمت کی سرپرستی کی اور سائنس کے موجد پیدا کئے، جابر بن حیان کیمیا کا موجد "ابن الہیثم" طبیعات کا موجد، ابوبکر زکریا رازی طب کا موجد، بوعلی سینا طب کا عالم، موسیٰ الخوارزمی حساب کا موجد، میکانیات میں ابوالفیض اسماعیل الرزاق الرازی بدیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزمان مؤلف ''الکتاب میزان الحکمۃ''۔ بصریات میں ابن الہیثم ۱۰۳۸ء اور عمر الخیام الجبراء کا موجد، یہ وہ سائنسدان ہیں جن کا اعتراف مغرب کے محققین کو آج بھی ہے۔ یہ اسلام کی عظمت کا ایک مختصر نمونہ ہے کہ مسلمانوں نے سائنسی علوم کو اہمیت دی۔ اس لئے مسلمان اس دور میں ان علوم میں یونان سے بڑھ گئے۔ طب کے شعبہ میں بھی جراحی کے ایسے ایسے اہم کارنامے اس وقت انجام دیئے جب کلیسا کے فتوؤں کے مطابق بیماری کے لئے دوائی کا استعمال تک ممنوع تھا۔

قرآن کا ارشاد ہے:

''اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان موجود چیزوں کو محض کھیل تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ ہم نے ان سب چیزوں کو (تدبیر) حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن بہت سے لوگ اسے جانتے نہیں ہیں'' (الدخان ۴۴: ۳۸-۳۹)۔

دنیا کی زندگی دھوکہ نہیں ہے نہ ہی اسے بے مقصد پیدا کیا گیا ہے بلکہ اسے حق کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ قرآن کی وہ آیات جن میں فطرت کے بغور مشاہدے کی دعوت دی گئی ہے 'نماز' روزہ، حج وغیرہ سے متعلق مجموعی آیات سے کئی گنا زائد ہیں۔ اس کی روشنی میں مسلمانوں نے فطرت کا قریبی مشاہدہ شروع کیا اور اس سے مشاہدے اور تجربے کی بدولت سائنسی طرز فکر پیدا ہوا جس سے یونانی ناواقف تھے۔ مسلم ماہر نباتات ابن بیطار نے دنیا بھر سے پودے اکٹھے کر کے اس موضوع پر لکھا۔ میر (Mayer) نے اپنی کتاب Gesch der Botanika میں اسے اس موضوع پر تاریخ ساز کتاب قرار دیا ہے۔ البیرونی چالیس سال تک معدنیات کے نسخے اکٹھے کرنے کے لیے سفر کرتا رہا۔ مسلم ماہرین فلکیات کے بعض مشاہدے بارہ بارہ سال بعد تک کے لیے تھے۔ ارسطو نے طبیعات پر کوئی تجربہ کیے بغیر بہت لکھا اور بے احتیاطی سے ایسے بیانات بھی درج کر دیے جو معمولی مشاہدے سے درست کیے جا سکتے تھے مثلاً اس کا یہ بیان کہ انسانوں کے دانت جانوروں سے زیادہ ہوتے ہیں، وغیرہ۔

گیلن (Galen) نے، جسے قدیم علم تشریح الاعضا (anatomy) کی سب سے بڑی سند مانا جاتا ہے، بتایا کہ نچلا جبڑا دو ہڈیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا بیان تھا جسے صدیوں تک کسی شبہ کے بغیر تسلیم کیا گیا، یہاں تک کہ عبداللطیف نے انسانی ڈھانچے کا بذات خود مطالعہ کیا۔ اس قسم کی کئی مثالیں بیان کرنے کے بعد رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی کتاب The Making of Humanity میں تحریر کرتا ہے:

ہماری سائنس پر عربوں کا صرف یہ قرض نہیں ہے کہ عربوں نے حیران کن دریافتیں کیں یا انقلابی نظریات پیش کیے۔ سائنس پر عرب تمدن کا اس سے زیادہ احسان ہے: یہ ہے کہ وہ اپنے وجود کے لیے اس کی مرہون منت ہے۔

وہ مزید لکھتا ہے:

اہل یونان نے منظم شکل دی، عموم پیدا کیا، نظریے بنائے، لیکن تحقیق کے صبر آزما اصول، مثبت حقائق کو جمع کرنا، سائنس کے جزرس طریقے، تفصیلی اور طویل مشاہدے، تجربے کے ذریعے تفتیش، یہ تمام کے تمام اہل یونان کے مزاج کے لیے بالکل اجنبی تھے۔ جسے ہم آج سائنس قرار دیتے ہیں اور اس کا ارتقا یورپ میں تحقیق کے نئے طریقوں..... تجربہ، مشاہدہ اور پیمائش کا اور ریاضی کے ایسے ارتقا کا نتیجہ تھا جو یونان کے لیے غیر معروف تھا۔ یہ جذبہ اور یہ طریقے یورپ کی دنیا میں عربوں نے متعارف کرائے تھے۔ (راما کرشنا راؤ۔ محمدؐ ص 23-22)۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

''غالباً یہ بیان نامکمل رہ جائے گا اگر میں اس مقام پر مختصر ذکر نہ کروں کہ علوم جدیدہ کی ترویج و اشاعت میں مسیحیوں نے تنگ دلی اور اسلامیوں نے فراخدلی کے کیسے کیسے نمونے دکھلائے''۔

۱۔ ڈی رومینس'' نے ظاہر کیا کہ ''قوس قزح'' بارش میں شعاع آفتاب کے انعکاس کا نام ہے، اسے خدا کی کمان جنگ بتانا انتقام الٰہی کی علامت سمجھنا غلط ہے، صرف اتنی بات پر وہ قید کر کے ''روما'' بھیجا گیا۔ وہ جیل ہی میں مرا۔ اس کی لاش اور اس کی کتابوں کو جلا دیا گیا۔

۲۔ ''برونو'' کو ۱۶۰۰ء میں لمبی قید کے بعد اس لئے زندہ آگ میں جلا دیا گیا کہ اس نے دنیا کو ''عالم اسباب'' کہہ دیا تھا۔

۳۔ زمین کے گول ہونے کا مسئلہ خلافت عباسیہ میں معلوم ہوا اور اس انکشاف سے مسلمانوں میں ایک درخت کا پتہ بھی نہ ہلا۔ مگر یہی مسئلہ جب یورپ میں پہنچا تو قیامت برپا ہوگئی اور بیسیوں فلاسفر جو زمین کو گول کہنے لگے تھے قتل کر دیئے گئے۔

۴۔ چیچک کا ٹیکہ قسطنطنیہ میں کافی دیر سے رائج تھا۔ ۱۷۲۱ء میں ایک عورت ''مسماۃ میری مونٹا'' اسے یورپ لے گئی تو پادریوں نے اس طریقہ علاج کی بے حد مخالفت کی۔ حتیٰ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ سے درخواست کی گئی کہ شاہی اختیارات سے اس کا نفاذ روک دیا جائے۔

۵۔ ''امریکہ میں جب یہ طریقہ نکلا کہ عورت کو ولادت کے وقت مخدر کر دیا جائے تو تمام پادری مخالف ہو گئے کہ عورت کو ولادت کے وقت آرام پہنچانا خدا کی لعنت کا مقابلہ ہے، جو کتاب پیدائش باب سوم میں عورت ذات کے لئے موجود ہے'' (رحمتہ للعالمین جلد:۳ص:۶۳-۶۲)

سر جان ولیم ڈریپر لکھتا ہے:

''مسلمانوں نے صرف مدارس قائم کرنے یا علمی کتابوں کی نقول وتراجم کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی تصحیح، ترمیم اور ترقی بھی کی اور بہت سے نئے علوم پیدا کئے۔ چنانچہ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کا ان علوم کی طرف زیادہ رجحان رہا۔ جن کا تعلق عمل، مشاہدہ سے تھا''۔

چنانچہ دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں مسلمان عالموں کے مشاہدات عاقلانہ اور تجربات ماہرانہ تھے وہاں طب طبعیات اور کیمیا میں بھی نام پیدا کیا''......اور ان مدارس کی نگرانی فراخ حوصلگی سے نطوریوں اور یہودیوں کی سپرد بھی کی جاتی تھی کسی شخص کو کسی بڑی خدمت پر مامور کرتے وقت حکومت (اسلامیہ) کو یہ خیال نہ آتا تھا کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے اس کے عقائد کیا ہیں بلکہ محض علمی قابلیت کا لحاظ رکھا جاتا تھا''۔ سائنس میں عربوں کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے اس کی تحصیل میں یورپ کے یونانیوں کا طریقہ اختیار کیا...... یعنی ان کے علم کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر تھی۔ فن کیمیا میں ترازوں کا استعمال کیا جس کے اصولوں سے وہ پوری طرح واقف تھے۔

''ایک مدت تک یورپ میں فلکی، ریاضی اور طبعی فنون عربوں کی تصانیف سے حاصل کئے جاتے تھے ساتویں صدی کے بعد تک بحر متوسط کی سیادت عربوں کو حاصل تھی۔ اس لئے انہوں نے اطالویوں اور فرانسیسیوں کو بہت سے عربی الفاظ دیئے۔ اہل فرانس کی طب کی بنیاد ہی ''عربی طب'' پر تھی۔ اس کے ذریعے انہوں نے بہت سے عربی الفاظ اختیار کئے۔ عرب سات صدیوں تک فرانس واٹلی میں اندلس سے مختلف علوم پہنچاتے رہے اور اہل یورپ نے علوم طبعی 'ریاضی' فلکیات، کیمیا اور بہت سے علوم علماء اور ان عربی کتابوں سے سیکھے جن کی اصل ضائع ہو چکی تھی۔ طبعی علوم تمام تر عربوں ہی سے سیکھے سترھویں صدی تک ان کا تمام تر دارومدار انہیں پر تھا''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دین رحمت۔ص:۱۶۴)

ڈاکٹر لوسین لیک لرک لکھتا ہے:

''دنیا پھر وہ اعجاز آفرین منظر نہ دیکھ سکے گی جو نویں صدی (عیسوی) میں عربوں نے پیش کیا۔ یونان کے تمام علوم عربوں کی گرفت میں تھے۔ انہوں نے اپنی صف میں اوّل درجے کے طلباء پیدا کئے جنہوں نے اسی وقت علمی حقیقت کے صحیح مذاق کا اظہار کیا۔'' (دی ہسٹری آف عرب میڈیسن:۹۱-۹۲)

جان ڈبلیو کیمبل جونیئر لکھتا ہے:

''اسلام نے وہ کچھ حاصل کیا کہ دوسری کسی قوم نے اس کے حصول کی کوشش تک نہ کی۔ اسلام نے سائنس ایجاد کی۔ یہ کام روما اور یونان نہ کر سکا۔ روما میں صفائی کا انتظام نہ تھا۔ ایتھنز کے فلسفہ کا اہتمام نہ تھا۔ ہم نے سائنسی میراث روما اور یونان سے نہیں لی بلکہ صرف اور صرف اسلام سے لی ہے۔ (اسلامک ریویو مارچ:1955ء)

عطش ڈرّانی لکھتے ہیں: ''اسلامی اندلس میں سائنس کے ہر شعبہ میں تحقیقات کی تمام تر سہولتیں میسر تھیں۔ طب کو بطور خاص فروغ حاصل ہوا۔ جامعہ قرطبہ میں علم ہیئت، کیمیا، جغرافیہ اور تاریخ کے شعبے قابل ذکر ہیں۔ (سیارہ ڈائجسٹ جودہ صدیاں نمبر ص:۳۴۵)

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان عربی بولنے والے تہذیب و ثقافت کے عظیم مشعل بردار ثابت ہوئے۔ قرون وسطی میں بغداد اور اندلس کے مسلمان مفکرین ہی کو یہ لازوال عظمت حاصل تھی کہ انہوں نے خیال کی دولہروں میں تال میل قائم کیا مسلمانوں کو تجرباتی علم کی اشاعت و تعلیم کا ذوق ابتدائے اسلام ہی سے ودیعت کیا گیا تھا۔ اس لئے بنو امیہ نے ۶۶۱ء میں دمشق میں سائنس کے علماء کو جمع کرنا شروع کر دیا پھر ۸۶۱ء میں عباسیوں کے خلفاء خصوصاً منصور، ہارون اور مامون نے سائنسدانوں کی بے حد حساب حوصلہ افزائی کی تو یہاں یہ کہنا زیادہ ضروری ہے کہ سائنسی فکر نے آنے والے عہد کی ''حکمت'' پر جو اثر ڈالا۔ اس کے پیش نظر مسلمان مفکرین کا یہ کارنامہ اولین عظمت کا مستحق ہے سب سے زیادہ پر مغز اور گرانقدر کتابیں سائنسی موضوعات پر عربی میں تھیں۔ عربی نے آٹھویں صدی کے نصف سے گیارھویں صدی کے اختتام تک بنی نوع انسان کی ترقی پسندانہ زبان کا کردار ادا کیا۔ اس دور میں جو خوب باخبر ہونا چاہتا تھا (یعنی سائنس کا علم حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہتا تھا) اور تازہ ترین معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا تو اسے عربی زبان سیکھنا اور پڑھنا پڑتی تھی۔اس لئے ''علمائے اسلام'' کو سائنس کا مؤسس قرار دیا گیا ہے علم وحکمت کے اس دور میں مسلمان حکمرانوں نے مشرق وسطیٰ اندلس اور پرتگال میں شاندار درس گاہیں قائم کیں۔

الغرض مسلمانوں نے علم کی ہر شاخ اور ہر فن میں نیا پن اور نئی تحقیقات کا آغاز کیا۔

سائنسی علوم میں مسلمانوں نے جو کارنامے سرانجام دیئے وہ رہتی دنیا تک قائم رہیں گے۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ مسلمانوں نے طبعی علوم میں جو ترقی کی منازل طے کیں، آج ہمارے عربی مدارس کے طلباء کو مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ ان علوم کی تعلیم بھی دی جانی چاہیے۔اور اسی طرح سکولوں اور کالجوں میں سائنس کے ساتھ مذہبی علوم کی تعلیم ضروری قرار دینی چاہیے تاکہ مغرب کے سائنسدانوں نے اپنے متعصب پراگندہ، الحادی اور بے دین نظریات وعقائد کو ان علوم میں داخل کرکے انسانیت کو جس مادہ پرستی کی راہ پر ڈال دیا ہے اور انسانیت اہل کلیسا، احبار اور ملحدین کی تحقیقات کے سہارے جی رہی ہے۔ان سے چھٹکارہ ملے۔اگرچہ آج ان کے ضمیر بوجھل ہیں اور وہ مادہ پرستی سے تنگ آچکے ہیں۔مگر جدیدیت کے ظاہری پرستار ضرور نظر آتے ہیں اس وجہ سے ہمارا معاشرہ افراط تفریط کا شکار ہوکر رہ گیا ہے۔جس قوم کا ماضی نہ ہو اس کا حال و مستقبل تاریک ہوتا ہے۔ہمارا ماضی روشن ہے اسی ناطے سے حال و مستقبل کو تابناک بنانا ضروری ہے یہ مخفی خزانے ظاہر کیئے جاسکتے ہیں۔فنی علوم کے تخریبی پہلوؤں سے دنیا کا دامن محفوظ رکھنے کے لئے ہمیں مضبوط قوت بننا ہوگا۔آخر ''ہم کب تک'' دست سوال دراز کرتے رہیں گے۔ہمیں ان مادی علوم میں بھی خود کفیل ہونا چاہیے جو ہماری اپنی میراث ہے اور جن کی طرف علامہ اقبال یوں اشارہ فرماگئے ہیں۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
انہیں دیکھیں جو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ ششم

اخلاقیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقیات

الف) قرآنی آیات

۱) وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۲/البقرۃ:۸۳)

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا۔ اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے رہنا تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔

۲) قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ○ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○ (۶/الانعام:۱۵۱-۱۵۳)

ترجمہ: کہو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اچھا سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور اُن کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُس کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اُس کی طاقت کے مطابق اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔ یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اُسی پر چلنا اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ اِن باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تا کہ تم پرہیز گار بنو۔

۳) كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ O (۹/التوبۃ:۷)

ترجمہ: بھلا مشرکوں کے لئے (جنہوں نے عہد توڑ ڈالا) اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک عہد کیونکر (قائم) رہ سکتا ہے۔ ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے نزدیک عہد کیا ہے اگر وہ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تو تم بھی (اپنے قول وقرار پر) قائم رہو بے شک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔

۴) وَ مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (۱۰/یونس:۳۶)

ترجمہ: اور اُن میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کار آمد نہیں ہوسکتا۔ بے شک اللہ تمہارے (سب) اعمال سے واقف ہے۔

۵) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (۱۱/ھود:۱۸)

ترجمہ: اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے؟ ایسے لوگ اللہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سُن رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

۶) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ (۱۶/ النحل:۱۱۲)

ترجمہ: اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی۔ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا۔ مگر اُن لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُن کے اعمال کے سبب اُن کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔

۷) وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ (۸۳/ المطففین:۱-۳)

ترجمہ: ماپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔

ب) احادیث مبارکہ

۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهِ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (متفق علیہ)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم قیامت کے روز تاریکیوں کا باعث ہوگا"۔

۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اتَّقُوْا الظُّلْمَ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَاِنَّهُ اَهْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ (اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَ قِتَالُهُ کُفْرٌ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا، نافرمانی اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن النبي ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا (أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

''حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے اپنے رب سے روایت کی، اس نے فرمایا: میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے لئے حرام ٹھہرایا ہے اور تمہارے درمیان بھی اس کو حرام قرار دیا ہے پس تم باہم ظلم نہ کرو۔

۵) عَنْ قُطْبَةَ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْأَدْوَاءِ (أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ، وَاللَّفْظُ لَهُ)

''حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے برے اخلاق، برے اعمال، بری خواہشات نفس اور بری بیماریوں سے محفوظ رکھ۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علومِ اسلامیہ

برائے طلبہ وطالبات

بی ایس سی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، بی ٹیک پاس